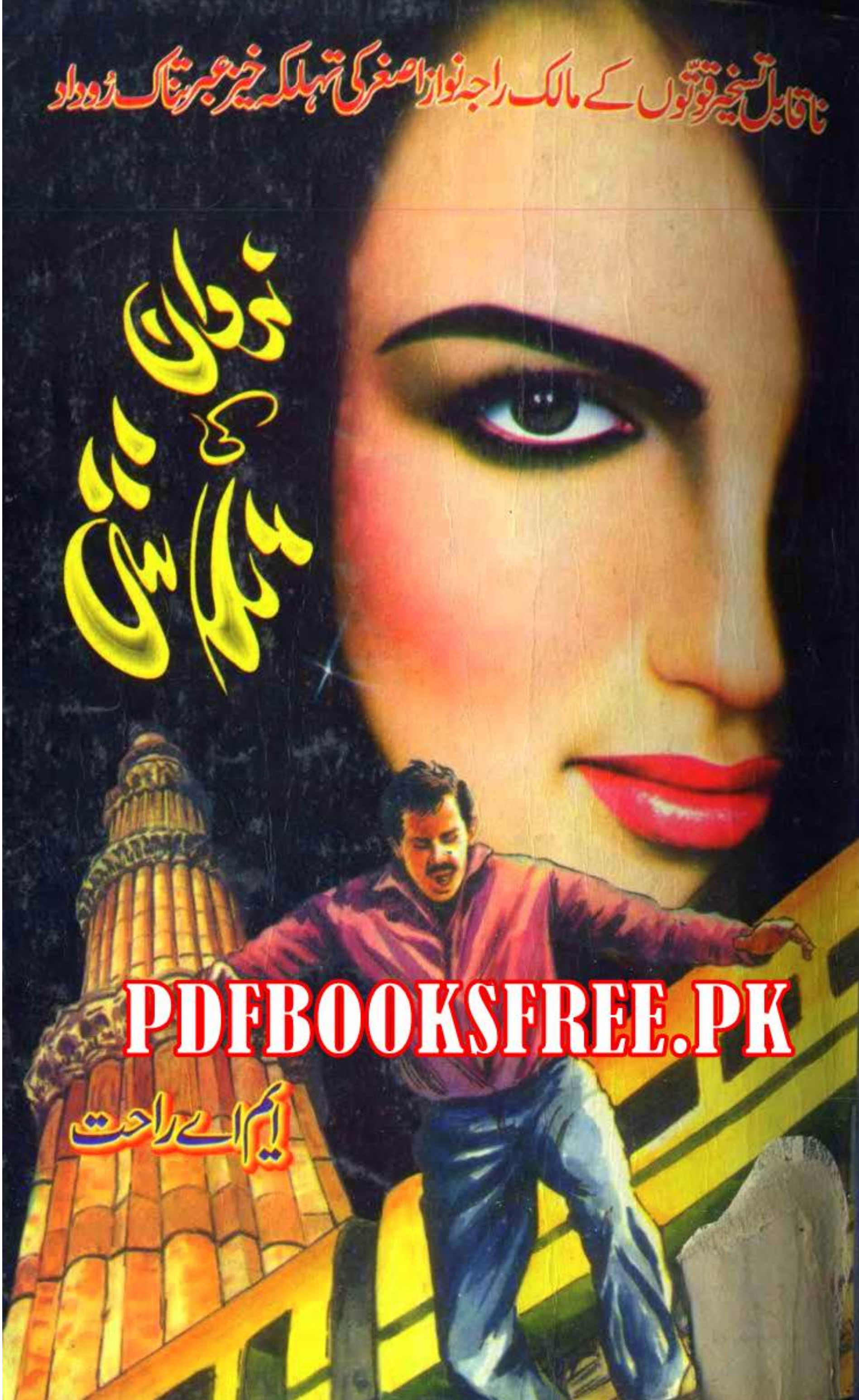
ناقابلِ تسخیر قوتوں کے مالک راجہ نواز اصغر کی تہلکہ خیز عبرتناک رُوداد
نروان کی تلاش
PDFBOOKSFREE.PK
ایم اے راحت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ اتنے خطرناک ماحول سے نکل آئی ہے۔ اسے یہ بھی یقین نہیں تھا کہ وہ لوگ اسے تلاش نہ کر سکیں گے۔ اس نے اس سلسلے میں درجنوں سوالات مجھ سے کر ڈالے تھے اور درجنوں ہی اپنی بیٹی سے۔ بالآخر گوریا ہی سے برداشت نہ ہوا اور وہ جھنجلائے ہوئے انداز میں بولی:

"بس مما اب خاموش بھی ہو جائیں۔ بہت سارے سوالات ہو چکے اور ہم تھک گئے ہیں"۔

"اوہ بیٹی، ہاں مجھے احساس ہو رہا ہے، آئی ایم ویری سوری ـــــــ" بوڑھی نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اور مجھے اس کی شرمندگی پر بھی پیار آگیا۔

"نہیں مما۔ کوئی بات نہیں ہے۔ پھر بھی..... میں آپ کو صرف اتنا بتا دوں کہ وہ لوگ اب آپ پر اور آپ کی بیٹی پر کوئی ظلم نہیں کر سکیں گے۔ اب آپ لوگ آزاد ہیں اور آپ کو ہر طرح کی سہولتیں فراہم کرنا ہمارا فرض ہے"۔

"لیکن بیٹے تم کون ہو؟"

"بس مما یوں سمجھیں کہ آپ لوگوں کا ایک ہمدرد"۔

"اوہ، ہمدرد اس دنیا میں کہاں ملتے ہیں۔ میں تو یہی کہوں گی کہ اگر تم ہمدرد ہو تو میری اب تک کی سوچ غلط تھی۔ میرے خیال کے مطابق انسان، انسان کا ہمدرد نہیں ہوتا۔ انسان کو انسان کا دشمن تو جگہ جگہ دیکھا لیکن انسان، انسان کے ہمدرد بہت کم ملتے ہیں اور ہمدردیوں کے پس پردہ کوئی نہ کوئی پہلو ضرور پوشیدہ ہوتا ہے۔ مجھے..... تم صورت سے شریف معلوم ہوتے ہو اور تمہارا ساتھی بڑا دلچسپ آدمی ہے لیکن بہت کم بولتا ہے۔ ویسے عام طور سے خاموش رہتا ہے"۔

"مما۔ مما پلیز۔ آپ کی زبان بند بھی ہو گی یا نہیں؟" گوریا نے درمیان میں دخل دیا اور بوڑھی نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لیے۔

"میرا خیال ہے گوریا کہ مما کے لیے کچھ کھانے کے لیے منگواؤ"۔

"نہیں میں کچھ نہیں کھاؤں گی" مما نے جلدی سے منہ پر رکھے ہوئے ہاتھ ہٹا لیے" جب سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میری بیٹی ان چکروں میں پھنسی ہے' میں نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ بھوک بھی نہیں لگتی۔ ہر وقت ذہن اس خیال میں ڈوبا رہتا ہے کہ نجانے ہمارا کیا انجام ہوگا۔ میں تو پہلے بھی اس سے یہی کہتی تھی' غلط باتوں کا غلط نتیجہ۔ ٹھیک ہے انسان پیٹ بھرنے کے لیے ہر راستے کو اختیار کرتا ہے لیکن افسوس' میں نے اس سے کہا تھا کہ تم کسی غلط انسان کے چکر میں نہ پڑنا۔ ہم روکھی سوکھی کھا کر گزارا کر لیں گے۔ ٹھیک ہے اگر ہمارا کوئی سہارا نہیں ہے تو کیا ضروری ہے کہ عیش و عسرت ہی کی زندگی گزاری جائے لیکن یہ نہ مانی اور اس کے بعد۔۔۔۔ اس کے بعد تم نہیں جانتے بیٹے کہ ہمیں کن کن مشکلات سے گزرنا پڑا اور اب تو وہ کم بخت......"

"مما۔۔۔۔" گوریا نے پھر درمیان میں دخل دیا اور بوڑھی اس کی طرف عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگی۔

"اب میں کیا کہوں؟ کیا میں اتنی سی بات بھی نہ کہوں؟" اس نے گوریا کو دیکھ کر جھنجلائے ہوئے انداز میں کہا اور گوریا ہنسنے لگی۔ مجھے بھی ہنسی آ گئی۔

"گوریا' تم مما کے لیے کچھ منگواؤ۔ میرا خیال ہے کھانے پینے کے بعد یہ درست ہو جائیں گی" میں نے کہا۔

اور شاید گوریا نے بھی یہی مناسب سمجھا۔ اس نے ویٹر کو بلانے کے لیے بیل بجا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد ویٹر آیا اور گوریا نے اسے کچھ چیزوں کا آرڈر دے دیا۔

بوڑھی شاید تھک گئی تھی یا پتہ نہیں کچھ اور باتیں سوچ رہی تھی' لیکن وہ خاموش تھی۔ پھر کھانے پینے کی چیزیں آ گئیں۔ گوریا نے بھی شاید بہت دنوں کے بعد پیٹ بھر کر کھانا کھایا تھا۔

کھانے کے بعد ہم نے کافی پی۔ بے چارہ ہراتا اس محفل میں شریک نہیں تھا لیکن میرا خیال تھا کہ اگر اسے بتایا جاتا کہ ہمارا یہ پروگرام ہے تو وہ نہ شریک ہونے کو بہتر سمجھتا۔ کیونکہ بوڑھی نے اس کا بھی جینا حرام کر دیا تھا اور یہ بات تو میں بھی دیکھ چکا تھا کہ وہ ضرورت سے زیادہ بولتی ہے۔

دونوں ماں بیٹی کو یہ یقین کرانے میں خاصی مشکلات پیش آئیں کہ وہ ان خطرناک لوگوں کے چنگل سے نکل آئی ہیں۔ رات کے کھانے کے بعد میں نے ہراتا کی طرف دیکھا۔ ہراتا پر سکون تھا۔

"اگر تم چاہو گوریا تو میں تمہیں اور تمہاری مما کو ایک کمرہ دے سکتا ہوں۔ میرا دوست میرے کمرے میں سو جائے گا"۔

"کیوں' کیا وہ مما کو اپنے کمرے میں سلانے کے لیے تیار نہیں ہے؟" گوریا نے ہنس کر کہا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ میں سوچ رہا تھا کہ کہیں تم مضطرب نہ ہو"۔

"میں آپ کے کمرے میں ہی سوؤں گی نواز" گوریا نے کہا۔

"مما کو تو اعتراض نہیں ہوگا؟"

"اس بے چاری نے اعتراضات کب کے ترک کر دیے ہیں"۔

"جیسی تمہاری مرضی" میں نے کہا اور پھر بوڑھی ہراتا کے کمرے میں چلی گئی۔ ہراتا کے سکون پر مجھے حیرت تھی۔ اس نے اس بات پر کسی تردد کا اظہار نہیں کیا تھا۔ لیکن بوڑھی نے جاتے وقت مجھ سے سرگوشی کی تھی:

"مسٹر لارل پلیز' کیا مجھے آپ کے دوست کے کمرے میں سونا ہے؟"

"ہاں مما یہی بہتر رہے گا۔ ہم کسی کو شبہے کا موقع نہیں دینا چاہتے جس طرح فلیٹ سے آئے ہیں' اسی طرح رہیں"۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن......" بوڑھی تشویش سے بولی۔

"اس کا کردار تسلی بخش ہے نا؟" بوڑھی نے پوچھا اور میرے پیٹ میں بے شمار قہقہے مچل اٹھے۔

"ہاں بالکل تسلی بخش۔ آپ فکر نہ کریں" میں نے کہا اور بوڑھی نے گردن ہلائی۔ پھر ہراتا کو گھورتی ہوئی چلی گئی۔

گوریا نے دوسرا کوئی لباس نہیں لیا تھا۔ میں نے لباس تبدیل کر کے اس کی جانب دیکھا اور گوریا کی نگاہیں جھک گئیں۔ "کل میں تمہارے لیے لباس وغیرہ کا انتظام کروں گا"۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ میں آج......" اس نے کہا اور پھر ایک چادر اٹھالی اور باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ باتھ روم سے نکلتے ہوئے اس نے تیز بتی بجھا دی اور نائٹ بلب روشن کر دیا۔ اس کے بدن سے گلابی چادر لپٹی ہوئی تھی اور بدن کے نقوش نمایاں تھے۔ تب وہ جھجکتی ہوئی میرے نزدیک آ کر لیٹ گئی۔ میں نے اسے نزدیک کھینچ لیا تھا اور اس نے کوئی تعرض نہیں کیا۔

"میں سوچ رہا تھا گوریا۔ میں تمہیں واپس ہالینڈ بھجوا دوں۔ میرا مطلب ہے تمہیں اور تمہاری مما کو"۔

"اور تم؟"

"میرا یہ دورہ تو طویل ہے ڈارلنگ! میرا اصل کام ابھی تو شروع بھی نہیں ہوا۔ ابھی تو ہوریشو سے ملاقات کرنی ہے" میں نے مسکرا کر کہا۔

"نواز" گوریا نے میری گردن میں بازو ڈالتے ہوئے کہا "کیا یہ ممکن نہیں کہ تم بھی واپس چلو۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔ اس سیاہ بھیڑیے کے لیے۔ میری بات کو غلط رنگ مت دینا نواز"۔

"نہیں گوریا۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ مجھے تم سے ایک خاص بات بھی معلوم کرنی ہے"۔

"کیا؟"

"تم ہوریشو سے مل چکی ہو نا؟ میرا مطلب ہے ہالینڈ سے واپس آنے کے بعد"

"ہاں!"

"کیا تم مجھے اس کی رہائش گاہ کے بارے میں نہیں بتاؤ گی؟" میں نے اس کے چہرے کے مقابل چہرہ کرتے ہوئے کہا اور گوریا کے چہرے پر خوف ابھر آیا۔ وہ گہری گہری سانسیں لینے لگی تھی"۔

گوریا سہمی ہوئی نگاہوں سے میری صورت دیکھتی رہی اور پھر ایک گہری سانس لے کر بولی۔ "کیوں۔۔۔۔ تم اس کے بارے میں کیوں معلوم کرنا چاہتے ہو؟"

"گوریا! تم یہ جاننے کے باوجود یہ سوال کر رہی ہو۔ کہ میرا نام نواز اصغر ہے۔" میں نے نرم لہجے میں کہا اور اس نے ایک سسکی سی لی۔

"نواز۔ میں نے ساری زندگی غلامی کی ہے۔ میں صرف دوسروں کے احکامات پر چل کر زندگی بسر کرتی رہی ہوں۔ لیکن اپنی بات منوانے کی خواہش سے میرا دل بھی خالی نہیں ہے۔ میں بھی ان حالات کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باوجود کبھی کبھی یہ سوچنے سے خود کو نہیں روک سکی کہ کسی سے ناز کروں' کوئی میری زندگی میں مجھ سے قدر قریب ہو کہ میں اس سے مزے کروں۔ وہ میرے ناز اٹھائے' میری بات مانے۔ کیوں نواز! کیا ایک ان کی حیثیت سے میری یہ خواہش ناجائز ہے؟"

"نہیں گوریا۔ لیکن تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"نواز! میری بات مان لو۔ تم نے ہوریشو کو جتنا نقصان پہنچایا ہے' تم نے اس سے جو کچھ حاصل ہے' وہ اتنا ہے کہ ہم پوری زندگی عیش سے گزاریں گے میں تمہیں مکمل عورت بن کر دکھاؤں گی نواز۔ تمہاری اتنی خدمت کروں گی کہ تم ساری دنیا کو فراموش کر دو گے۔ ایک بار میری بات مان کر دیکھو نواز۔ نے مجھے تاریک غاروں سے کھینچ کر روشنی میں لا کھڑا کیا ہے۔ میں اس روشنی کے سفر کو تمہارے ساتھ کرنا چاہتی ہوں۔"

اور میری مخصوص جھنجلاہٹ عود کر آئی۔ میرے ذہن میں نفرت آمیز سناٹے ابھر آئے۔ قید کر والیاں' خود کو بھول جانے والیاں' ان سے کہیں مفر نہیں ہے۔ تاہم وہ ستم رسیدہ تھی' میں اس کے سا کوئی سخت سلوک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے سخت کوشش کر کے اپنے لہجے کو نرم رکھا اور آہستہ بولا۔

"گوریا! میرے بارے میں کسی حد تک جان لو' اس کے بعد خود فیصلہ کر لینا۔ میں اپنی مرضی سے اس زندگی میں نہیں آیا۔ لایا گیا ہوں۔ میں نے بڑی مشکل سے خود کو قتل کیا تھا۔ ہاں گوریا! لاکھوں کرو ہاتھ مجھے قتل کرنے کے خواہش مند تھے میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی گردن دبا دی اور پھر میرے اند عفریت ابھرا میں نے اپنے خون کا ایک ایک قطرہ اس عفریت کو چٹا دیا تاکہ ——— راجا نواز اصغر کی ما کمزور نہ رہے بلکہ وہ طاقتور ہو۔ اتنا توانا ہو جائے کہ اسے شکست دینا ممکن نہ رہے۔ تو گوریا۔ اس کے بعد راجا نواز اصغر میدان عمل میں آیا' وہ دوسری حیثیت رکھتا تھا۔ بے شمار لوگوں سے اس کا ٹکراؤ ہوا اس خود کو زندگی اور موت کے تصور سے بہت دور کر دیا تھا' وہ صرف سربلندی چاہتا تھا' ایسی سربلندی' جو اس چھین لی گئی تھی' جو اسے اس کی اصل شخصیت میں نہ مل سکی تھی۔ لیکن اس بدلی ہوئی شخصیت کو وہ کو دھوکا' کوئی فریب دینا نہیں چاہتا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اسے اس کی شخصیت سے کوئی پیار نہیں تھا۔ اسے ہر جگہ داؤ پر لگانے کا خواہشمند تھا اور اس کے بارے میں یہی سوچتا تھا کہ جب یہ شخصیت موت سے ہمکنار ہو جائے گی تو کم از کم راجا نواز اصغر کو کوئی دکھ نہ ہو گا۔ اور جب انسان یہ سب کچھ سوچ لے جب ا کی زندگی کا مقصد ہی یہ بن جائے تو پھر اس کے سامنے اس کے دشمن بے حقیقت ہو جاتے ہیں۔

ہوریشو نے اپنی دانست میں مجھے زچ کیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ مجھے اس کیفیت میں پہنچا دے جہاں میں خودکشی کر لوں گا لیکن میں نے خودکشی کے بارے میں کبھی نہیں سوچا۔ حالانکہ حالات کافی سنگین ہو چکے تھے' میں نے خود کو بچایا' میں نے راجا نواز اصغر کی حفاظت کی۔ لیکن اس انداز میں کہ کہیں بزدلی کوئی عنصر اس میں شامل ہونے نہ پائے۔ یہاں تک کہ جب ہوریشو میرے سامنے آیا تو اسے کہا کہ اب میری ذہنی کیفیت کیا ہے تو میں نے اسے یہی مشورہ دیا تھا کہ راجا نواز اصغر کو قتل کر دو ہوریشو' ورنہ وہ تمہارے لئے ایک ایسی ہستی بن جائے گا کہ تم ساری زندگی پچھتاتے رہو گے اور میں اپنا وہ قول نبھا رہا ہوں۔" میرے لہجے میں نجانے کیا بات پیدا ہو گئی تھی کہ گوریا سہمی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی' پھر ایک گہری سانس لے کر بولی۔

"تو۔ تو راجا نواز! اب بھی تم اس سے ٹکراؤ گے؟"

"اب بھی سے تمہاری کیا مراد ہے گوریا۔ میں ہوریشو کو اگر چاہوں تو ختم کر سکتا ہوں۔ میں ایسی پوزیشن میں ہوں کہ اسے فنا کر دوں۔ لیکن ہوریشو ایسا دشمن ہے جسے بار بار مارنے میں لطف آتا ہے۔ میں اسے ایک بار نہیں مارنا چاہتا گوریا۔ میں اسے قتل کروں گا لیکن اس انداز میں کہ وہ موت کی بھیک مانگتا رہے۔ ابھی تو میں اس سے چوہے اور بلی کا کھیل کھیلنا چاہتا ہوں اور جب میں اس سے اکتا جاؤں گا تو اسے ختم کر دوں گا۔"

"اوہ۔" گوریا نے دونوں ہاتھوں سے پیشانی پکڑ لی۔

"میں نے تم سے ایک درخواست کی تھی گوریا۔"

"کیا؟" وہ چونک کر بولی۔

"ہوریشو کا پتہ؟"

"میں تمہیں ایک بات بتا دوں نواز کہ اب میرے لیے ساری دنیا میں تم سے زیادہ کوئی شخص حیثیت نہیں رکھتا۔ لیکن مجھے اس کا پتہ نہیں معلوم۔ ہم جیسے لوگ اتنی حیثیت نہیں رکھتے کہ ہم لوگوں کو ایسی اہم باتوں سے مطلع کیا جائے۔ البتہ میں تمہیں اس کا ٹیلیفون نمبر دے سکتی ہوں۔" گوریا نے جواب دیا۔

"اوہو' ٹیلیفون نمبر ہی کافی ہے۔ میں بذات خود اس سے ملنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ یہ اور زیادہ اچھا ہے۔ فون پر گفتگو مناسب رہے گی۔" میں نے کہا اور گوریا نے مجھے ہوریشو کا ٹیلی فون نمبر بتا دیا۔ جسے میں نے اچھی طرح ذہن نشین کر لیا تھا۔

"میرے سوال کا تم نے کوئی جواب نہیں دیا؟" چند ساعت کے بعد وہ بولی۔

"کون سے سوال کا گوریا؟"

"میں نے جو تم سے کہا تھا۔ میں نے تم سے جو درخواست کی تھی" گوریا عجیب سے لہجے میں بولی۔

"گوریا! میرا خیال ہے میری یہ طویل گفتگو تمہاری باتوں کا جواب ہی ہے۔"

"لیکن میں نہیں سمجھی نواز۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"صرف یہ گوریا کہ راجا نواز اصغر کسی ایک ہستی' کسی ایک ذات کے لئے مخصوص ہو کر نہیں رہ سکتا۔ اس کی زندگی پر اس کا اپنا بھی کوئی حق نہیں ہے اور حق ہو بھی تو وہ اپنی زندگی کو ساکت و جامد کر کے موت کی آغوش میں نہیں جا سکتا۔ تم یہ غلط فہمی ذہن سے نکال دینا گوریا کہ میں ساری زندگی تمہارے ساتھ گزار سکتا ہوں۔ شاید وہ دنیا کی کوئی عورت نہ ہو جس کے ساتھ رہنے کا میں فیصلہ کر لوں چنانچہ میری دوست! میں تمہیں بھی اس غلط فہمی میں نہیں رکھنا چاہتا۔ تم اس بات کو ہمیشہ کے لیے ذہن سے نکال دو۔ اگر زندگی کا کوئی اور محور بنانا چاہتی ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ میں نے صرف تمہارے حالات سے متاثر ہو کر تمہیں پناہ دی ہے۔ میں نے تمہاری زندگی کے لئے ایک راستہ منتخب کیا ہے۔ اگر میری اس محبت سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہو تو ٹھیک ہے اور اگر اپنے طور پر زندگی کے راستے تلاش کرنا چاہو تو مجھے اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا اور گوریا کا چہرہ اتر گیا۔ وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے مجھے دیکھتی رہی۔ پھر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنے آنسو خود ہی پی گئی۔

"ٹھیک ہی تو کہتے ہو تم۔ ٹھیک کہتے ہو تم راجہ نواز اصغر! معافی چاہتی ہوں' میں غلط فہمی کا شکار ہو گئی تھی۔ ایک بار پھر معافی چاہتی ہوں۔"

"کوئی بات نہیں ہے گوریا۔ لیکن میں تم سے ہمدردی کا ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ میرے اصول' میرے فیصلے اٹل ہیں۔" میں نے جواب دیا۔ اور گوریا نے اپنے آنسو رومال سے جذب کرتے ہوئے گردن ہلا دی۔

کافی دیر تک وہ کچھ سوچتی رہی' پھر ایک گہری سانس لے کر بولی۔ "نواز! تم نے میرے لئے سوچا؟"

"میں نے تمہیں بتایا نا ——— میں تمہیں بہت جلد ہالینڈ بھجوا دوں گا' اتنی جلد' جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتیں۔"

"ٹھیک ہے۔ وہاں جا کر میں کیا کروں گی؟"

"تم چاہو تو میرے گروہ میں شامل ہو سکتی ہو۔ تم چاہو تو میں تمہیں ایک معقول معاوضہ ادا کر سکتا ہوں۔ تم اس انداز میں اپنی زندگی گزارنا' جس انداز میں گزارتی رہی ہو' صرف تھوڑا سا انداز بدلا ہو گا۔ تم ایسے لوگوں کے لئے مجبور نہیں ہو گی جو تمہارے جسم کے گاہک بھی بنیں۔ تمہیں یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ ہاں جس وقت بھی تم اپنی زندگی کی خوشیوں کی طلب گار ہو گی اور کوئی ایسا شخص تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گی جو تمہاری پوری زندگی میں تمہارا ساتھ دے سکے تو میں خاموشی سے تمہیں الوداع کہہ دوں گا۔"

"لیکن یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔" گوریا نے پھیکے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں نہیں سمجھا۔"

"میں پھر ایسے ہی ایک گروہ میں کام کروں گی جس میں کرتی رہی ہوں' جس سے مجھے نفرت ہے۔"

"ہوں۔ گوریا! میں نے تمہیں اس کے لئے مجبور نہیں کیا ہے۔ البتہ میں نے تمہیں صرف ایک سہارا پیش کیا تھا۔ البتہ اگر تم یہ کام' یہ انداز نہیں چاہتیں تو پھر تم ہالینڈ چلی جاؤ۔ کیونکہ میں تمہیں حالات کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتا۔ وہاں جا کر تم کوئی معقول ملازمت تلاش کر لینا۔ اس وقت تک میں تمہارے لئے بہتر بندوبست رکھوں گا جب تک کہ تم اپنے لئے کوئی مناسب صورتحال پیدا نہ کر لو۔ بس کرم اب اس سے زیادہ اس سلسلے میں کوئی بات نہ کرنا۔" میں نے کہا اور گوریا خاموش ہو گئی۔

دوسرے دن صبح ناشتے پر گوریا کی مما' گوریا۔ میں اور ہراتا چاروں موجود تھے۔ بوڑھی مما بڑی مزیدار عورت تھی۔ ہراتا کی جانب اس مشکوک انداز میں دیکھتی کہ ہراتا جھینپے ہوئے انداز میں دوسری جانب دیکھنے لگتا تھا۔ ایک بار جب بوڑھی نے ڈونگا اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو ہراتا نے بھی اتفاقاً اسی وقت ہاتھ بڑھایا تھا۔ بوڑھی نے پھرتی سے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا تھا اور خونخوار نگاہوں سے ہراتا کو گھورنے لگی۔

"دیکھو! میں تم سے بار بار کہتی ہوں کہ محتاط رہو۔" اس نے بھاری لہجے میں کہا اور ہراتا کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ میں نے بھی چونک کر بوڑھی کی جانب دیکھا تھا۔ پھر میں نے ہی بوڑھی سے پوچھا تھا۔

"کیا بات ہے مما؟" میں نے سوال کیا۔

"یہ شخص' سنتے ہو تم۔ یہ شخص جس وقت سے میں یہاں آئی ہوں' مسلسل مجھ سے قربت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔" بوڑھی عجیب سے انداز میں بولی۔

"مما۔" گوریا نے احتجاجی انداز میں ماں کی طرف دیکھا۔

"میں سچ کہتی ہوں' سچ کہتی ہوں میں۔ بار بار اپنے آپ کو مجھ سے قریب لانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ساری رات نہیں سو سکی ہوں میں اس کے کمرے میں کہ نجانے کم بخت کس وقت اٹھ جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ یہ کردار کا کیسا ہے مگر مجھے تو یہ زیادہ بہتر نہیں معلوم ہوتا۔"

"کیوں ہراتا؟" میں نے مسکراتے ہوئے ہراتا سے پوچھا۔

"چیف۔ چیف۔ دیکھو چیف!" ہراتا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور میرا زوردار قہقہہ نکل گیا۔

"ہراتا!" میں نے اسے پکارا۔

"مم۔ مگر چیف! تم خود دیکھو۔ یہ۔ میں۔ کیا۔ یہ مما۔

"ہاں ہاں۔" میں نے اسے آنکھ ماری اور پھر بوڑھی سے مخاطب ہو کر بولا۔ "ہاں تو مما۔ تم نے اس شخص سے بچنے کے لئے ساری رات جاگ کر گزاری ہے۔"

"ہاں۔ میں اصولوں کی پابند ہوں۔ جب میرا دل اس سے نہیں ملتا تو پھر میں اس کی طرف متوجہ کیوں ہوں؟"

"ٹھیک بات ہے۔" میں نے شانے ہلائے۔

"مما ——— مما! آپ اپنے دوستوں کی انسلٹ کر رہی ہیں۔" گوریا نے کہا۔

"لو' اس میں انسلٹ کی کیا بات ہے' کیا وہ مرد نہیں ہے؟"

"لیکن وہ ہمارے محافظ ہیں۔" گوریا نے جواب دیا۔

"اوہو گوریا! تم ان باتوں کی پرواہ نہ کرو ٹھیک ہی تو کہتی ہیں مما۔ ظاہر ہے' انہوں نے خود کو خطرے میں پایا ہو گا تو اس قسم کی بات سوچی' ورنہ وہ ایسا کیوں کرتیں۔"

"لیکن مسٹر ہراتا سنجیدہ ہو سکتے ہیں۔" گوریا بے چینی سے بولی۔

"ممکن ہے مما کے لئے وہ سنجیدہ ہی ہوں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور گوریا ہنس پڑی۔ ہراتا کی بوکھلاہٹ قابل دید تھی۔

ناشتے کے دوران دلچسپ گفتگو ہوتی رہی اور ہم ہنستے رہے۔ بوڑھی بڑی پرلطف عورت تھی۔ ہراتا سے وہ بری طرح بدک رہی تھی اور میرا دوست عورت کے معاملے میں ضرورت سے زیادہ بیوقوف تھا' حالانکہ بوڑھی میں کوئی دلکشی نہیں تھی۔

اس وقت بوڑھی اپنی بیٹی کے ساتھ دوسرے کمرے میں تھی' ہراتا میرے پاس آ گیا۔ اس کے انداز میں تھوڑی سی الجھن تھی۔

"ہیلو چیف!"

"ہیلو ہراتا!"

"اب کیا پروگرام ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یار مل گیا ہے‘ اس سے تھوڑی سی چپقلش رہے گی۔ اس کے بعد آگے بڑھیں گے ہراتا۔ لیکن اس سے قبل میں ان دونوں ماں بیٹیوں کو روانہ کر دینا چاہتا ہوں۔"

"اوہ‘ بوڑھی کو بھی؟"

"ہاں۔۔۔ کیوں؟ کیا تم اس کے بغیر اداس ہو جاؤ گے؟"

"میں اس کی صورت پر لعنت بھیجتا ہوں۔" ہراتا بگڑ کر بولا۔

"لیکن اس کا تو خیال ہے کہ تم اس سے عشق کرنے لگے ہو۔"

"کسی وقت خاموشی سے گردن توڑ دوں گا۔ کسی کو پتہ بھی نہیں چل سکے گا۔"

"یار۔۔۔۔۔ تو لطف اندوز بھی نہیں ہو سکتا؟"

"نہیں چیف! میں کسی عورت سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ میں ساری زندگی عورت سے دور رہنا چاہتا ہوں۔"

"مشکل ہو جائے گا ہراتا۔"

"کیوں مشکل ہو جائے گا چیف! کیا اس دنیا میں عورت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے؟" ہراتا نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ بات تو نہیں ہے ہراتا لیکن عورت اس دنیا میں‘ انسان کی دلچسپی کے لئے سب سے اہم شے ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"میں غیر اہم چیزوں سے کام چلا لوں گا چیف! بہتر یہ ہے کہ اسے میرے پاس سے ہٹا لو۔" ہراتا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور میں ہنستا رہا‘ پھر سنجیدہ ہو کر بولا۔

"میں چاہتا ہوں ہراتا! پہلے ہم انہیں روانہ کر دیں‘ اس کے بعد ہوریشو کے سامنے آئیں۔ ورنہ یہ عورتیں مشکل میں پڑ جائیں گی۔ تم یہاں رہو‘ میں چلتا ہوں‘ ان کے لئے بندوبست کرنا ضروری ہے۔"

"بالکل ٹھیک ہے چیف! تم ان کی طرف سے بے فکر رہو۔ لیکن جلد از جلد انہیں یہاں سے ہٹا دو‘ ورنہ ہراتا کی بے شمار صلاحیتیں زائل ہو جائیں گی۔"

"کیوں۔ کیوں؟" میں نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"خون جلتا ہے اسے دیکھ کر۔" ہراتا نے کہا اور میں نے زوردار قہقہہ لگایا۔ بہرحال تھوڑی دیر کے بعد تیار ہو کر میں باہر نکل آیا۔

دو دن صرف گوریا اور بوڑھی کے سلسلے میں گزرے تیسرے دن ان کے لئے بندوبست ہو گیا اور اسی رات میں نے انہیں طیارے میں سوار کرا دیا۔ ہراتا بھی میرے ساتھ تھا۔ بڑی دلچسپیاں رہی تھیں اس دوران ایئرپورٹ پر بھی بوڑھی نے شکر ادا کیا تھا کہ اس کی عزت بچ گئی اور اس کے روانہ ہونے کے بعد ہراتا نے شکر ادا کیا تھا کہ اس کی عزت بچ گئی۔

"اب ہراتا! ہوریشو سے ملاقات کی سوچو۔"

"چیف! تم نے بتایا تھا کہ لڑکی سے تمہیں اس کا فون نمبر معلوم ہو گیا ہے۔"

"نہ صرف فون نمبر بلکہ اس کی رہائش گاہ بھی۔"

"اوہ‘ وہ کیسے؟"

"فون نمبروں سے میں نے رجسٹریشن آفس سے معلوم کیا تھا۔"

"بہت خوب۔ پھر چیف! اب کیا پروگرام ہے؟ مگر ایک بات تو بتاؤ چیف! کیا اس دوران وہ اپنی رہائش گاہ پر موجود ہو گا؟"

"کیا مطلب؟"

"کیا اسے اس بات کا علم نہ ہو گیا ہو گا کہ گوریا اور اس کی بوڑھی ماں اپنے فلیٹ سے غائب ہیں۔"

"اوہ‘ ہاں اس کے امکانات تو ہیں۔"

"تو پھر اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ ان کی گمشدگی میں بھی وہ تمہارا ہی ہاتھ سمجھے اور ایسی صورت میں تم نے جس طرح اس کا نام اچھالا ہے‘ وہ یہ بھی سوچ سکتا ہے کہ ممکن ہے‘ تم پولیس کو اس کی نشاندہی کر دو۔"

"ہوں‘ تمہارا خیال درست ہے۔ لیکن بہرحال ہم اس جگہ کو نظرانداز نہیں کریں گے۔ کم از کم ٹیلی فون تو کر کے دیکھ لیتے ہیں۔"

"ہاں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔" ہراتا نے جواب دیا۔

"ویسے اگر اس نے وہ جگہ چھوڑ دی ہے ہراتا‘ تب بھی اسے تلاش کرنا زیادہ مشکل نہ ہو گا۔"

"اوہ‘ وہ کس طرح؟"

"تم کیا سمجھتے ہو ہراتا۔ کیا وہ میری تلاش میں نہیں ہو گا؟"

"ہونا تو چاہیے۔ لیکن وہ پولیس سے بھی خوفزدہ ہو گا۔"

"خوفزدہ۔" میں نے پرخیال انداز میں کہا۔ "نہیں ہراتا! میرا خیال ہے وہ خوفزدہ ہونے والوں میں سے نہیں ہے۔"

"اوہ‘ لیکن پولیس اس کے پیچھے ہے۔ بلکہ اگر وہ زیادہ جذباتی ہو گیا ہے تو پھر اسے اس خیال کے باوجود وہیں ہونا چاہیے۔"

"اوہ‘ تو کیا پولیس۔۔۔۔۔؟"

"ہاں‘ پولیس اس جیسے لوگوں کو گرفتار نہیں کرتی۔"

"تم اسے بخوبی جانتے ہو چیف! بہرحال تم نے میرے دل میں اس شخص کے لئے اشتیاق پیدا کر دیا ہے میں بھی اس سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"بہت جلد ہم اس سے ملاقات کریں گے ہراتا۔" میں نے پرسکون لہجے میں کہا اور ہراتا گردن ہلانے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم ایک جگہ ٹیکسی سے اتر گئے۔ ہم دونوں پراطمینان انداز میں چلتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ پھر ایک پبلک کال بوتھ کے سامنے ہم رک گئے۔

"فون کرو گے؟"

"ہاں۔" میں نے جواب دیا اور بوتھ میں داخل ہو گیا۔ سکے ڈال کر میں نے وہ نمبر ڈائل کیا جو گوریا نے بتایا تھا اور دوسری جانب سے چند ساعت کے بعد فون ریسیور کر لیا گیا۔ "کون بول رہا ہے؟"

"آپ کس سے بات کرنا چاہتے ہیں؟"

"ایک افریقی قبیلے کے روحانی پیشوا سے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسری جانب چند ساعت خاموشی چھائی رہی پھر کہا گیا۔ "آپ کون صاحب بول رہے ہیں؟"

"اس سے کہو' ایک ایسا راجا بول رہا ہے جس کی کوئی مملکت نہیں ہے"

"نواز اصغر؟" سوال کیا گیا۔

"ٹھیک ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"براہ کرم چند ساعت انتظار کریں۔" کہا گیا اور میں نے ایک گہری سانس لی' پھر ماؤتھ پیس پر رکھ کر ہراتا سے بولا۔

"ہراتا! پستول ہے تمہارے پاس؟"

"موجود ہے چیف!" ہراتا نے جواب دیا۔

"تب تم ٹیلی فون بوتھ سے تھوڑے فاصلے پر جا رکو۔ ممکن ہے وہ لوگ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ ہم کہاں سے بول رہے ہیں اور ممکن ہے اس نے پہلے سے اس کا انتظام کر رکھا ہو۔"

"او کے چیف۔ لیکن کس طرح؟" ہراتا نے سوال کیا۔

"ہوریشو ---- میری جان ہوریشو' اس نے کیا کچھ نہ کیا ہو گا میرے لئے ممکن ہے اس چاروں طرف ٹیلی فون بوتھ پر اپنے آدمی پھیلا رکھے ہوں۔ کہیں سے بھی کوئی شبہ ہو۔ کیونکہ یہ بات جانتا ہو گا کہ میں کسی ایسے ٹیلی فون بوتھ پر بات نہیں کروں گا جس کا وہ پتہ چلا سکے اور ہو سکتا ہے کہ ساعت رکنے کے لیے کہہ کر وہ یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہو کہ یہ فون کہاں سے کیا جا رہا ہے۔"

"اوہو' تب پھر فکر نہ کرو۔ اور ہاں' ذرا ایک آدھ بات مجھے اور بتاؤ۔" ہراتا نے سوال کیا۔

"کیا؟"

"گولی چلا سکتا ہوں؟"

"بے دھڑک۔" میں نے جواب دیا اور ہراتا مسکراتا باہر نکل گیا۔ چند ہی ساعت کے بعد دوسری جانب سے ہوریشو کی غرائی ہوئی سی آواز سنائی دی اور میں نے خود کو اسی جانب متوجہ کر لیا۔"

"ہیلو' کون بول رہا ہے؟"

"تمہارا دوست ہوریشو!"

"اوہو' نواز اصغر۔" اس نے کہا۔

"ہاں۔"

"میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔" ہوریشو نے کہا۔

"واہ' بغیر ملے کام نہیں ہو سکتا کیا؟"

"دیکھو نواز! مجھے تم سے بہت سی ضروری باتیں کرنا ہیں۔"

"تو پھر ٹیلی فون پر ہی کیوں نہ ہو جائیں۔"

"ڈرتے ہو ----؟" ہوریشو کے انداز میں حقارت تھی۔

"ہاں بھائی ---- تم سے تو ڈرنا ہی پڑتا ہے۔" میں نے تمسخرانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تم کیا سمجھتے ہو نواز ---- تمہارے خیال میں' میں تم سے خوفزدہ ہوں یا تمہاری کارروائی سے ---- اگر تمہارا یہ خیال ہے تو اسے ذہن سے مٹا دو اور جو بات کرنا چاہتے ہو' وہ کرو۔" ہوریشو غرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"اسی ٹیلی فون بوتھ سے؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں' ہاں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہیں باتوں میں لگا کر تمہارے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں تو یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ جاؤ ہوریشو وعدہ کرتا ہے کہ وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا۔" ہوریشو نے کہا۔

"بہت خوب' ویسے مجھے یقین ہے' ویسے اس بات کا یقین مجھے اس بات سے بھی ہو رہا ہے کہ تم مجھ سے بے دھڑک گفتگو کر رہے ہو۔"

"ہاں' اس لئے کہ ہماری اور تمہاری گفتگو یہاں کے ایکسچینج پر نہیں سنی جا سکے گی۔ اس کے علاوہ تم دیکھ رہے ہو کہ میں اسی جگہ تمہارا منتظر ہوں' جہاں کے بارے میں تمہیں مکمل طور پر معلومات حاصل ہو چکی ہیں۔ میری مراد گوزیا اور اس کی ماں سے ہے مجھے یہ بھی یقین ہے کہ تم ہی ان دونوں عورتوں کو لے گئے ہو' ورنہ تمہیں میرا ٹیلی فون نمبر کہاں سے معلوم ہوتا۔"

"مجھے تو تمہاری رہائش گاہ کے بارے میں علم ہے ہوریشو!"

"یہ کون سا مشکل کام ہے نواز۔" ہوریشو نے تمسخرانہ قہقہہ لگایا۔

"بہرحال ٹھیک ہے ہوریشو! میں تسلیم کرتا ہوں۔ حالانکہ اگر میں چاہتا تو پولیس کو تمہاری رہائش گاہ کے بارے میں بتا دیتا اور جب میں تمہیں ٹیلی فون کر رہا ہوتا تو پولیس تمہارے نزدیک پہنچ چکی ہوتی۔"

"میں نے اس بات کو بھی نظرانداز نہیں کیا نواز!"

"لیکن ہوریشو! نواز بھی وعدہ کرتا ہے اور تمہیں یہ یقین بھی دلاتا ہے کہ اس نے پولیس کو تمہاری اس رہائش گاہ کے بارے میں اطلاع نہیں دی ہے۔"

"تمہارا شکریہ۔ ویسے مجھے اس کی زیادہ پرواہ نہیں تھی۔ میں نے بہت سارے انتظامات کر لئے ہیں اور اس کی مجھے کوئی خاص پرواہ نہیں ہے۔ ہاں تم نے جو کچھ کیا وہ لڑائی کے اصول کے خلاف ہے۔"

"کیا مطلب؟" میں نے سوال کیا۔

"ہماری آپس کی جنگ تھی یہ' پولیس کو اس طرف متوجہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"اوہ ڈیئر ہوریشو! بس تم اچھے جو لگتے ہو' تم سے شرارتیں کرنے کو جی چاہتا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"خیر چھوڑو ان باتوں کو۔ وہ کام کی بات بتاؤ جو تم کرنا چاہتے ہو۔ مجھ سے ملاقات نہیں کرو گے؟" ہوریشو نے سوال کیا۔

"نہیں ہوریشو۔"

"کیوں؟"

"میں ذرا کمزور دل ہو گیا ہوں' اس لئے تمہیں دلیری نہیں دکھا سکوں گا۔ میں نے کہا اور ہوریشو نے قہقہہ لگایا۔

"اچھا تمہاری مرضی۔"

"ہاں' آگے کہو ہوریشو!" میں نے سوال کیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تو کام کی بات یہ ہے نواز ـــــ کیا تم ہی ان دونوں عورتوں کو لے گئے ہو؟"

"ظاہر ہے میں نے اس سے انکار نہیں کیا۔" میں نے جواب دیا۔

"کہاں ہیں وہ دونوں؟"

"میرے پاس موجود ہیں۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"کیا کرو گے ان کا؟"

"اب وہ میرے لئے کام کریں گی۔ میری مراد گوریا سے ہے تمہارے لئے تو اب وہ بیکار ہو گئی ہے مجھے بتاؤ میری جان! کیا تم نے اسے صرف اسی لیے نہیں چھوڑ رکھا تھا کہ ممکن ہے گوریا نے مجھے اپنا پتہ بتایا ہو اور میں اس سے ملاقات کرنے آؤں۔"

"تم چالاک ہو۔ اس بات سے میں نے کب انکار کیا ہے۔" ہوریشو ہنس کر بولا۔ بے نظیر انسان تھا ان حالات کے باوجود نہ تو اس کے لہجے میں غصہ تھا نہ پریشانی۔ وہ حسب عادت پرسکون اور نرم محسوس ہو رہا تھا۔

"گویا میرا خیال درست ہے۔"

"ہاں۔ لیکن تم بھی حسب معمول رہے۔ میرے آدمی فلیٹ کی شدید نگرانی کرنے کے باوجود تمہیں نہ پا سکے۔ نجانے تم ان دونوں کو کیسے نکال لے گئے۔"

"بہرحال عزت افزائی کا شکریہ۔"

"لیکن تمہارے لئے وہ کیا کام کریں گی؟"

"میرے گروہ کے لئے میں نے تم سے کہا تھا نہ ہوریشو کہ اگر میں تمہارے چنگل سے بچ گیا تو زمین تمہارے لئے تنگ کر دوں گا۔"

"ہاں لیکن زمین میرے لئے اسی طرح کشادہ ہے۔"

"ابھی تو بہت کچھ باقی ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"تو تم نے گروہ بنا لیا ہے؟"

"ہاں' اور اس گروہ نے کام بھی شروع کر دیا ہے۔"

"خوب۔ کیا نام رکھا ہے؟" ہوریشو نے پوچھا۔

"اس کا اعلان بعد میں کروں گا۔"

"خیر میری طرف سے مبارکباد قبول کرو۔ لیکن تمہارے طریقہ کار سے مجھے تھوڑا سا اختلاف ہے۔" ہوریشو نے کہا۔

"وہ کیا میری جان؟"

"کام کر رہے ہو' کام کرو ــــــ اگر مجھ سے چوٹیں چاہتے ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن پولیس کو درمیان میں کیوں لاتے ہو۔"

"ہوریشو میری جان! کیا تم یہ کھیل نہیں کھیلتے رہے ہو؟"

"کون سا کھیل؟"

"کیا تم نے انٹرپول کا سہارا نہیں لیا تھا' کیا تم نے بار بار مجھے اس کے چنگل میں پھنسانے کی کوشش

نہیں کی؟"

"اوہ' اس میں میرا کوئی دخل نہیں تھا' سب کچھ مکلینو کے حکم سے ہو رہا تھا۔"

"خیر' اب کیا چاہتے ہو؟"

"پولیس کو ان معاملات سے دور ہی رکھو۔"

"چلو منظور۔"

"ہماری تمہاری چلے گی' لطف آئے گا۔ ہاں' ایک بات اور بتاؤ' ہیرے تمہارے پاس موجود ہیں؟"

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔

"کیا کرو گے ان کا؟"

"کاروبار ـــــ ظاہر ہے کاروبار ـــــ"

"میرے ہاتھ فروخت کرو گے انہیں ـــــ دراصل وہ میری ملکیت نہیں ہیں' ایک بہت بڑے آدمی نے منگوائے تھے۔ ایک طرح سے وہ اس کی امانت تھے۔ اگر کاروبار کا مال ہوتا تو ٹھیک تھا' میں دوسری طرح تم سے حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔ لیکن ان کی غیر موجودگی کی وجہ سے میری ساکھ بگڑ جائے گی۔ میرے ہاتھ سے ایک بڑی منڈی نکل جائے گی۔"

"تو تم انہیں خریدنا چاہتے ہو ہوریشو؟" میں نے طنزیہ انداز میں سوال کیا۔

"ہاں' صرف اس لئے کہ ان سے میری ساکھ نہیں بگڑے گی۔ میں تم سے اس مال کی بات نہیں کروں گا جو تم نے لانچ لوٹ کر حاصل کیا ہے۔ لیکن اگر ممکن ہو سکے تو ہیرے مجھے واپس دے دو۔ اور ان کی جو قیمت چاہو' وصول کر لو۔"

"اوہ ہوریشو! ٹھیک ہے اس بارے میں بھی بات کر لیں گے' ابھی تو تم سے بہت سی باتیں کرنا ہیں۔"

"ہاں ہاں کہو۔ اب کیا خیال ہے تمہارا ـــــ کیا تم مجھ سے جنگ جاری رکھو گے؟"

"ظاہر ہے ہوریشو! میں تم سے کہہ کر نکلا تھا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان سے ایک آدمی کو ختم ہونا پڑے گا اور یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی۔ جب تک ہم میں سے ایک آدمی نہ رہ جائے۔" میں نے کہا۔

"ٹھیک ہے دوست! بہرحال مجھے خوشی ہے کہ مجھے ایک دلیر دشمن ملا ہے اور تم سے مقابلہ کر کے میں انتہائی مسرت محسوس کروں گا۔" ہوریشو نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تو ہوریشو! تم اس بات کو ذہن نشین کر لو کہ میں تمہیں ہر جگہ کراس کروں گا۔"

"مجھے تمہارا یہ چیلنج منظور ہے۔" ہوریشو نے جواب دیا۔

"تمہارا قیام یہاں کب تک رہے گا؟" میں نے پوچھا۔

"میں تو ابھی یہیں ہوں۔ نئے سرے سے کام کا آغاز کر رہا ہوں میں اسے چھوڑوں گا نہیں۔"

"بس تو ٹھیک ہے اپنے ان اڈوں کی خیر مناؤ' جہاں کام ہو رہا ہے۔" میں نے کہا۔

"اوہ' لیکن تم ان کے بارے میں پتہ نہیں چلا سکتے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں کوشش کروں گا ہوریشو کہ وہاں سے تمہارا سارا کاروبار ختم کردوں۔" میں نے کہا۔

"تم نے کوشش تو کی ہے میرے دوست! پولیس میرے پیچھے لگ چکی ہے۔ میں پولیس کو کوئی حیثیت نہیں دیتا۔"

"اچھا ہوریشو! اب اجازت دو۔"

"ہیروں کی بات درمیان میں رہ گئی۔"

"ہاں، اسے درمیان میں ہی رہنے دو۔" میں نے جواب دیا اور فون بند کر دیا۔ مجھے اندازہ تھا کہ ہوریشو کی ذہنی کیفیت کیا ہوگی۔ لیکن اس وقت میں ایک اور انداز میں سوچ رہا تھا۔

بہرحال بوتھ سے باہر نکل کر میں نے ادھر ادھر دیکھا، تھوڑے فاصلے پر ہراتا موجود تھا۔ قرب و جوار میں کوئی ایسا مشکوک آدمی نظر نہیں آیا جس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا کہ وہ ہوریشو کا کوئی آدمی ہوگا اور ہمارے نگرانی کر رہا ہوگا۔ میں نے ہراتا کو اشارہ کیا۔ اور ہم دونوں ٹہلتے ہوئے وہاں سے آگے بڑھ گئے۔ مجھے کوئی خطرہ تو تھا نہیں۔ کیونکہ میں میک اپ میں تھا اور ہراتا ایک ایسی شخصیت تھی جسے کوئی جانتا نہ تھا۔ یوں بھی میں اسے فی الوقت تاریکی ہی میں رکھنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم ہوٹل پہنچ گئے۔ میں نے اپنے اور ہوریشو کے درمیان ہونے والی گفتگو ہراتا کو سنائی۔

"خوب بڑی عجیب و غریب گفتگو ہوئی، دو دشمنوں کے درمیان۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہراتا ------ اب تم ایک سلسلے میں مجھے مشورہ دو۔"

"کیا؟"

"ہوریشو نے مجھ سے ہیرے طلب کئے ہیں، وہ ان کی قیمت ادا کرنا چاہتا ہے۔"

"تو کیا تم یہ ہیرے اسے فروخت کردو گے؟"

"دیکھو ہراتا ------ ہمارا اصل مقصد ہوریشو کو شکست دینا تھا۔ ہم نے اس پر ایک کامیاب وار کیا ہے ------ باقی رہا دولت کا اور ہیروں کا مسئلہ ------ تو میرے دوست! تم نے مجھ سے ایک بات کی تھی، کیا تمہیں یاد ہے؟"

"کیا؟"

"یہی کہ تم خزانوں سے کھیلتے رہے ہو۔"

"ہاں، میں نے کہا تھا۔ اور اگر تمہیں وہ بات ناگوار گزری ہو چیف! تو میں معافی چاہتا ہوں۔"

"نہیں ہراتا! یہ مقصد نہیں تھا۔ بات صرف یہ تھی کہ میں ہیروں سے نہیں کھیلتا رہا۔ میں نے تو عزت کی دو روٹیاں حاصل کرنے کے لئے ایک ایک شخص کی خوشامد کی تھی۔ لیکن مجھے ٹھکرا دیا گیا۔ لیکن اب دولت میرے قدموں میں ہے ------ اتنا کچھ ہے میرے پاس ہراتا کہ میں اسے خرچ کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یقین کرو ہراتا! مجھے اندازہ نہیں ہے کہ میری دولت کتنی ہے اور میں اس دولت کو کس طرح خرچ کروں۔ اس صورت میں یہ ہیرے، میرے لئے کوئی دلکشی نہیں رکھتے۔ ہوریشو کو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا مقابل کسی بھی طور اس سے کم نہیں ہے۔ چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ یہ ہیرے اسے بلاقیمت واپس کر دیئے جائیں۔"

"اوہ۔" ہراتا نے مجھے مسکراتے ہوئے دیکھا اور پھر بولا۔ "چیف! ہراتا نے کبھی کسی کو تسلیم نہیں

کیا۔ لیکن وہ تمہیں تسلیم کر چکا ہے۔ تمہارے اندر وہ بے شمار خوبیاں ہیں چیف جو کسی بھی انسان کو متاثر کر سکتی ہیں میں تم سے سو فیصدی متفق ہوں۔ تم دشمن کو حقارت سے بھیک دو گے، کیونکہ وہ تم سے بھیک مانگنے پر مجبور ہو گیا ہے۔"

"تو پھر تمہارا ابھی یہی مشورہ ہے ہراتا؟"

"ہاں چیف!"

"بس تو پھر یہ ہیرے تم ہی لے کر جاؤ گے۔"

"میں تیار ہوں چیف!" ہراتا نے جواب دیا اور میں نے تیاریاں شروع کر دیں۔ جو کچھ میں کرنا چاہتا تھا وہ دیوانگی تھی۔ یہ ہیرے بے اندازہ قیمتی تھے، اتنے قیمتی تھے کہ میں ان کی مدد سے اپنے گروہ کو کافی فروغ دے سکتا تھا۔ لیکن یہ دیوانگی تو میری زندگی میں رچی ہوئی تھی۔

اس دن تو خاموشی رہی۔ لیکن دوسرے دن میں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ لاکر سے ہیرے نکلوالئے۔ اس سے پہلے میں نے ہراتا کے چہرے پر میک اپ کر دیا تھا۔ یہ نیا میک اپ تھا۔ اور میں نے اس پر کافی محنت کی تھی۔

ہیروں کا بڑا بیگ میں نے ہراتا کے حوالے کر دیا۔ حالانکہ بڑا خطرناک کام تھا۔ میں اپنے ایک شاندار آدمی کو داؤ پر لگا رہا تھا۔ اگر ہوریشو کمینگی پر اتر آیا تو ہراتا ہاتھ سے چلا جائے گا۔ وہ اتنا ہی خطرناک تھا۔

بہرحال دیکھنا تھا کہ اس معاملے میں وہ کتنا گہرا ہے۔

میں خود بھی ہراتا کے ساتھ گیا تھا۔ ہوریشو کی اس رہائش گاہ کے بارے میں اندازہ درست نکلا۔ ایک خوبصورت کوٹھی تھی۔ بہرحال میں نے ہراتا کو ہدایات دیں اور دلیر ہراتا کوٹھی کے دروازے پر پہنچ گیا۔ میں وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ہراتا برآمد ہوا۔ اور ایک طرف بڑھ گیا۔ میں نے اسے ہدایت کی تھی کہ وہ سیدھا ہوٹل پہنچے۔ لیکن میں ہراتا کی طرف نہیں گیا بلکہ اس سے تھوڑے فاصلے پر رک کر عمارت کی طرف دیکھتا رہا۔

ہراتا بہت دور نکل گیا، تب میں نے وہ جگہ چھوڑی۔ اس کا مطلب ہے کہ ہراتا کا تعاقب نہیں کیا گیا تھا۔ اس کے باوجود میں نے راستے میں رک کر احتیاطاً ایک دوسرے ہوٹل میں دو کمرے بک کرالئے اور ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر اپنے ہوٹل پہنچا۔ بظاہر تو تعاقب کا اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔

ہراتا موجود تھا اور مگن تھا۔ مجھے دیکھ کر تعریفی انداز میں مسکرایا۔

"ہیلو چیف! تم بہت دیر سے آئے۔ کہاں رہ گئے تھے؟"

"ذرا کام سے گیا تھا۔ تم سناؤ جلدی، میں منتظر ہوں۔"

"بڑے عمدہ دشمن ہو تم دونوں ------ لیکن اس نے تمہیں دوستی کا پیغام دیا ہے۔"

"ہوریشو سے ملے تھے؟"

"ہاں۔ سیاہ فام ہے مگر خوبیوں کا مالک معلوم ہوتا ہے۔" ہراتا نے جواب دیا۔

"مجھے پوری تفصیل بتاؤ ہراتا! لیکن ٹھہرو ------ کیا تم کافی پیو گے؟" میں نے سوال کیا۔ ایک اور خیال میرے ذہن میں سرایت کر گیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"پلاؤ دو چیف! اگر تمہارا موڈ ہے۔" ہراتا نے جواب دیا۔

"تکلیف کرو تم خود ہی۔ میں اس وقت ویٹر کو بلانا پسند نہیں کرتا۔" میں نے کہا اور ہراتا خاموشی سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔ دوسرے لمحے میں اپنے سامان کی طرف جھپٹا اور میں نے اپنی مطلوبہ چیز نکال لی۔ یہ ننھی ننھی دو گولیاں تھیں۔ میں نے ان گولیوں کو انگلیوں میں دبا لیا اور ہراتا کا انتظار کرنے لگا۔

چند ساعت کے بعد وہ واپس آگیا۔ "ہاں ہراتا! اب شروع ہو جاؤ۔"

"جب میں نے بیل دی چیف! تو ایک دراز قامت آدمی باہر نکل آیا۔ اس نے مجھے گھورتے ہوئے پوچھا کہ میں کون ہوں اور کس سے ملنا چاہتا ہوں؟ تب میں نے صاف ہوریشو کا نام لے دیا۔ دراز قامت بڑا حیران ہوا ----- اور بولا کہ یہاں تو مسٹر جیکسن رہتے ہیں۔ ممکن ہے مسٹر جیکسن کے کسی دوست کا نام ہوریشو ہو۔ اس نے کہا کہ میں اندر آجاؤں، وہ مسٹر جیکسن سے معلومات کر کے بتائے گا۔ تب میں اندر چلا گیا چیف اور وہ مجھے ایک ڈرائنگ روم میں بٹھا کر اندر چلا گیا۔ اور چیف! میرے بیٹھنے کے چند ساعت بعد ہی دفعتاً" مجھے یوں محسوس ہوا کہ وہ جگہ جہاں میں بیٹھا ہوا تھا، زمین میں دھنس رہی ہے اور پھر وہ زمین میں دھنستی چلی گئی۔ ایک لمحے کے لئے میں نے اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن بھلا اس جگہ میں اٹھ کر کیا کرتا، جو تیزی سے نیچے جا رہی تھی۔ میں زیادہ گہرائی میں نہیں گیا چیف ----- میرا خیال ہے پندرہ یا بیس فٹ نیچے گیا تھا کہ میرا صوفہ زمین سے جا ٹکا۔

میں صوفے پر کھڑا ہو گیا تھا جس ہال میں، میں تھا اس میں نیم تاریکی کی سی کیفیت تھی۔ بڑا ٹھنڈا ہال تھا، یقینی طور پر ائرکنڈیشنڈ ہو گا۔ بہرحال میں کھڑے ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا ----- اچانک وہ سیاہ فام مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا جس کا جسم گٹھا ہوا تھا اور جو اچھے تن و توش کا مالک نظر آرہا تھا۔

چیف! بڑا ہی نرم لہجہ تھا اس کا ----- اس نے اندر آنے کے بعد مجھے خوش آمدید کہا۔ لیکن جانتے ہو اس نے مجھے کس نام سے پکارا، اس نے مجھے راجا نواز اصغر کے نام سے پکارا تھا۔"

"اوہ۔" میں نے گردن ہلائی۔ "پھر -----؟" میں نے پوچھا۔

"تو چیف! وہ مجھ سے کہنے لگا کہ میں یقینی طور پر راجہ نواز اصغر ہوں تب میں نے اس سے کہا کہ یہ میرا نام نہیں ہے" البتہ میں راجہ نواز اصغر کا ایک نمائندہ ہوں اور اس کا ایک پیغام لے کر آیا ہوں۔"

"کیا؟" اس نے پوچھا اور میں نے وہ تھیلا اس کے سامنے کر دیا۔ وہ حبشی جو یقیناً ہوریشو تھا، اس کے چہرے پر ایک دم حیرت پھیل گئی تھی۔ پھر اس نے کسی آدمی کو آواز دی۔ جب وہ شخص اندر آگیا تو ہوریشو نے اسے حکم دیا کہ تھیلا کھول کر دیکھا جائے۔ یوں لگتا تھا بس جیسے کہ ہوریشو اس تھیلے سے خوفزدہ ہو۔ اس شخص نے تھیلا کھولا اور متحیرانہ انداز میں ہوریشو کو دیکھنے لگا۔"

"کیا ہے اس میں؟" ہوریشو نے پوچھا۔

"ہیرے۔" اس نے جواب دیا اور ہوریشو بے ساختہ آگے بڑھ آیا تھا۔ اس کے بعد اس نے تمام ہیرے مٹھیوں میں نکال نکال کر اندر ڈالے اور انہیں تعجب سے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے مجھے بغور دیکھا اور بولا۔

"کیا تم درحقیقت راجہ نواز اصغر نہیں ہو؟"

"نہیں۔" میں نے اسے جواب دیا۔

"تو پھر تم کون ہو؟ اوہ -----" اس نے خود بخود ہی کہا۔ "اگر تم نواز اصغر نہیں ہو تو پھر کچھ بھی نہیں ہو گے، ورنہ وہ شخص تمہیں یہاں بھیجنے کا رسک کبھی نہیں لیتا۔ لیکن یہ ہیرے ----- کیا اس کے جواب میں اس نے کچھ مانگا ہے، کچھ طلب کیا ہے؟"

"نہیں۔" میں نے جواب دیا اور ہوریشو کے چہرے پر چند ساعت کے لئے الجھن کے آثار پیدا ہو گئے۔ پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو اس نے یہ ہیرے بھجوائے ہیں میرے لئے؟"

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔

"تب چیف! اس نے مجھ سے پوچھا کہ میں کیا پیوں گا۔ لیکن میں نے معذرت کر لی تھی اور کہا تھا کہ میرا کچھ موڈ نہیں ہے۔ چند ساعت میں اس کے ساتھ بیٹھا رہا تب اس نے کہا کہ اگر اسے راجا نواز اصغر ملے تو اس کا ہوریشو کی طرف سے شکریہ ادا کیا جائے اور کہا جائے کہ ہوریشو اسے دوستی اور محبت کا پیغام دیتا ہے۔ جو کچھ ہوا ہے، اسے بھول کر ہوریشو کی دوستی نبھانے کی کوشش کی جائے۔ اس نے کہا ہے چیف کہ راجا نواز اصغر سے کہو کہ مجھ سے ٹیلی فون پر بات کرے۔" ہراتا نے جواب دیا اور میں بغور ہراتا کو دیکھتا رہا۔ میں اس کی ایک ایک بات پر غور کرتا رہا تھا لیکن اس کے باوجود میں مطمئن نہیں تھا۔

لیکن تھوڑی دیر کے بعد ویٹر ٹرے میں کافی کا سامان لے آیا۔ ہراتا میری جانب دیکھ رہا تھا۔ بہرحال ویٹر کے جانے کے بعد ہراتا کافی بنانے کے لیے اٹھا۔ پھر اس نے دو پیالیاں بنا کر میرے سامنے رکھ دیں۔

"ہراتا پلیز۔ میں تھوڑا سا پانی پیوں گا۔" میں نے کہا اور ہراتا فوراً" اٹھ کھڑا ہوا۔

حالانکہ عام حالات میں، میں کبھی اس سے پانی نہیں مانگتا تھا لیکن ہراتا نے اس پر غور نہیں کیا تھا۔ اس نے مجھے پانی لا کر دے دیا۔ لیکن اس دوران میں اس کی کافی کی پیالی میں وہ دونوں گولیاں ڈال چکا تھا جو اسے نیم غنودہ کر سکتی تھی۔

پانی کا گلاس میں نے ہونٹوں سے لگا لیا تھا۔ پھر اس کے بعد میں نے کافی کی پیالی اٹھا کر دو تین سپ لئے۔ پھر ہراتا سے مخاطب ہوتے ہوئے میں نے کہا۔

"میرے لئے یہ بڑی دلچسپ بات ہے ہراتا کہ اس نے مجھے دوستی اور محبت کا پیغام بھیجا ہے۔"

"اور پھر کیا خیال ہے چیف ----- کیا اس کا یہ پروگرام قبول کر لو گے؟" ہراتا نے سوال کیا۔

"سوچوں گا ہراتا ----- ابھی تک میں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا۔"

"اگر تم اس سے دوستی اور اخوت کا رشتہ بڑھا لیتے ہو چیف تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہماری جدوجہد کا ایک اہم آغاز، آغاز ہی رہا۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن بہرحال ہراتا حالات پر غور کریں گے۔" میں نے مدھم آواز میں کہا اور اس کے بعد اس انداز میں خاموشی اختیار کر لی جیسے کوئی بات نہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہراتا بھی خاموشی سے کافی کے سپ لیتا رہا تھا۔

میں کافی دیر تک خاموش رہا۔ کافی ختم ہو گئی تھی اور ہراتا کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کہ وہ بمشکل تمام خود پر قابو پا رہا ہو۔

"چیف! نجانے کیا ہوا ----- تا ----- جا ----- نے ----- کیا ----- ہوا -----؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس نے غنودہ لہجے میں کہا اور پھر آنکھیں پھاڑنے لگا۔ لیکن اس کی پلکیں جھکی جا رہی تھیں۔ وہ بمشکل تمام آنکھیں کھول رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کا سر کرسی سے ڈھلک گیا۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

میں نے چند ساعت ہراتا کا جائزہ لیا اور اس کے بعد اٹھ کر دروازہ اندر سے بند کر دیا اور اس کے بعد میں اس کے چہرے کو ٹٹولنے لگا۔ چند ساعت کے بعد میں نے وہ میک اپ اس کے چہرے سے اتار دیا تھا جو میں نے خود کیا تھا اور میک اپ کے نیچے سے ہراتا ہی کا چہرہ نکلا تھا۔ لیکن مجھے اس پر بھی یقین نہ آیا۔ میں نے میک اپ اتارنے کے تمام حربے استعمال کر لئے جو کئے جاسکتے تھے لیکن ہراتا اصلی ہی تھا۔ تب میں نے گہری سانس لی کیونکہ ---- مجھے یہ خیال بھی آیا تھا کہ ممکن ہے ہراتا کو قابو میں کر لیا گیا ہو اور اس کی جگہ کسی اور شخص کو میرے پاس بھیجا گیا ہو ---- گو ہراتا کی حرکات و سکنات ذرا مختلف قسم کی تھیں اور دوسرا آدمی انہیں اس قدر جلد اپنا نہیں سکتا تھا لیکن اس کے باوجود میں مطمئن نہیں ہو سکا تھا اور پوری طرح یقین کر لینا چاہتا تھا کہ یہ ہراتا ہی ہے۔

بہرصورت مجھے بھروسہ ہو گیا تھا۔ تب میں بیٹھ کر ہوریشو کے بارے میں غور کرنے لگا ---- اس کی دوستی کے پیغام میں کوئی کھوٹ ہے یا میں نے اسے جو کچھ بھیجا ہے' کیا اس سے متاثر ہو کر اس نے یہ پیغام بھیجا ہے یا اس میں بھی کوئی چال ہے ---- بہرحال چال ہو یا نہ ہو' میں ظاہر ہے اس کی دوستی قبول نہیں کر سکتا تھا۔ زندگی میں ایک ہی دشمن تو بنایا تھا' جو مزے دار تھا اور جس سے برابر کی چوٹ تھی اور ظاہر ہے برابر کے دشمن سے لڑنے میں مزہ بھی آتا ہے۔ حالانکہ میں نے اسے قیمتی ہیرے بھیج دیئے تھے۔ ہوریشو سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ میں اتنے قیمتی ہیروں کو یوں نظرانداز کر دوں گا۔ بہرحال اس بات سے وہ بخوبی واقف تھا کہ یہ ہیرے میرے لئے مصیبت نہیں بن سکتے تھے اور میں انہیں باآسانی ٹھکانے لگا سکتا تھا۔

یقیناً اسے سخت حیرت ہوئی ہو گی۔ ممکن ہے اسی وجہ سے اس نے یہ فیصلہ کیا ہو کہ مجھ سے دشمنی ختم کر دی جائے۔ لیکن میں اس موڈ میں نہیں تھا۔

دیر تک میں سوچتا رہا۔ وہ گولیاں جو میں نے ہراتا کو کھلائی تھیں' بہت زیادہ خواب آور نہیں تھیں تھوڑی دیر تک انسان کو سلا دیتی تھیں۔ پھر بھی کم از کم ایک گھنٹے تک مجھے انتظار کرنا پڑا۔

پھر میں نے بالکل ٹھنڈے پانی میں بھیگا ہوا تولیہ ہراتا کے چہرے پر پھیرنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر کے بعد ہراتا ہوش میں آ گیا۔ وہ عجیب سے انداز میں مجھے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔

"ارے کیا ---- کیا ہوا تھا مجھے ---- کیا ہوا تھا چیف! کیا کچھ ہو گیا تھا؟" اس نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ہراتا! جو کچھ ہوا تھا' ٹھیک ہی ہوا تھا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"مجھے تم پر شک تھا ہراتا۔"

"مجھ پر ----؟" ہراتا تعجب سے بولا۔

"ہاں۔ تم پر۔"

"لیکن کیوں چیف؟"

"مجھے یہ شک تھا کہ کہیں ہراتا' ہوریشو نے تم پر قابو نہ پا لیا ہو' اور تمہارے میک اپ میں کسی دوسرے آدمی کو یہاں نہ بھیج دیا ہو' اس لئے میں نے تمہیں دھوکے سے خواب آور گولی کھلا دی تھی۔ اس کے بعد میں نے تمہارا میک اپ چیک کیا۔"

"اوہ۔" ہراتا نے گہری سانس لی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر وہ انگوٹھے اور انگلی سے پیشانی ملنے لگا اور گردن جھٹکتے ہوئے بولا۔ "بے حد چالاک ہو چیف ---- بے حد چالاک۔ بہرحال تم جانتے ہو کہ تمہاری کسی بھی بات کا میں برا نہیں مانتا ---- اور نہ ہی یہ برا ماننے والی بات تھی ویسے تعریف ضرور کروں گا۔ بڑا عمدہ خیال تھا اور شاید ہوریشو کے ذہن میں یہ بات نہ آئی۔ اگر وہ تمہارا دوست نہیں ہے چیف تو اسے یقیناً ایسا ہی کرنا چاہیے تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ ہراتا پر قابو پانے میں بڑی مشکلات کا شکار ہو جاتا۔ بہرحال اب تو تمہارا شبہ ختم ہو گیا ہو گا؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ہراتا۔" میں نے جواب دیا۔ "اور اب تم تیاریاں کرو۔"

"کیا مطلب؟"

"ہراتا۔ ہوریشو جس شخص کا نام ہے' وہ انتہا سے زیادہ مکار اور چالاک ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ہیروں کے حصول سے وہ وقتی طور پر امپریس ہوا ہو گا۔ لیکن تم کیا سمجھتے ہو۔ کیا وہ اپنے اتنے بڑے دشمن کو اس طرح چھوڑ دے گا؟ نہیں' سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ممکن ہے ہراتا! اس نے یہ سوچا ہو کہ اس طرح مجھے دوستی کا لالچ دیا جائے اور اس کے بعد مجھ پر قابو پا لیا جائے۔"

"اوہ' کیا وہ اتنا ہی بدفطرت ہے چیف؟" ہراتا نے تعجب سے پوچھا۔

"بدفطرت کیوں ہراتا؟"

"ظاہر ہے تم نے اس پر احسان کیا ہے۔ اس کی ایک ایسی درخواست قبول کی ہے' جسے کوئی دوسرا شخص قبول نہیں کر سکتا تھا۔ میرے خیال میں ان ہیروں کی مالیت کروڑوں پونڈ ہو گی۔ لیکن تم نے وہ معمولی پتھروں کی مانند اسے بخش دیئے۔"

"ہاں ہراتا! یہ تو میں نے کیا ہے۔"

"تو کیا ان حالات میں وہ تمہارے ساتھ اس قسم کا سلوک کر سکتا تھا؟" ہراتا نے پوچھا۔

"یقیناً اسے کرنا چاہیے۔"

"کیوں؟" ہراتا نے تعجب سے پوچھا۔

"کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کا یہ مدمقابل میں ہوں ---- اور ہوریشو جیسے لوگ اپنے کسی ذہنی بوجھ کو برداشت نہیں کرتے۔ ہراتا! اس لئے اس سے اس قسم کی توقع نہ رکھو۔ یوں میں بھی اس کی چال میں نہیں آؤں گا۔"

"اگر یہ بات تھی چیف تو تم نے اسے ہیرے ہی کیوں دیئے؟"

"ہراتا؟ سچ مانو تو یہ بھی میں نے اپنی برتری کا ایک ثبوت دیا ہے۔"

"وہ کس طرح؟"

"ظاہر ہے اتنی قیمتی چیزیں کسی کو بھی اس آسانی سے بخشی نہیں جاسکتیں۔ ہوریشو اس بات سے ضرور متاثر ہو گا اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اسے اس بات سے ذہنی کوفت رہے گی۔ وہ زندگی بھر اس اذیت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا شکار رہے گا کہ میں نے اس پر ایک احسان کیا ہے' اس کے دشمن نے' ایک ایسے دشمن نے جس نے کھلا کھلا اس سے دشمنی کا اظہار کیا اور اس کی دوستی کو ٹھکرا دیا۔ وہ زندگی بھر اس خلش کا شکار رہے گا اور تم تصور کرو کہ اتنی بڑی رقم خرچ کر کے میں نے ہوریشو کو ایک اور ذہنی اذیت دی ہے۔"

"لیکن میں اس کی شاندار شخصیت سے بہت متاثر ہوا ہوں چیف! آدمی واقعی بارعب ہے۔ اور مجھے لگتا ہے کیوں نہ ایسا کیا جائے کہ ہم اسے چیک کریں۔" ہراتا نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"چیف! میں تمہارے کسی پروگرام میں دخل انداز ہونا نہیں چاہتا' اگر ہراتا کوئی تجویز پیش کرے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کی ہر خواہش کی تکمیل کی جائے۔ البتہ اگر اس میں کوئی حرج نہ ہو تو مان لیا جائے۔"

"ہراتا! اگر کوئی ایسی بات ہے تو تم ضرور کہو۔" میں نے کہا۔

"دراصل چیف! میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ کیا انسان اتنا ہی بدکار ہو سکتا ہے۔ تم نے اسے کروڑوں روپے کے ہیرے بخش دیئے ہیں' اس کی مشکل حل کر دی ہے یعنی ساکھ کا مسئلہ ------ اگر اس کی یہ ساکھ ختم ہو جاتی چیف تو میرا خیال ہے کہ اسے خاصی مشکلات پیش آتیں۔"

"یقیناً۔" میں نے جواب دیا۔

"ان حالات میں اسے تمہارا شکر گزار ہونا چاہیے اور اس کی دوستی اور خلوص کے پیغام میں کوئی کھوٹ نہ ہونا چاہیے۔"

"یہ تو درست ہے ہراتا ------ ایسا ہونا چاہیے۔"

"لیکن کیا یہ ممکن نہیں کہ اس نے خلوص سے یہ بات کہی ہو۔"

"ہراتا جو کہنا چاہتے ہو' صاف صاف کہو۔" میں نے کہا۔

"چیف! دراصل میں یہ چاہتا ہوں کہ اسے آزمایا جائے۔"

"لیکن کس طرح ------ کیا کوئی پروگرام ہے تمہارے پاس؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں ہے۔"

"مثلاً ------ مجھے بتاؤ۔"

"کیوں نہ چیف! ہم دو مقامی آدمیوں کو انگیج کریں۔ تم ان کا میک اپ کرو ------ اور انہیں سمجھا دو کہ انہیں کسی بھی خطرے سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس طرح تم انہیں ہوریشو کے پاس بھیجو۔ اور پھر دیکھو کہ ہوریشو کیا کرے گا؟"

"ہوں۔" میں نے پر خیال انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "لیکن ہراتا! کیا ایسے آدمیوں کو تلاش کرنا آسان ہو گا؟"

"ہاں چیف!"

"وہ کیسے؟"

"چیف! ہم کسی ایسے شخص کو جو ان کاموں کا ماہر ہو' دس بیس ہزار ڈالر دینے کی پیش کش کرنے کے بعد یہ کام کرانا چاہیں تو میرا خیال ہے یہ آسانی سے ہو سکتا ہے۔ کوئی نہ کوئی شخص تو یہ کام کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ ضرور ہو گا کہ ہم اسے خطرے سے بچنے کی ترکیب بھی بتا دیں۔"

"وہ کیسے؟"

"بس چیف! انہیں بتا دیا جائے کہ جب وہ خود کو خطرے میں محسوس کریں تو اپنا میک اپ اتار کر اپنی اصلیت بتا دیں۔"

"ہوں' دلچسپ تجویز ہے ہراتا اور مجھے منظور ہے چلو تو پھر تم تیاریاں کرو۔"

"تیاریاں ------ کیسی تیاریاں چیف؟"

"ہم اس ہوٹل میں نہیں رہیں گے۔"

"ارے ------ لیکن کیوں؟" ہراتا نے تعجب سے پوچھا۔

"ہراتا! جس وقت تم اس کوٹھی میں تھے تو میں تم سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا اور جب تم باہر نکلے تب بھی میں تم سے زیادہ دور نہیں تھا۔ میں نے اچھی طرح دیکھا اور غور کیا کہ کوئی شخص تمہارے تعاقب میں تو نہیں ہے۔ لیکن میں نے محسوس کیا کہ کوئی نہ تھا لیکن اس کے باوجود میں ہوریشو کی چالاکیوں سے بخوبی واقف ہوں۔ اس کے ذہن میں بھی یہ بات ہو گی کہ اگر میں نے تمہیں وہاں بھیجا ہے تو خود تمہاری تاک میں ہوں گا اور چنانچہ ممکن ہے کہ اس نے میرے تعاقب کا کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا ہو جو ہم سے پوشیدہ ہو۔ بالآخر راستے میں' میں نے ایک اور ہوٹل میں دو کمرے بک کرائے۔ اور اب اس میں قیام کریں گے۔"

"تم بیحد چالاک ہو چیف ------ بس میرے خیال کے مطابق بلاشبہ یہ کام تم جیسے ہی کسی آدمی کے بس کا ہے اور کوئی معمولی کام نہیں ہے۔" ہراتا نے کہا۔

ہمارا نیا ہوٹل بھی خاصا شاندار تھا جہاں ہم میک اپ میں داخل ہوئے تھے۔ یہ میک اپ ہم نے پرانے ہوٹل ہی میں کر لیا تھا۔ بہرحال اب تو اس کام میں مجھے کوئی مشکل نہیں ہوتی تھی۔ میں نے اس قسم کے ماسک تیار کر لئے تھے جو فوری طور پر چہرے پر پہنے جا سکتے تھے۔ اس قسم کے بہت سارے ماسک تیار کر کے میں نے رکھ لیے تھے اور یہ ماسک میرے بہت کام آ رہے تھے۔

نئے ہوٹل میں سے کے بعد میں نے ہراتا کی تجویز پر غور کرنا شروع کر دیا۔ بلاشبہ تجویز خاصی دلچسپ تھی اور فی الوقت چونکہ ہم دونوں کو کوئی خاص کام بھی نہ تھا۔

یوں بھی میں تو نکلا ہی تفریح کے لئے تھا۔ سردارے چونکہ کام مکمل کر رہا تھا اس لئے دوسری جگہ تھا۔ چنانچہ مجھے کیا ضرورت پڑی تھی کہ میں کسی بھی جگہ جلد بازی سے کام لوں۔ اگر ہراتا کی یہ خواہش ہے تو ٹھیک ہے۔ ہوریشو کو چیک کر لینا زیادہ مناسب تھا۔ اب مسئلہ کسی ایسے شخص کا تھا جسے ہم اس کام پر آمادہ کرتے۔ اس سلسلے میں دو آدمیوں کا انتخاب کرنا تھا۔ چنانچہ میں اور ہراتا اسی شام کو نکل پڑے۔

ہمیں ایسی جگہوں کی تلاش تھی جہاں اس قسم کے لوگ مل سکتے تھے چنانچہ اس سلسلے میں سب سے پہلے ہم نے ٹیکسی ڈرائیور سے یہ پوچھا تھا کہ یہاں نشہ آور ادویات کہاں ملتی ہیں۔ ٹیکسی ڈرائیور نے ہمیں غور سے دیکھا۔ پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"بندرگاہ کے علاقے میں۔ لیکن آپ لوگ باہر کے ہیں کیا؟"

"ہاں۔"

"کہاں سے تعلق ہے آپ لوگوں کا؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہالینڈ ہے۔"

"خوب۔ بندرگاہ کے علاقے میں چلئے جناب ---- اور وہاں' وہاں جا کر آپ ڈیپو کو پوچھ لیں ---- ڈیپو کا ہوٹل منشیات کا سب سے بڑا اڈہ ہے۔"

"ڈیپو۔" میں نے کہا۔

"ہاں' اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہاں لے چلتا ہوں۔"

"کیوں نہیں ---- سیدھے چلو۔" میں نے جواب دیا اور ٹیکسی ڈرائیور نے گردن ہلا دی۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم بندرگاہ کے علاقے میں پہنچ گئے۔ چھوٹے چھوٹے ہوٹل اور چائے خانے جگہ جگہ بکھرے ہوئے تھے۔ ویسے مجموعی طور پر خوبصورت علاقہ تھا' بڑی رونق تھی۔ یہاں چاروں طرف روشنیاں ہی روشنیاں تھیں۔ بعض جگہ اوپن ریسٹورنٹ تھے اور لوگ ان میں بیٹھے ہوئے مختلف تفریحات میں مشغول تھے۔

ڈیپو کا ہوٹل بھی ایک بہت ہی خوبصورت ہوٹل نکلا۔ اس کے سامنے ایک لان تھا۔ پیچھے ایک چھوٹی سی عمارت تھی اور عمارت میں موسیقی کی ہلکی ہلکی لہریں اٹھ رہی تھیں۔ کافی لوگ لان میں بیٹھے ہوئے تھے اور سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ یہاں کافی لوگ چرس اور دوسری منشیات کھلم کھلا استعمال کر رہے تھے۔ گویا ڈیپو ایک اچھی حیثیت کا مالک تھا اور یہاں ان چیزوں پر کوئی شدید رد عمل نہیں تھا۔

ہم ٹیکسی سے اتر گئے۔ ٹیکسی ڈرائیور کو ہم نے خاصی معقول رقم دی تھی۔ وہ خوش ہو کر اور سلام کر کے وہاں سے چلا گیا۔ تب ہم بھی لان کی ایک میز پر جا بیٹھے۔ ویٹر ہمارے نزدیک پہنچ گیا۔

"جی صاحب!"

"چرس لاؤ۔" میں نے نہایت اطمینان سے چرس طلب کر لی۔ ویٹر نے گردن ہلائی اور چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک چھوٹی سی ٹرے میں چرس کا ایک ڈھیلا اور اسے استعمال کرنے والی دوسری اشیاء لیکر آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بل پیش کر دیا تھا میں نے بل کی ادائیگی کر دی اور ویٹر سے آنکھ دبا کر پوچھا۔

"اور کیا کیا مل جاتا ہے یہاں؟"

"جس چیز کی ضرورت ہو صاحب!"

"اچھا۔" میں نے گردن ہلائی۔ "تم جاؤ' جب ضرورت ہو گی تمہیں اطلاع دے دی جائے گی۔"

"بہتر صاحب۔" بیرے نے جواب دیا اور گردن ہلا کر چلا گیا۔ میری نگاہیں اپنے کام کے آدمی تلاش کر رہی تھیں اور ---- اپنے کام میں ہم اتنے کچے بھی نہیں تھے۔

ایک میز پر چند افراد بیٹھے ہوئے خوش گپیاں کر رہے تھے۔ ان کی شکل و صورت زیادہ اچھی نہیں تھی۔ وہ صورت ہی سے غنڈے معلوم دیتے تھے۔ ہراتا بھی اسی طرف متوجہ تھا پھر اس نے میری طرف جھک کر کہا۔

"چیف! سامنے کی میز پر ان چار آدمیوں کو دیکھ رہے ہو؟"

"ہاں۔ میں بھی انہی کو دیکھ رہا ہوں۔"

"کیا خیال ہے؟"

"میرا خیال ہے کام کے لوگ ہیں۔"

"پھر؟"

"ٹھیک ہے ہراتا! کوشش کی جا سکتی ہے۔"

"تو پھر میں کوشش کرتا ہوں۔" ہراتا نے کہا۔

"کیا کرو گے؟"

"بس دیکھتے رہو چیف!"

"جو تمہاری مرضی۔" میں نے جواب دیا اور ہراتا اس میز کی جانب بڑھ گیا۔

وہ میز وہاں سے زیادہ دور نہیں تھی چنانچہ میں نے گردن ہلا دی ہراتا ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ پھر اس نے ایک شخص کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"اگر میں غلطی نہیں کر رہا تو آپ مسٹر ڈے کن ہیں؟"

"جی نہیں۔ آپ بالکل غلطی کر رہے ہیں۔" اس شخص نے ہراتا کا ہاتھ کندھے سے جھٹکتے ہوئے جواب دیا اور ہراتا۔ سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"اس کے باوجود کہ آپ نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا' میں یہی دعویٰ کر رہا ہوں گا کہ آپ مسٹر ڈے کن ہیں۔"

"اوہ' کتنی پی ہیں؟" اس شخص نے تمسخرانہ لہجے میں پوچھا۔

"سگریٹیں؟"

"ہاں۔"

"صرف چار۔"

"اور اس کے بعد یہ حال ہے۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"یہ بات نہیں ہے مسٹر۔ آپ کیا سمجھتے ہیں؟"

"سنو! کیا چاہیے تمہیں؟" اس نے ہراتا سے پوچھا۔

"تمہارا قرب ---- اور یقین کرو دوست! میں بڑے کام کا آدمی ہوں۔" ہراتا نے کہا۔

"ہوں۔" اس شخص نے گردن ہلائی اور اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا پھر بولا۔ "کیا خیال ہے دوستو! اس کام کے آدمی کو اٹھا کر باہر نہ پھینک دیا جائے۔"

"مناسب تو یہی ہے۔"

"ڈے کن ---- مسٹر ڈے کن! تم مجھے بھول رہے ہو' میرا نام پیٹرک ہے اور تم یہ بات اچھی طرح جانتے ہو کہ تم چار آدمی مل کر پیٹرک کو نہیں اٹھا سکتے۔" ہراتا نے کہا۔ ویسے میری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ نجانے وہ کیا چکر چلا رہا تھا۔

"یہ بات ہے اچھا بھئی! اس نے چار سگرٹیں پی ہیں اور اس کا دعویٰ ہے کہ چار آدمی اسے اٹھا کر باہر نہیں پھینک سکتے۔ میرا خیال ہے اسے دو سگریٹ اور پلاؤ تاکہ کم از کم اس کا نشہ تو ٹوٹ جائے۔" اس شخص نے کہا۔

"تو پھر تم ہی اپنا نام بتاؤ۔" ہراتا ایک قدم پیچھے ہٹ کر بولا اور وہ چاروں ہنس پڑے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہراتا کی اداکاری بڑی عمدہ تھی۔ "میرا نام میڈلن ہے۔" اس شخص نے جواب دیا۔

"میڈلن!" ہراتا مایوسی سے بولا۔ "پھر مجبوری ہے' مجھے جس شخص کے لئے کہا گیا تھا اس کا نام ڈے کن تھا اور اس کی شکل و صورت تمہارے جیسی تھی۔"

"کس نے کہا تھا اور کیا کہا تھا؟" میڈلن نے پوچھا۔

"ہمارا ایک مشترکہ دوست تھا۔ میں تمہیں اس کا نام نہیں بتاؤں گا۔ لیکن اس نے' جب ہم لوگ ہالینڈ سے اس جگہ آئے تو یہ کہا تھا کہ ڈیپو کے ہوٹل میں ڈے کن نام کا ایک شخص ملے گا جو تمہارا کام باآسانی کر سکتا ہے۔ اس شخص نے کہا تھا کہ کم از کم پانچ ہزار پونڈ ڈے کن کو دیئے جائیں تو وہ اس کام کے لئے بالکل تیار ہو جائے گا۔"

"کیا دیا جائے؟" وہ شخص چونک کر بولا۔

"پانچ ہزار پونڈ۔" ہراتا مایوسی سے بولا۔

"اوہو بیٹھو تو سہی' کام کیا ہے؟"

"فائدہ کیا بتانے سے۔" ہراتا مایوسی سے بولا۔

"کیا ضروری ہے کہ تم ڈے کن ہی کو تلاش کرو۔" میڈلن کے انداز میں ایک دم تبدیلی آ گئی تھی اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ہراتا نے واقعی بڑی خوبصورتی سے اپنا کام انجام دیا تھا۔

ایک آدمی نے جلدی سے اس کے لئے کرسی گھسیٹ دی اور ہراتا انہیں دیکھتا ہوا بیٹھ گیا۔

"ہاں تو دوست! تم ہالینڈ سے آئے ہو؟" اس شخص نے پوچھا جس نے اپنا نام میڈلن بتایا تھا۔

"ہاں۔"

"کب؟"

"تھوڑے دن ہوئے۔"

"اور یہاں تمہیں کوئی کام تھا؟"

"ہاں' بہت ضروری کام۔"

"اور اس کے لئے تم پانچ ہزار پونڈ ادا کرنے کے لئے تیار ہو؟"

"ہاں۔"

"اور جس شخص کا تمہیں حوالہ دیا گیا تھا اس کا نام ڈے کن تھا۔"

"ہاں۔"

"لیکن دوست! کیا وہ کام ڈے کن کے علاوہ کوئی اور نہیں کر سکتا؟"

"کوئی بھی کر سکتا ہے' اس سے فرق نہیں پڑے گا۔ لیکن اس کام کے لئے مجھے دو آدمی درکار ہوں گے۔"

"تو کیا ان دونوں کو تم معاوضے کے طور پر پانچ پانچ ہزار پونڈ دو گے۔؟"

"ہاں میں یقینی طور پر دونوں کو اتنا ہی معاوضہ دوں گا۔"

"سنو! میرا خیال ہے کہ تم نے چار سے زیادہ سگرٹیں پی ہیں۔"

"اوہ' ادائیگی پیشگی بھی کی جا سکتی ہے۔" ہراتا نے ہونٹ بھینچ کر کہا اور وہ شخص اپنے دوسرے

ساتھیوں کی جانب دیکھنے لگا۔

"اگر یہ بات ہے تو آپ کیوں نہیں ان سے بات کر لیتے مسٹر میڈلن!" میڈلن کے ایک ساتھی نے کہا۔

"اگر ادائیگی پیشگی ہو جائے تو میرا خیال ہے دنیا کا ہر کام کیا جا سکتا ہے لیکن دقت یہ ہے کہ یہ شخص چار سگرٹیں پی کر آؤٹ ہو چکا ہے۔"

"میں کہتا ہوں بکواس بند کرو۔۔۔۔۔ اگر تم ڈے کن نہیں ہو تو پھر میرا یہاں بیٹھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔"

"نہیں نہیں' ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر تم پانچ پانچ ہزار پونڈ ادا کرو تو ہم چاروں اپنے آپ کو جنرل منٹگمری بھی کہہ سکتے ہیں۔"

"یہ سب کچھ تمہاری مرضی پر ہو گا۔"

"لیکن میرے دوست! کام کیا ہے؟"

"کیا کھلے عام سڑکوں پر کام بتائے جاتے ہیں۔" ہراتا نے گھور کر انہیں دیکھا۔

"تو پھر تم بتاؤ۔"

"سنو! میں تمہیں ایک بات کا یقین دلا دوں کہ ہم لوگ معقول معاوضہ دیں گے۔ اور میں یہ بات غلط نہیں کہہ رہا۔"

"تو ہم بھی تمہیں ایک بات کا یقین دلا دیں مسٹر کہ ہم لوگ معقول معاوضہ لے کر کوئی بھی کام ہو کرتے ہیں اور معاوضہ دینے والے کی پسند کے مطابق کرتے ہیں۔ تم ایک بار ہم سے کام لے کر تو دیکھو۔"

"ہوں' وہ اس میز پر میرا ایک ساتھی بیٹھا ہوا ہے' کام کے سلسلے میں ہم لوگ وہیں چل کر گفتگو کریں گے۔ لیکن تم میں سے صرف ایک آدمی۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں۔" وہ شخص اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تھا۔ پھر وہ ہراتا کے ساتھ میری میز پر پہنچ گیا۔ ہراتا نے میری جانب اشارہ کر کے کہا۔

"یہ میرے دوست ہیں اور دوست! یہ مسٹر میڈلن ہیں۔ ہم اس کو تلاش نہیں کر سکے جس کی تلاش میں ہم یہاں پہنچے تھے۔ لیکن مسٹر میڈلن کہتے ہیں کہ وہ بھی ہر کام باآسانی کرنے کو تیار ہیں۔"

"ہوں۔۔۔۔۔ تو ضروری نہیں ہے کہ ڈے کن ہی ہمارا کام کرے۔" میں نے بھاری لہجے میں کہا۔

"یقیناً جناب۔۔۔۔۔ کوئی بھی کام ہو' کیسا بھی ہو' آپ اس بات کی بالکل فکر نہ کریں' آپ کی مرضی کے مطابق ہو گا لیکن ادائیگی پیشگی ہو گی۔"

"یقیناً ہو گی۔" میں نے کہا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر ہزار ہزار پونڈ کی دو گڈیاں نکال کر اس کے سامنے ڈال دیں۔ "انہیں فوری طور پر ایڈوانس سمجھو' گفتگو شروع ہونے سے پہلے۔۔۔۔۔ باقی رقم گفتگو پوری ہونے کے بعد دی جائے گی۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا ہو گا۔" میں نے بھاری لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

"یقیناً" "یقیناً" "مسٹر۔" اس شخص نے جلدی سے نوٹوں کی گڈیوں پر ہاتھ مارتے ہوئے جواب دیا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گڈیاں اس کی جیب میں چلی گئیں۔ "فرمایئے! اب تو ہم آپ کے غلام ہیں' جو کام چاہیں گے ہو جائے گا کسی کو اغوا کرنا ہو' کوئی بھی کام ہو۔ ارے پانچ ہزار پونڈ کے لئے تو دنیا کا ہر کام کیا جا سکتا ہے۔" وہ کافی حد تک پرجوش ہو گیا تھا۔

"تو پھر ٹھیک ہے تم کہاں رہتے ہو؟"

"یہاں بندرگاہ کے علاقے میں' ایک چھوٹے سے فلیٹ میں۔"

"تمہارے ساتھ اور بھی کچھ لوگ ہیں؟"

"نہیں۔ صرف میرا ایک دوست بارکن ہے۔"

"بارکن۔ ہوں ٹھیک ہے کام بھی دو آدمیوں کا ہے۔ میرا خیال ہے باقی گفتگو تمہارے فلیٹ پر چل کر کی جائے۔"

"چلئے تشریف لے چلئے۔"

"تمہارے پاس گاڑی موجود ہے؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں موجود ہے۔"

"تو پھر ٹھیک ہے بل منگواؤ۔" میں نے ہراتا سے کہا اور ہراتا نے میری طرف دیکھ کر گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"بل تو ادا کر دیا گیا ہے چیف۔"

"اوہ' ہاں۔ میں بھول گیا تھا۔" میں نے کہا اور میڈلن کرسی سے اٹھ گیا۔

"تو پھر میں اپنے ساتھی کو ساتھ لے لوں اور باقی لوگوں سے معذرت کر لوں۔" اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں نے جواب دیا اور وہ اپنی میز پر چلا گیا۔ پھر ایک آدمی اس کے ساتھ اٹھ آیا تھا اور ہم چاروں باہر نکل آئے۔

معاملہ جس خوبصورتی سے طے ہو گیا تھا' وہ توقع سے کہیں زیادہ تھا۔ میڈلن اور بارکن کے چہروں پر میک اپ کر کے انہیں ہوریشو کے پاس بھیجا جائے اور اس کے بعد ہوریشو کی نیت کا پتہ چل جائے گا۔ میڈلن اپنی گاڑی کے نزدیک پہنچ گیا۔ یہ دونوں بہت زیادہ مؤدب نظر آ رہے تھے۔ نجانے انہوں نے اس بارے میں کیا سوچا تھا۔

"تشریف لایئے جناب!" میڈلن نے کار کا عقبی دروازہ کھول کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"شکریہ میڈلن۔" میں نے جواب دیا۔ پھر پہلے میں اور میرے بعد ہراتا کشادہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ ہراتا حسب معمول بے حد پرسکون تھا۔ اس شخص کے چہرے پر کبھی اضطراب یا تجسس تو نظر نہیں آتا تھا۔ کم از کم اس کا اندازہ اس کی آنکھوں سے تو ہو سکتا تھا۔ لیکن ہراتا کی تو آنکھیں بھی پرسکون رہتی تھیں' کسی گہری جھیل کی مانند۔

میڈلن کا فلیٹ بندرگاہ کے علاقے ہی میں تھا۔ پرانے طرز کی لمبی سی گاڑی فلیٹ کے نیچے آکر رک گئی اور ہم چاروں گاڑی سے نیچے اتر آئے۔ میڈلن ہمیں بڑے تپاک سے اندر لایا تھا۔ فلیٹ کی چابی اسی کے پاس تھی۔۔۔۔۔ اس نے دروازہ کھولا اور بڑے تپاک سے بولا۔۔۔

"تشریف لایئے آفیسرز۔۔۔" ہم دونوں اس کے ساتھ اندر داخل ہو گئے تب میڈلن ہمیں

اندر گیا۔ بارکن بھی ہمارے ساتھ تھا۔ تب میڈلن نے نہایت عاجزانہ لہجہ میں پوچھا۔

"کیا پئیں گے آپ لوگ؟"

"تھینک یو۔ میڈلن! تمہارے سامنے ابھی ہوٹل سے اٹھے ہیں۔ بیٹھو' ہمیں کام کی باتیں کرنا چاہئیں۔"

"یقیناً۔۔۔۔۔یقیناً۔۔۔۔۔" میڈلن نے جواب دیا۔ "فرمایئے میں آپ لوگوں کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"سب سے پہلے تو تم اپنے بارے میں بتاؤ میڈلن کہ تمہارا کیا کاروبار ہے۔ کیا کرتے ہو اور کس حد تک کرتے ہو۔ دوسرے معنوں میں یہ کہ اگر دوسروں کے لیے کرتے ہو تو کس حد تک کرتے ہو۔" میں نے سوال کیا۔

"اوہ جناب دراصل آپ یوں سمجھ لیں کہ مقامی پولیس ہمیں اچھا نہیں سمجھتی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم روزی کمانے کے لیے۔۔۔۔۔ میں اسے روزی ہی کہوں گا کیونکہ دولت سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور ہم لوگ آج تک دولت نہیں کما سکے۔ روزی کمانے کے لئے ہمیں ہر قسم کے کام کرنا پڑتے ہیں اور ظاہر ہے پولیس ہمیں پسند نہیں کرتی۔ لیکن کریں بھی تو کیا۔۔۔۔۔؟ بس آپ جیسے کرم فرما ہی ہم سے چھوٹے چھوٹے کام لیتے ہیں اور اگر ایسا نہیں ہوتا تو ہم خود ہی اپنا پیٹ بھرنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرتے ہیں۔۔۔۔۔ اگر آپ جیسے لوگ ہمیں مل جائیں تو پھر چھوٹے موٹے کام کی ضرورت ہمیں نہیں رہتی۔ ہم آپ کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہیں سوائے قتل کے۔ ہم نے ابھی تک کوئی قتل نہیں کیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم زندگی کو ہر حالت میں برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے میں تم سے قتل نہیں کراؤں گا۔" میں نے جواب دیا۔

"اس کے علاوہ ہم بھی سب کچھ کرنے کو تیار ہیں۔" میڈلن اسی لہجہ میں بولا۔

"دراصل میڈلن مجھے جو کام ہے وہ تھوڑا سا خطرناک بھی ہے لیکن زیادہ نہیں۔ میں تمہیں پوری پوری آزادی دوں گا۔"

"تمہارے چہروں پر میک اپ کر کے تمہیں ایک عمارت میں بھیجا جائے گا۔ جہاں تمہیں دو اعلیٰ حیثیت کے آدمیوں کی حیثیت سے ایک ایسے شخص سے ملاقات کرنا ہے جو ان اشخاص کا دشمن ہے۔ لیکن وہ ان سے دوستی کا خواہشمند ہے مجھے شبہ ہے کہ وہ شخص اپنی اس دوستی میں مخلص نہیں ہے۔ تم ان لوگوں کی حیثیت سے اس شخص سے ملو گے اور صرف یہ دیکھو گے کہ اس شخص کا انداز کیسا رہتا ہے۔ اگر وہ دھوکے سے تمہیں گرفتار کرنا چاہے تو اپنی اصلیت اسے بتا کر اپنی جان بچا لینا۔"

"اوہ۔" میڈلن نے اپنے ساتھی کی جانب دیکھا۔ چند ساعت سوچتا رہا پھر بولا۔ "کیا خیال ہے مارکن؟"

"میرے خیال میں ایسی کوئی بات نہیں میڈلن جب کہ ہمارے کرم فرما ہمیں یہ اجازت دے رہے ہیں کہ اگر وہ شخص جارحیت پر آمادہ ہو تو ہم اس پر اپنی اصلیت ظاہر کر دیں اور اسے بتا دیں کہ ہم تو صرف کرائے کے لوگ ہیں۔ ایسی صورت میں اس کی دشمنی کوئی حیثیت نہیں رکھے گی ہم اس شخص کے لئے کوئی جانبیت بھی نہیں رکھیں گے۔ تو اس انداز میں کام کرنے میں کیا ہرج ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

”ٹھیک ہے اگر تمہیں منظور ہے تو مجھے بھی منظور ہی ہے۔“ میڈلن نے جواب دیا۔

”اوکے میڈلن! لیکن چند باتوں کا خیال رکھنا ہو گا۔“

”جی فرمائیے!“

”مثلاً صرف یہ کہ کام نہایت ایمانداری سے ہو ہم تم سے یہ نہیں کہیں گے کہ اس شخص کی گفتگو ٹیپ کر کے لاؤ' بلکہ مقصد یہ ہے کہ جس وقت تم وہاں سے واپس آ جاؤ گے تو ہم اس شخص کے رویے کے بارے میں تم سے پوچھیں گے دوسری بات یہ کہ اس شخص کے جال میں پھنسنا مناسب نہ ہو گا۔“

”میں سمجھا نہیں محترم۔“ میڈلن نے پوچھا۔

”مثلاً یہ کہ اگر وہ تمہیں جوابی طور پر اپنا آلہ کار بنانے کی کوشش کرے تو تم کسی بھی قیمت پر اس کا آلہ کار بننے کی کوشش نہیں کرو گے“

”اوہو۔ آپ کا خیال ہے کہ اگر وہ شخص ہماری اصلیت سے واقف ہو جائے اور ہم سے آپ کے خلاف کوئی کام لینا چاہے تو ہم اس سے بچیں۔“ میڈلن نے عجیب لہجہ میں سوال کیا۔

”ہاں میرا یہی مقصد ہے۔“

”تو جناب اس کے لیے آپ جس طرح بھی مناسب سمجھیں کارروائی کریں ہمیں قطعی اعتراض نہ ہو گا۔ ہم اپنے خلوص کا آپ کو یقین دلاتے ہیں۔“

”سب سے پہلی بات تو یہ ہے میڈلن کہ اگر تم صحیح سلامت واپس آ جاتے ہو تو اس سے یہ اندازہ ہو جائے گا کہ اس کی ضرورت پیش نہیں آئے گی اگر تمہاری اصلی حیثیت برقرار نہیں رہتی تب بھی ہم اپنے طور پر تمہیں چیک کریں گے۔ اور اگر اس سلسلہ میں تم نے بددیانتی سے کام لیا تو ہمیں اپنے دشمنوں میں شمار کرنا۔“

”بالکل ٹھیک ہے جناب! لیکن ایک بات اور فرمائیے۔ ان لوگوں کے رویے کی اطلاع آپ کو کیسے دی جائے گی۔“

”اپنا ٹیلی فون نمبر دو۔ ہم تم سے خود معلومات حاصل کر لیں گے۔“ میں نے کہا۔

”بالکل مناسب ــــــ میں اس بات سے زیادہ مطمئن ہوں کیونکہ یہ ممکن ہے کہ جب اس شخص کو ہماری اصلیت کا علم ہو جائے تو وہ ہمارا تعاقب کرے اور یہ جاننے کی کوشش کرے کہ ہم لوگ کہاں آپ سے ملاقات کر کے آپ کو اطلاع دیتے ہیں اور اس کی بجائے آپ خود ہی اگر ہمیں ہمارے ٹیلی فون رنگ کر لیں اور وہاں سے معلومات کر لیں تو یہ زیادہ مناسب ہو گا۔“ میڈلن نے پر خلوص لہجہ میں کہا ــــــ بات خاصی مناسب تھی۔ ظاہر ہے اس طرح ہوریشو ہمیں چیک نہیں کر سکتا تھا ــــــ رقم کی ادائیگی کے سلسلہ میں ہم نے میڈلن کو پانچ ہزار ڈالر تو نقد ادا کر دیئے تھے اور باقی پانچ ہزار ڈالر کے لئے ہم نے کہہ دیا تھا کہ کام مکمل ہونے کے بعد خاموشی سے ادا کر دیئے جائیں گے میڈلن نے اس بات پر خوشی سے آمادگی کا اظہار کر دیا تھا اور کہا تھا کہ جناب اگر ہم اپنے کام میں مناسب رہیں اور پورے اتریں تو آپ ہمیں آئندہ بھی مواقع دیتے رہیں گے اور ہم نے اس سے وعدہ کر لیا۔

سارے معاملات طے کرنے کے بعد ہم دونوں وہاں سے چل پڑے۔ ہراتا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ راستے میں اس نے مجھ سے کہا۔

”چیف دراصل جرائم کی دنیا میں آنے کے لئے خاص ذہن کی ضرورت ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے بے شمار لوگ جرائم کرتے ہیں۔ کچھ کامیاب ہوتے ہیں کچھ ناکام رہتے ہیں لیکن ایک خاص ذہن جو جرائم کی دنیا میں آتا ہے تو اس کے سوچنے کا انداز ذرا مختلف ہوتا ہے میرا خیال ہے ایسے بے شمار جرائم پیشہ لوگ دنیا میں پوشیدہ ہوں گے' نہ صرف وہ بلکہ ان کے جرائم بھی جنہوں نے صرف اپنی ذہانت سے خود کو محفوظ رکھا ہو گا' نہ تو وہ پولیس کی نگاہوں میں آئے ہوں گے اور نہ ہی انہیں کوئی زوال آیا ہو گا۔“

”ہاں یہ حقیقت ہے مگر تم یہ باتیں کیوں کر رہے ہو ہراتا۔“

”مجھے معاف کرنا چیف ــــــ لیکن آپ کو دیکھ کر ــــــ آپ کے کام کرنے کے انداز کو دیکھ کر بعض اوقات مجھے حیرت ہوتی ہے۔“

”کیوں ــــــ؟“ میں نے سوال کیا۔

”بس آپ جو کام کرتے ہیں اس کی گہرائیوں میں اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ تعجب ہوتا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ پورا نقشہ پورا خاکہ آپ کے ذہن میں ہو۔ آپ اس کے نیگیٹو اور پازیٹو کے بارے میں ہر چیز سوچ لیتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔“ ہراتا نے کہا۔

”یہ تو بہت ضروری ہے ہراتا۔ دشمنی معمولی چیز تو نہیں ہوتی۔ البتہ اس کے انداز مختلف ہوتے ہیں۔ میں اور ہوریشو ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہیں لیکن دونوں ہی ایک دوسرے کی صلاحیتوں کے قائل ہیں۔ میں نے ہوریشو کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائے ہیں۔ اب تو نہیں کہہ سکتا کہ اس کی ذہنی کیفیت کیا ہے لیکن اس سے قبل وہ بھی ایک باظرف مجرم تھا۔“

”باظرف مجرم ــــــ؟“

”ہاں۔ ایک عظیم دشمن۔ اس نے مجھے پہچان لیا تھا۔ دشمنی کے بارے میں' میں نے تم سے کہا کہ وہ کوئی معمولی شے نہیں ہوتی۔ اس کے لئے زندگی کے بے شمار کھیل کھیلنا ہوتے ہیں۔“

”مثلاً چیف ــــــ؟“ ہراتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر تمہارا مقابل صرف ایک ایسا شخص ہے جس سے تمہیں نفرت ہے اور تم اس کی زندگی نہیں چاہتے تو وہ ایک احمقانہ دشمنی ہے۔ کسی کی زندگی سے نفرت کرنا کمزور لوگوں کا کام ہے اور اس کے نتیجے میں زیادہ سے زیادہ قتل کر دیا جاتا ہے کیا خیال ہے؟“

”ہاں یقیناً۔“

”لیکن کسی کو قتل کر دینا تو دشمنی نہیں ہوتی۔“

”پھر چیف؟“

”اصل دشمنی ذہانت کو شکست دینا ہے۔ بشرطیکہ دشمن ذہین ہو“

”اور میرے خیال میں چیف ہیرے دے کر تم نے اسے شدید ذہنی اذیت کا شکار کر دیا ہے۔“ ہراتا مسکرا کر بولا۔

”ہاں ہراتا۔ بات اس کی ساکھ کی تھی اور یہ بات کم از کم ہوریشو جیسے شخص کے لئے بڑی اذیت ناک ہے کہ اس نے اپنے دشمن سے اپنی ساکھ برقرار رکھنے کی درخواست کی ہے۔ میں اس کے لئے اس سے منہ مانگی قیمت وصول کر سکتا تھا۔ لیکن اس سے کیا فرق پڑتا تھا۔ ہوریشو کو صرف ایک نقصان کا احساس رہتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس سے زیادہ کچھ نہیں اور اب وہ ہمیشہ اذیت کا شکار رہے گا کہ میں نے اس پر احسان کیا ہے"

"خوب باتیں ہیں دشمنی کی۔ لیکن چیف ایک بات اور بتائیں۔"

"کیا۔۔۔۔؟"

"کیا ہوریشو بھی تمہاری طرح باظرف ہے؟"

"کس لحاظ سے؟"

"اگر یہ صورت حال تمہارے ساتھ پیش آئی تو۔"

"تو۔۔۔۔" میں نے پرخیال انداز میں گردن ہلا دی۔ "میں اس بارے میں دعوے سے نہیں کہہ سکتا ہراتا۔"

"پچھلے واقعات کیا کہتے ہیں؟"

"میں نے اس کی زندگی میں بڑی تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ وہ پہلے خود مختار نہیں تھا لیکن اپنے گروہ میں وہ ایسی حیثیت رکھتا تھا کہ اسے خود مختاری کہا جا سکتا تھا۔ اس کا گروہ مکلینو کے گروہ کے نام سے مشہور تھا اور وہ ایک طرح سے اس گروہ کا منیجر تھا۔ پوری طرح سے اس کے احکامات چلتے تھے۔ لیکن مکلینو بذات خود بھی بہت کچھ تھا۔ چنانچہ میں نے پہلا وار مکلینو پر ہی کیا تھا۔ میں نے اس کی لانچ لوٹ لی تھی اور مکلینو کو بہت بڑی چوٹ دی تھی۔ تب مکلینو نے اسے میرے پیچھے لگا دیا لیکن نتیجے میں' میں نے ہوریشو کو کئی بار شکست دی اور اسے مزید نقصان پہنچایا۔ ہوریشو کی اور میری چلتی رہی۔ اس نے کئی بار مجھے قتل کرنے کی کوشش کی اور دو تین بار اس نے مجھے بے بس بھی کر دیا۔ تب میں نے ہوریشو کو ایک چیلنج کیا۔۔۔۔ میں نے کہا کہ اگر میں بچ گیا تو اس کے لئے ناقابل تلافی نقصان بن جاؤں گا۔ پھر ہراتا یہی ہوا۔۔۔۔ ہوریشو نے اپنی دانست میں مجھے قتل کر دیا تھا اور درحقیقت بچنے کی کوئی امید بھی نہیں تھی۔ لیکن ایسے وقت میرے دوست نے میری جان بچائی۔"

"مسٹر سردارے نے؟"

"ہاں۔"

"کیا وہ بھی آپ کی طرح اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں؟"

"ہاں ہراتا۔۔۔۔ لیکن اس کے اندر بچپنا چھپا ہوا ہے۔ وہ ایک شریر بچے کی مانند ہے جو بلاشبہ ذہن ہوتا ہے لیکن اس کی شرارتیں اسے بچہ ہی رکھتی ہیں" میں نے جواب دیا۔

"لیکن شرارت اور ذہانت یکجا ہوتی ہیں۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ وہ جب تنہا ہوتا ہے تو بے حد خطرناک ہوتا ہے میرے سامنے البتہ وہ بچہ بن جاتا ہے۔"

"پھر تو خوب ہیں مسٹر سردارے! ہراتا ہنستا بولا۔ پھر کہنے لگا۔ لیکن چیف اب اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"کس کے؟" میں نے اسے دیکھا۔

"میری مراد ہوریشو سے ہے"

"اوہ اسے دیکھتے ہیں۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ اسے بے بسی کی انتہا تک پہنچا دیا جائے۔ وہ

افریقی ہے اور اپنے وطن کے ایک قبیلہ کا روحانی پیشوا ہے اور اس کے مرید اس کے لئے جان دینے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ میں اسے دو کوڑی کی شخصیت بنا دوں گا اور پھر اسے قتل کروں گا۔"

"اوہ۔" ہراتا نے ایک گہری سانس لی۔

رات کو ہم آرام سے سوئے۔ کوئی خاص بات نہیں تھی۔ اس لیے کہ میڈلن وغیرہ کو فون کرنا حماقت تھی کیونکہ اگر انہوں نے زیادہ سے زیادہ کارکردگی دکھائی تو آج دن میں ہوریشو سے ملاقات کریں گے لیکن اسی دوران ایک اور خیال میرے ذہن میں آیا اور میں نے ہراتا سے مشورہ کر لینا مناسب سمجھا۔

"ایک بات بتاؤ ہراتا۔۔۔۔" میں نے سوال کیا۔

"کیا چیف؟"

"کیوں نہ ان دونوں پر بھی نگاہ رکھی جائے۔"

"میڈلن اور بارکن پر۔۔۔۔!"

"ہاں۔"

"کیا ہرج ہے چیف۔" ہراتا نے پرخیال انداز میں گردن ہلا دی۔ اور پھر بولا۔ "تم ان کو چیک اپ کرنے کب جاؤ گے؟"

"بس تھوڑی دیر بعد میں نے ان کو آج کے لئے ہی کہا تھا۔"

"تو چیف وہاں جانے سے پہلے تم ایسا کرو کہ میرے چہرے میں تھوڑی سی تبدیلی پیدا کر دو۔۔۔۔"

"کیا مقصد۔۔۔۔؟"

"مقصد یہ کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا اور بندرگاہ کے علاقہ میں اس جگہ اتروں گا جہاں ان لوگوں کا فلیٹ موجود ہے۔ تم اندر چلے جانا اور ان لوگوں کے چہروں پر میک اپ وغیرہ کرنا۔ میں باہر تمہارا انتظار کروں گا اور پھر جب وہ لوگ نکلیں گے تو میں ان کا تعاقب کروں گا اور اس وقت تک ان کے پیچھے پیچھے رہوں گا جب تک وہ لوگ واپس نہیں آجاتے۔۔۔۔" ہراتا نے کہا اور میں نے اس کی تجویز پر مکمل طور پر اتفاق کیا۔۔۔۔ اس سے کچھ فائدے ہی حاصل ہو سکتے تھے۔

ہراتا ہر سلسلہ میں مجھ سے تعاون کر رہا تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں نے اس کے چہرے میں تھوڑی سی تبدیلیاں پیدا کر دیں اور ہم مطمئن ہو کر باہر نکل آئے۔

ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ہم دونوں بندرگاہ کی طرف چل پڑے اور تھوڑی دیر کے بعد ہم لوگ میڈلن کے فلیٹ کے سامنے اتر گئے تھے۔ میڈلن اور اس کا ساتھی مارکن میرے منتظر تھے۔ ہراتا باہر ہی تھا۔ ان دونوں نے میرا پرجوش استقبال کیا اور بولے۔۔۔۔

"ہم آپ کا انتظار کر رہے تھے جناب۔۔۔۔ ویسے ہم لوگ ایک دوسرے کا پورا تعارف حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں۔۔۔۔" میڈلن نے کہا۔

"اس کی ضرورت بھی نہیں ہے ڈیئر میڈلن۔۔۔۔ فی الوقت تم لوگ یہ کام کرو اور اس کے بعد اگر تم لوگ ہمارے معیار پر پورے اترے تو پھر تعارف وغیرہ بھی ہو جائے گا۔ میرا خیال ہے ہمارے لئے سب سے بڑا تعارف صحیح ادائیگی اور صحیح کام ہے۔" میں نے جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں ٹھیک ہے۔ اگر یہ اصول ہے تو کوئی حرج نہیں ہے جناب ہم اصولوں کو توڑنے کی کوشش نہیں کیا کرتے۔"

"بس تو اب میں تمہارے چہرے درست کیے دیتا ہوں۔ کیا تم لوگوں میں سے کوئی خود میک اپ سے واقف ہے؟؟"

"نہیں جناب۔ تھوڑا سا چہرہ بدل لینا تو کوئی مشکل کام نہیں ہے لیکن ایک باقاعدہ میک اپ اس کے لئے مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔" میڈلن نے کہا۔

"ٹھیک ہے تو اب میں تمہارے چہرے مرمت کیے دیتا ہوں۔" میں نے میک اپ بکس کھول لیا جو میں اپنے ساتھ ہی لے کر آیا تھا اور پھر میڈلن کے چہرے پر مصروف ہو گیا۔ میں نے میڈلن کے چہرے پر اپنا میک اپ کیا۔ میڈلن اور میری جسامت میں کوئی خاص فرق نہیں تھا عام جسامت کا آدمی تھا۔

میں اس کے چہرے کو مہارت سے درست کرتا رہا اور میڈلن خاموش بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے اپنا ہی ایک ہم شکل تیار کر دیا تھا' لیکن بات یہیں پر ختم نہ ہوئی----- میں نے اس ہم شکل چہرے کے بعد میڈلن کو ایک اور وگ پہنائی جو تھوڑی سی تبدیلیوں کے بعد تھی میں نے میڈلن کو ہدایت کی کہ وہ سیاہ فام شخص اگر تمہیں میک اپ اتارنے کے بارے میں کہے تو تم یہ وگ اتار دینا اور اس کے بعد یہ چہرہ نکل آئے گا جو میں نے تیار کیا ہے۔"

"اوہ۔ بہت خوب۔ یعنی دوہرا میک اپ۔"

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔

میڈلن نے اپنا چہرہ دیکھا----- اور دیکھنے کے بعد متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکانے لگا۔ اس کا کام ختم ہو جانے کے بعد میں نے اسی انداز میں دوسرا میک اپ اس کے ساتھی بارکن پر کیا----- اور بارکن کا چہرہ سو فیصدی سردارے کا چہرہ تھا----- تب میں نے کہا۔

"تو آج تم لوگ کس وقت وہاں جا رہے ہو؟"

"بس جناب اگر آپ اجازت دیں تو اول وقت میں----- ہم لوگ فوراً ہی اپنا کام کر لینا چاہتے ہیں۔ چونکہ جب ایک کام کرنا ہی ہے تو پھر اس میں دیر کیوں کی جائے---"

"ہاں تو پھر تم لوگ جب چاہو---" میں نے ان کی جانب دیکھ کر کہا "جیسی آپ کی مرضی-----"

"بس تم لوگ تھوڑی دیر کے بعد روانہ ہو جانا" میں نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" ان لوگوں نے گردن ہلا دی۔

میں باہر نکل آیا۔ ہراتا میرا منتظر تھا۔ میں نے اسے بتا دیا کہ پندرہ بیس منٹ بعد وہ لوگ روانہ ہو جائیں گے۔ ہراتا نے گردن ہلا دی لیکن پھر وہ پر خیال انداز میں بولا۔

"چیف ایک مسئلہ ہے۔"

"کیا-----؟"

"یہاں ہمارے پاس کوئی سواری نہیں ہے۔"

"اوہ۔ میرا خیال ہے میں تمہارے لئے ایک ٹیکسی انگیج کر دوں ہم اسے اتنی رقم دے دیں گے

کہ ٹیکسی ڈرائیور دن بھر تمہارے ساتھ لگا رہے۔"

"بس ٹھیک ہے۔" ہراتا نے کہا اور اسے وہیں چھوڑ کر میں ٹیکسی کی تلاش میں چل پڑا۔ چند ساعت بعد ٹیکسی مل گئی اور میں نے ٹیکسی ڈرائیور سے دن بھر کے لیے بات کر لی۔ معاوضے کی ادائیگی پہلے ہی کر دی۔ چنانچہ اس کے بعد ٹیکسی ڈرائیور کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے ہراتا کے قریب رک کر خوشی خوشی انتظار کرنا پسند کر لیا اور میں وہاں سے چل پڑا۔ کیونکہ مجھے کچھ اور کام بھی تھے---"

مثلاً میں سردارے کو ٹرنک کال کر کے اس سے وہاں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ہالینڈ کے لئے کال بک کرانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ یہاں کے لئے جدید ترین انتظامات تھے۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد سردارے سے رابطہ قائم ہو گیا اور میں نے اسے اس کے مخصوص نام سے پکارا جو ہم دونوں کے درمیان طے ہو گیا تھا-----

"یس باس میں بالکل خیریت سے ہوں آپ اپنی سنائیے؟"

"بالکل ٹھیک ہوں ڈیئر۔ کام ہو رہا ہے۔ تفصیلات تمہیں ملاقات کے بعد ہی بتاؤں گا-----"

"اوہو' کوئی خاص کام ہوا ہے؟"

"ہاں یہی سمجھ لو۔ لیکن ساری باتیں بعد میں۔"

"اپنی صحت کا خیال رکھنا باس۔" سردارے نے کہا۔

"تم بالکل بے فکر رہو۔"

"اور ہمارا مٹی کا مادھو کیسا ہے؟"

"بالکل ٹھیک بڑے کام کا ثابت ہوا ہے۔"

"مجھے یقین تھا-----" سردارے نے کہا

"تم سناؤ تمہارے معاملات کیسے چل رہے ہیں؟"

"بالکل ٹھیک۔ کوئی تبدیلی نہیں۔ پروڈکشن جاری ہے بہت سے آرڈر موصول ہوئے ہیں۔ لیکن ان کا فیصلہ آپ کے آنے کے بعد ہی ہو گا۔"

"ٹھیک ہے ڈیئر۔ فیصلے بعد ہی میں کریں گے۔ ہاں تو کوئی خاص بات تو نہیں ہے۔؟"

"نہیں۔"

"بس اسی لیے تمہیں ٹیلیفون کیا تھا۔"

"او کے۔" سردارے نے دوسری طرف سے کہا اور میں نے فون ڈسکنیکٹ کر دیا۔ ادھر سے مطمئن ہو کر میں واپس ہوٹل پہنچ گیا اور اب اس کے بعد کوئی خاص کام نہیں تھا۔

شام ہو گئی اور پھر رات' ہراتا واپس نہ آیا اور نہ ہی ان دونوں کے بارے میں کوئی اطلاع مل سکی۔ ان دونوں کی تو مجھے کوئی پرواہ نہیں تھی۔ لیکن ہراتا کیوں واپس نہیں آیا؟ دس بجے تک میں انتظار کرتا رہا اور اس کے بعد میری قوت برداشت جواب دے گئی۔ میں ہوٹل سے نکل آیا۔

تھوڑی دیر کے بعد میں ایک ٹیکسی میں اس طرف جا رہا تھا' جہاں ہوریشو کی رہائش گاہ تھی۔ بازار وغیرہ جاگ رہے تھے۔ لیکن دوسری سڑکیں سنسان' ویران ہو چکی تھیں۔ ماحول بہت زیادہ کہر آلود تھا۔ کہر کی وجہ سے دوسری چیزیں نہیں نظر آ رہی تھیں۔ ٹیکسی میری مطلوبہ جگہ رک گئی اور میں ڈرائیور کو بل ادا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر کے نیچے اتر آیا۔ پھر ٹہلنے کے انداز میں چل پڑا۔ مجھے ہراتا کی تلاش تھی۔

سامنے ہی وہ عمارت تھی جہاں ہوریشو رہتا تھا۔ میں چلتا رہا اور پھر عمارت سے تھوڑے فاصلے ایک گھنے درخت کے نیچے رک گیا۔ کہر میں عمارت کی روشنیاں دھندلی نظر آ رہی تھیں۔

لیکن ہراتا۔۔۔۔۔ کیا اسے بھی کوئی حادثہ پیش آگیا۔ میں نے اپنے مخصوص انداز میں سیٹی بجانا شروع کر دی ہراتا اس آواز کو پہچانتا تھا لیکن آواز اتنی بلند نہ ہونے دی کہ دور تک سنی جا سکے اور ابھی میرے ہونٹوں سے سیٹی کی آواز نکل ہی رہی تھی کہ اچانک اس وقت کوئی میرے سامنے کود پڑا۔

میں نے الٹی چھلانگ لگا دی اور چھلانگ کے دوران ہی میرا پستول بھی باہر نکل آیا۔

"اوہ چیف گولی مت چلانا۔" ہراتا فوراً بول پڑا ورنہ ممکن تھا کہ میں اسے زخمی کر دیتا۔

"ہراتا۔۔۔۔۔" میں نے اسے آواز دی۔

"میں ہی ہوں چیف۔ بڑی خیریت ہو گئی۔"

"ہاں ہراتا۔ خیریت ہی ہو گئی۔ مگر تم درخت پر کیا کر رہے تھے۔" میں نے ایک گہری سانس لے کر پستول جیب میں رکھ لیا۔

"آرام کر رہا تھا چیف!" ہراتا نے جواب دیا۔

"مجھے دیکھ لیا تھا۔؟"

"ہاں اگر تم سیٹی نہ بجاتے تو درخت سے سیدھا تمہارے اوپر ہی آتا۔"

"اوہ۔ تب تو دونوں کی خیریت ہو گئی۔"

"ہاں۔ ویسے میرے ذہن میں خیال تھا کہ تم آؤ گے۔"

"کیوں؟"

"دیر جو ہو گئی تھی۔"

"تم نے کہیں سے فون بھی نہیں کیا۔"

"دور دور تک فون نہیں ہے چیف۔ کافی کوشش کی۔"

"وہ دونوں۔۔۔۔۔؟"

"ضرور کسی حادثے کا شکار ہو گئے۔ میرا خیال ہے ہمیں اندر چل کر ضرور دیکھنا چاہیے۔"

"نہیں ہراتا۔" میں نے پرخیال انداز میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ لیکن۔۔۔"

"جو سوچ رہے ہو وہ نہ سوچو۔ بے شک ہمارا ان دونوں سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن ہم اس بات کو نہیں بھولیں گے کہ ہم نے ہی ان دونوں سے کام لیا تھا۔"

"پھر چیف؟"

"ہوریشو ان کو قید کرنے کے بعد ہمارا انتظار کر رہا ہو گا۔"

"اوہ یقیناً۔ اسے خیال ہو گا کہ ہم ان کی خبر گیری کریں گے۔ ورنہ اب تک ان کا راز تو کھل چکا ہو گا۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔"

"تو پھر چیف کیا کرو گے۔ ویسے میں نے انتظام کر رکھا ہے۔"

"کیسا انتظام۔؟" میں نے سوال کیا۔

ابھی بتاتا ہوں۔ پھر وہ اچانک اچھلا۔ اس نے اچھل کر درخت کی ایک شاخ پکڑ لی اور پھر وہ زور زور سے اس شاخ سے جھولنے لگا اور چند ہی ساعت بعد دو بہت بڑے بڑے پھل ٹوٹ کر درخت سے نیچے گر پڑے۔ میں اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا کیونکہ دونوں پھل نیچے گرنے کے بعد زور زور سے تڑپنے لگے تھے۔

یہ دونوں نوجوان تھے جن کے جسموں پر صرف انڈرویئر تھے۔ ان کی قمیضوں اور پتلونوں سے ان کے ہاتھ پاؤں کسے ہوئے تھے۔ ٹائیاں منہ میں ٹھنسی ہوئی تھیں۔ چونکہ کافی بلندی سے گرے تھے اس لئے زوردار چوٹیں لگی ہوں گی۔ ویسے وہ ہوش ہی میں معلوم ہوتے تھے۔

ہراتا خود بھی نیچے اتر آیا۔ "یہ دونوں پھل تمہاری خدمت میں چیف!" اس نے چہکتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا چکر ہے ہراتا۔۔۔۔۔"

"میں نے تو ان سے کچھ نہیں پوچھا چیف! ویسے یہ دونوں اس عمارت ہی سے نکلے تھے اور اس انداز میں چاروں طرف گھومتے پھر رہے تھے جیسے کسی کو تلاش کر رہے ہوں۔ یقیناً یہ ہماری تلاش میں ہی ہوں گے۔ سو میں نے ان دونوں کو باندھ کر درخت پر ڈال دیا۔ جب انہیں آئے ہوئے ایک گھنٹہ گزر گیا تو کچھ اور آدمی بھی آئے تھے جو انہیں تلاش کر رہے ہوں گے۔ لیکن میں نے پھر ان دونوں ہی کو کافی سمجھ کر خاموشی اختیار کر لی۔"

"ہوں۔" میں نے گہری سانس لی۔ ہراتا بھی خوب تھا۔ لیکن اس کا مقصد تھا کہ ہوریشو نے اس ظرف کا ثبوت نہیں دیا جس کی توقع تھی۔ بہرحال یہ نہ تو کوئی افسوسناک بات تھی نہ مجھے اس کا کوئی رنج تھا۔ ہر شخص میری طرح تو نہیں سوچتا تھا۔ ہوریشو اگر فطرتاً ذلیل ہو گیا تھا تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں تھی۔ وہ شکست خوردہ تھا۔ اور شکست خوردہ لوگ ہر کام کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے اس وقت روئے زمین پر اس کے لئے مجھ سے بڑھ کر خطرناک دشمن کوئی نہیں تھا۔ چنانچہ اپنے دشمن سے کوئی بھی فائدہ اٹھانے کے بعد اس کے ساتھ اسی قسم کا سلوک کرنا ضروری تو نہیں تھا اور خاص طور پر ہوریشو جیسے آدمی کے لئے۔۔۔۔۔ اور اس طرح مجھے یہ اندازہ لگانے میں دشواری پیش نہیں آئی کہ ہوریشو اب بھی اسی غداری پر قائم ہے۔ چنانچہ میں نے اس کے ساتھ جو کچھ بھی کیا تھا مجھے اس کا کوئی جواب نہیں ملا تھا اور مجھے اس کا افسوس بھی نہیں تھا کیونکہ میں ہوریشو سے دوستی کر کے خود کو ایک اچھے دشمن سے محروم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ہوریشو نے دشمنی کی فضا قائم رکھ کر مجھ پر احسان ہی کیا تھا۔ میں نے ان دونوں آدمیوں کی طرف دیکھا جو ساکت تھے۔ وہ ہوش میں تھے لیکن چونکہ ان کے منہ میں کپڑا ٹھنسا ہوا تھا اس لئے نہ تو وہ بول سکتے تھے اور نہ ہی جنبش کر سکتے تھے۔ تب میں نے ہراتا کی جانب دیکھا اور بولا۔

"ہراتا ہوریشو کا ردعمل ظاہر ہو گیا ہے۔"

"ہاں چیف۔ وہ بہادر نہیں نکلا۔" ہراتا نے مایوسی سے کہا۔

"کیوں؟" میں نے سوال کیا۔

"دیکھو نا چیف جو کچھ اس نے کہا تھا اس کے کس قدر اس نے خلاف عمل کیا ہے اگر وہ بہادر ہوتا تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہاری اس پیش کش کا جواب بھرپور طور سے دیتا' احسان نہ ماننا بھی بزدلی کی ایک نشانی ہے اور بزدل لوگ بہادر نہیں کہے جاسکتے۔"

"بہرحال اچھا ہی ہوا ہراتا۔" اگر وہ میرے ساتھ اچھا سلوک کرتا تو میں خود کو کمتر محسوس کرتا۔"

"میں سمجھا نہیں چیف------"

"دیکھو نا' پھر اس کے ساتھ ہمیں مزید دوستانہ سلوک کرنا ہوتا اور اس طرح ہم ایک اچھے اور لڑنے والے دشمن سے محروم ہو جاتے۔"

"اوہو۔ یہ تمہاری سوچ ہے چیف۔ جبکہ اس کی سوچ مختلف نظر آتی ہے۔" ہراتا نے ہنستے ہوئے کہا پھر بولا۔ "چلو خیر جو ہوا اسے جانے دو۔ یہ بتاؤ اب کیا پروگرام ہے۔"

"تم ان دونوں کا کیا کرو گے؟" میں نے ہراتا سے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے چیف میں ان دونوں کی گردنیں توڑ کر پھینک دیتا ہوں۔ کیونکہ یہ ہمارے لیے بیکار ہیں۔"

"کیوں نہ ان سے کچھ معلومات حاصل کی جائیں۔" میں نے کہا۔

"اس کے لئے مشکلات پیش آئیں گی چیف۔ ظاہر ہے ان کے منہ کھولنے پڑیں گے تو چیخ بھی سکتے ہیں اور یوں تو ہمیں ان کے چیخنے پر کوئی تعرض نہیں ہے لیکن رات کے سناٹے میں ہوریشو کے علاوہ دوسرے لوگ بھی متوجہ ہو سکتے ہیں۔"

"چلو ٹھیک ہے۔" میں نے جواب دیا۔ "ان سے کچھ پوچھنا ضروری بھی نہیں ہے۔ ہمیں انتظار کرنا ہوگا۔"

"تو پھر ان لوگوں کا کیا کیا جائے چیف۔" ہراتا نے سوال کیا۔

"پڑا رہنے دو اسی طرح۔" میں نے جواب دیا۔ اور ہراتا نے گردن ہلادی۔ تھوڑی دیر بعد ہم وہاں سے واپس پلٹ رہے تھے بیچارے میڈلن اور بارکن سے کیا سلوک ہوا اس کے بارے میں ہمیں کچھ معلومات حاصل نہیں ہوئی تھیں۔ ہم وہاں سے اپنے ہوٹل واپس آگئے۔ راستے میں میں نے ہراتا سے پوچھا کہ اب کیا پروگرام ہے ہراتا نے کہا کہ اس وقت تو رہنے دو چیف۔ صبح کو اس بارے میں سوچیں گے۔ جو کچھ ہوا ہے اس کا ردعمل بھی ظاہر ہو جائے گا۔ میں نے گردن ہلادی تھی پھر ہم اپنے اپنے کمروں میں پہنچ گئے۔

رات کو دیر تک میں ان معاملات کے بارے میں سوچتا رہا۔ میں سوچ رہا تھا کہ ہوریشو کو کون سی نئی زک پہنچائی جائے۔ ویسے ہیروں کو حاصل کرنے کے بعد اس نے میڈلن اور بارکن کے ساتھ جو سلوک کیا تھا' میرے خیال میں یہ ہوریشو کی پست فطرت کا اظہار تھا۔ وہ دشمن کا احسان نہیں مانتا تھا اور غالباً" اپنی فطرت سے ہٹ گیا تھا ورنہ جس دوستی کا اس نے دعویٰ کیا تھا اس کو کچھ وقت تک تو نبھاتا یا ایسی شکست مجھے دینے کی کوشش کرتا جو میرے لئے ناقابل تلافی ہوتی۔ لیکن اس نے اسی پر اکتفا کیا تھا اور فوری طور پر مجھ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تھی------

لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہ آتی تھی کہ اس نے ابھی تک میڈلن اور بارکن کو کیوں رکھا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں' میں کافی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر دو ہی باتیں میرے ذہن میں آئیں۔ یا تو میڈلن اور بارکن اس کو اپنے بارے میں بتا ہی نہ سکے' ہوریشو نے ہو سکتا ہے ان کو ہمارے دھوکے میں قتل کر دیا ہو اور

بعد میں اسے پتہ چلا کہ وہ' وہ نہیں ہیں جو اس نے سوچا تھا یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے باوجود ان لوگوں کو کوئی معمولی شخصیت تسلیم کرنے پر تیار نہ ہو اور اس نے سوچا ہو کہ شاید ہم انہیں بچانے کی ضرور کوشش کریں گے۔ بہرحال جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ میں نے سوچا اور گہری نیند سو گیا۔

دوسرے دن ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد سب سے پہلے میں نے میڈلن کے فلیٹ پر فون کیا اور چند ہی ساعت کے بعد فون ریسیور کر لیا گیا۔ میں چونک پڑا۔

میرے ذہن میں یہ بات نہیں تھی کہ وہ لوگ آ چکے ہوں گے فون میڈلن ہی نے اٹھایا تھا------

"ہیلو"------ ریسیور میں سے میڈلن کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ کون بول رہا ہے۔" میں نے بھاری لہجہ میں پوچھا۔

"میڈلن اسپیکنگ------ ادھر کون ہے۔" میڈلن نے سوال کیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اپنے لہجہ کو زبردستی بھاری بنانے کی کوشش کر رہا ہو------

"اوہ ڈیئر میڈلن------ میں تمہارا دوست ہوں۔ وہ دوست جس نے تم کو کچھ ذمہ داریاں سونپی تھیں۔"

"اوہ۔ اچھا۔ اچھا۔ ہم ٹیلی فون پر آپ سے گفتگو کر سکتے ہیں؟" اس نے سوال کیا۔

"تم کب واپس آئے؟"

"ابھی تقریباً" آدھے گھنٹے قبل------" میڈلن نے جواب دیا۔

"بارکن کہاں ہے؟"

"وہ لیٹا ہوا ہے' زخمی ہے۔"

"اور تم------؟"

"میری حالت بھی ٹھیک نہیں ہے جناب!"

"تب پھر آج تم آرام کرو میڈلن! کل کسی وقت میں تم سے ملاقات کروں گا۔" میں نے جواب دیا اور فون بند کر دیا۔

ہر امکان کو مدنظر رکھنا تھا۔ میڈلن سے میں اسی وقت ملاقات کرنا چاہتا تھا لیکن اسے اپنے آنے کی اطلاع دینا حماقت تھی۔ ممکن ہے ہوریشو کے آدمی اس کے فلیٹ کے گرد پھیلے ہوں۔ ممکن ہے انہوں نے میڈلن وغیرہ کا تعاقب کیا ہو۔ ممکن ہے ان کا فون ٹیپ کر لیا گیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے میڈلن کو مار مار کر یا دھمکی دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا ہو کہ وہ انہیں ہمارے بارے میں اطلاع دے۔ اس لیے بہتر لگا ہے کہ میں انہیں دھوکے میں رکھ کر ہی وہاں پہنچوں۔

میں ہراتا کے نزدیک پہنچ گیا۔ ہراتا میری طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

"میڈلن سے بات ہوئی تھی۔"

"آ گیا------؟" ہراتا چونک کر بولا۔

"ہاں۔"

"خیریت ہے؟"

"شاید نہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اوہ۔ کیسے اندازہ ہوا؟"

"دونوں زخمی ہیں۔ آواز سے معلوم ہو رہا تھا۔ میرا خیال ہے کہ ہوریشو نے ان کے ساتھ کافی برا سلوک کیا ہے۔"

"بڑا ہی غلط آدمی نکلا یہ شخص اور تم اس کی اس قدر تعریفیں کر رہے تھے چیف-----" ہراتا نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔

"میں آج بھی یہی بات کہہ رہا ہوں ہراتا کہ آدمی برا نہیں تھا' کم از کم دلیر تھا اور پروقار بھی----- لیکن مجھے افسوس ہے کہ اس کی ذہنی سطح کافی گر گئی ہے اور اس کی وجہ یہ ہی ہو سکتی ہے کہ اسے پے در پے ناکامیوں کا شکار رہنا پڑا ہے۔ بہرحال میں ایک بار پھر وہی کہوں گا کہ اس نے ہمارے ساتھ سلوک کر کے بہتر ہی کیا ہے۔ اگر وہ ہمارا دوست بن جاتا تو مجھے بڑی کوفت ہوتی اور اب میں اس کی ذہنیت کو ذہن میں رکھوں گا۔ وہ ایک مکار لومڑی کی مانند ہو گیا ہے۔ حالانکہ اس سے قبل وہ صرف ایک نڈر پر تھا۔ جو سامنے آکر ہی حملہ کرنا پسند کرتا ہے اور مدمقابل کو چوٹ دیتا ہے۔ لیکن ہراتا اب یہ بات ذہن میں رکھنا ہو گی کہ اب اگر کبھی ہم اس کے سامنے آگئے تو وہ چھپ کر ہمیں گولی مارنے پر اکتفا کرے گا اور ہمارے سامنے آنا پسند نہ کرے گا۔" میں نے کہا۔

"ٹھیک ہے چیف اب اس بات کو بھی ذہن میں رکھیں گے۔"

"آؤ میڈلن کے پاس چلتے ہیں۔"

"میڈلن کے پاس؟-----"

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔

"مگر چیف میرا خیال ہے کہ ٹیلی فون پر تو تم نے کہا تھا کہ ہم کل۔" اور میں نے گردن ہلا دی-----

"ہاں ہراتا یہ میں نے جان بوجھ کر کہا تھا----- اس کی وجہ یہ ہے کہ میڈلن کی نگرانی کی جا رہی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ میڈلن کو کسی طرح اس بات پر آمادہ کر لیا گیا ہو کہ وہ ہماری آمد پر اطلاع کر دے۔ ایسی صورت میں اگر وہ لوگ ہماری تاک میں ہیں تو کل ہی کا انتظار کریں گے اور ہم اس کے برعکس میڈلن سے آج ہی مل لیں گے۔ معلوم تو کیا جائے کہ ہوریشو نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔"

"ٹھیک ہے چیف۔" ہراتا نے جواب دیا۔

"وہی سب کچھ کرنا ہو گا ہراتا جو اس سے قبل کرتے رہے ہیں۔"

"یعنی؟" ہراتا نے پوچھا۔

"تم باہر کا ماحول چیک کرو گے اِدھر اُدھر دیکھو گے اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرو گے کہ قرب و جوار میں کوئی موجود تو نہیں ہے۔ یعنی کوئی ایسا شخص جو فلیٹ کی نگرانی کر رہا ہو۔ اس کے علاوہ عقبی حصے بھی چیک کیا جائے گا۔"

"ٹھیک ہے چیف۔ تم بے فکر رہو۔ باہر کی نگرانی میں کروں گا اور اگر دو چار ہوئے تو میں انہیں ٹھیک ٹھاک کر لوں گا۔" ہراتا نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم ایک ٹیکسی میں بیٹھے ہوئے میڈلن کے فلیٹ کی جانب جا رہے تھے اور

میڈلن کے فلیٹ سے کافی آگے میں نے ٹیکسی رکوائی----- ہم دونوں ٹیکسی سے نیچے اتر آئے تھے۔ ٹیکسی ڈرائیور کو بل دیا اور آگے چل پڑے۔

نیچے اترنے کے بعد میں نے ہراتا کو آگے روانہ کر دیا اور خود ایک لمبا چکر لے کر اس عمارت کے عقبی حصے کی جانب جانے لگا۔ جہاں میڈلن کا فلیٹ تھا۔

ہراتا میڈلن کے فلیٹ کے سامنے پہنچ چکا تھا۔ میں نے بھی دور سے دیکھا۔ قرب و جوار کے علاقے میں کوئی ایسا شخص نظر نہیں آ رہا تھا۔ جس پر شبہ کیا جا سکتا کہ وہ فلیٹ کی نگرانی کر رہا ہے۔ دور دور تک خاموشی اور سناٹے کا راج تھا۔ اکا دکا گاڑیاں گزر رہی تھیں' البتہ میں نے یہ بات ذہن میں رکھی تھی کہ میڈلن کے فلیٹ میں اس کا بھی کوئی یعنی ہوریشو کا کوئی آدمی موجود ہے اور میڈلن وغیرہ کو اس نے نگاہوں میں رکھا ہو۔

میڈلن کے فلیٹ کے سامنے سے میں ایک اجنبی شخص کی طرح گزر گیا۔ ہراتا مجھ سے تھوڑے فاصلے پر ایک جگہ کھڑا ہوا تھا۔ میں فلیٹ کے عقب میں پہنچ گیا۔ سامنے سے میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ فلیٹ میں اوپر جانے کا راستہ عقب سے بھی ہو سکتا ہے اور یہ درست ہی تھا۔ ایک چھوٹا سا دروازہ جس میں اوپر جانے کے لئے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں موجود تھا۔ اور اب مجھے اسی دروازے سے جا کر اپنا کام دکھانا تھا-----

میں نے اس پتلے سے دروازے کو دیکھا اور پھر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ چند ساعت بعد میں میڈلن کے دروازے کے عقب میں تھا۔

میں یہاں رک گیا اور تھوڑی دیر تک اندر کی آوازیں سنتا رہا لیکن کوئی خاص آواز نہیں آئی تھی۔ پھر میں نے داخلے کے لیے باتھ روم کے روشندان کا انتخاب کیا۔ گو اس راستے سے داخل ہونا خاصا مشکل کام تھا لیکن پھر بھی اس وقت احتیاط کو تو ذہن میں رکھنا ہی تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں باتھ روم میں تھا----- اور پھر باتھ روم سے نکلنا مشکل نہ تھا۔ پستول میرے پاس تھا۔ جسے میں ہاتھ میں لئے ایک ایک کمرے میں جھانکتا پھر رہا تھا۔ پھر ایک کمرے میں مجھے میڈلن اور بارکن نظر آئے----- دونوں ایک ہی بیڈ پر لیٹے ہوئے تھے۔ قرب و جوار میں کوئی موجود نہیں تھا' گویا کسی کی موجودگی کا کوئی امکان نہیں تھا----- پھر میں نے خوابگاہ کے دروازے پر آہستہ سے دستک دی-----

"آجاؤ-----" شاید وہ کسی کا انتظار کر رہے تھے میں اندر داخل ہو گیا اور مجھے دیکھ کر وہ دونوں چونک پڑے-----

"تم----- تم-----"

"ہاں میڈلن میں تمہارا دوست!" میں نے جواب دیا۔

"اوہ----- لیکن تم----- میرا مقصد ہے کہ تم نے تو کل آنے کے لئے کہا تھا۔"

"ہاں----- میں نے سوچا کہ اس وقت تمہاری خبر لے لی جائے لیکن تم کس کے منتظر تھے میڈلن-----؟"

"میں نے ڈاکٹر کو ٹیلیفون کیا ہے بارکن کی طبیعت خاصی گڑبڑ ہے۔" میڈلن نے تشویشناک نظروں سے اپنے قریب لیٹے ہوئے بارکن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نے پلٹ کر کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ اور پھر بارکن کے قریب پہنچ گیا۔ دونوں کے جسموں پر تشدد کے نشانات نظر آ رہے تھے۔ ان کے میک اپ اترے ہوئے تھے اور وہ اپنی اصلی شکل میں موجود تھے۔ بارکن کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"مجھے خطرہ ہے کہ اس کا دماغی توازن خراب نہ ہو جائے۔ اس کے سر میں گہری چوٹ آئی ہے" میڈلن نے پریشان لہجہ میں جواب دیا۔

"اگر تم چاہو تو میں اسے ہسپتال میں لے جاؤں۔"

"نہیں جناب۔ ہم جیسے لوگوں کا ہسپتال جانا درست نہیں ہو تا ڈاکٹر روجر آنے ہی والا ہو گا۔ وہ ہمارا علاج کرتا ہے۔"

"تمہارا خاص ڈاکٹر ہے؟"

"ہاں۔ ہم جیسے لوگوں کا خاص ڈاکٹر ---- جو پولیس کو یہ بتانا پسند نہیں کرتا کہ کیسے زخمی ہوئے؟" میڈلن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خود تمہاری کیا کیفیت ہے میڈلن؟"

"بس ٹھیک ہوں۔ کوئی گہری چوٹ نہیں لگی۔" میڈلن نے کہا۔

"کیا تم میرے سوالات کا جواب دو گے؟"

"کیوں نہیں۔"

"تب پھر بتاؤ تمہارے ساتھ کیا گزری؟"

"مکار لوگوں نے بڑے تپاک سے ہمارا استقبال کیا اور اس کالے شیطان نے ہمارے ساتھ بیٹھ کر چائے پی۔ اس نے شکریہ ادا کیا کہ ایک بدترین دشمن ہو کر ہم نے بہترین دوستی کا ثبوت دیا ---- چائے کے دوران وہ بڑی پر خلوص گفتگو کرتا رہا۔ اس نے پوچھا کہ اب ہمارا پروگرام کیا ہے۔ یہاں میں نے چالاکی سے اسے جواب دیا کہ پروگرام بتانا ضروری تو نہیں ---- اور اس نے بھی بڑے خلوص سے گردن ہلا دی ---- بس اس کے بعد وہ پلٹ گیا۔"

"کیا مطلب؟"

"پر خلوص گفتگو کرتے کرتے اس نے سوال کیا۔ "مسٹر نواز! جو کچھ آپ نے کیا اس کے جواب میں میں بھی بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن کیا کسی ایسے دشمن کو جو اچانک ہاتھ آ جائے۔ چھوڑ دینا حماقت نہیں ہو گی؟"

"کیا مطلب؟" میں نے کہا۔

"افسوس مسٹر نواز ---- میں نے دراصل اپنا محاسبہ کیا ہے اپنی کارکردگی کا جائزہ لیا اور سوچا میں پچھلے کچھ عرصے سے مار کیوں کھا رہا ہوں۔ مجھے یہ شدید نقصانات کیوں برداشت کرنے پڑے ہیں مجھے ایک ہی اندازہ ہوا ہے ---- اور وہ یہ کہ ---- میں بلند ظرفی کے چکر میں مارا جاتا ہوں۔ میں اپنے دشمن کے ساتھ ایک شہنشاہ کی مانند سلوک کرتا ہوں اور شاید میرا یہی طریق کار مجھے نقصان پہنچاتا ہے ---- مسٹر نواز ---- آج سے میں اپنے اس طریق کار کو تبدیل کر رہا ہوں اور مجھے افسوس ہے ---- اس نے دروازے کی جانب دیکھا ---- اور میری نگاہیں بھی اسی سمت اٹھ گئیں۔

چار آدمی اسٹین گنیں لے کر کھڑے تھے پھر انہوں نے ہماری تلاشی لی اور اس کے بعد مطمئن ہو گئے۔

"تو مسٹر نواز!" ہوریشو نے کہا۔ اس کے ساتھی اسے مسٹر ہوریشو کہہ کر ہی پکار رہے تھے۔ "اب آپ میرے چنگل میں آ پھنسے ہیں اور بہتر یہی ہے کہ میں آپ کے سارے حسابات بیباق کر دوں۔" ---- اتنا کہہ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ گیا اور پھر اس نے اسٹین گن والوں کو اشارہ کیا اور انہوں نے گنیں تان لیں ---- تب میں اور بارکن جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے ---- "نہیں جناب!" میں نے اسے مخاطب کیا۔ "ہم وہ نہیں ہیں جو نظر آ رہے ہیں۔ ہم تو کرائے کے آدمی ہیں۔" اور وہ چونک پڑا۔ بڑا خوفناک چہرہ تھا اس کا ---- وہ ہمارے قریب پہنچ گیا۔ سارا اخلاق ختم ہو گیا تھا اس کا ---- اس نے ہمارے گریبان پکڑ کر کھڑا کیا۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟" وہ گرجا۔

"آپ یقین کریں جناب! ہم تو ان لوگوں کو جانتے بھی نہیں ہیں جنہوں نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اور پھر میں نے پوری تفصیل بتا دی اس کا چہرہ بھیانک سے بھیانک تر ہوتا جا رہا تھا۔ پھر اس نے ہمارے میک اپ اتروائے اور جونہی ہمارے اصلی چہرے سامنے آئے۔ وہ دیوانوں کی طرح ہم پر ٹوٹ پڑا۔ اس کے آدمی ہمیں گنوں سے کور کئے کھڑے تھے ورنہ ہم بھی اتنے بودے نہیں تھے کہ اس طرح پٹ جاتے۔ لیکن ہمیں پٹنا پڑا۔

اس نے ہمیں اتنا مارا کہ ہم بے ہوش ہو گئے۔ پھر جب ہمیں ہوش آیا تو ہم ایک کمرے میں بند تھے اور پھر رات بھر بھوکے پیاسے رہے۔ صبح کو ہم فٹ پاتھ پر پڑے ہوئے تھے۔ اس نے ہم سے کوئی تفصیل نہیں پوچھی۔"

"ہوں۔" میں نے ایک گہری سانس لی۔ میڈلن کے الفاظ میں مجھے جھوٹ نہیں مل سکا تھا۔ ہوریشو کی ذہنی کیفیت سے بھی میں آگاہ ہو گیا تھا ---- اس نے سمجھ لیا کہ میں نے ایک بار پھر نہایت چالاکی کے ساتھ اسے ایکسپوز کیا ہے۔ مایوسی کی وجہ سے اس نے ان لوگوں کو قابل اعتنا ہی نہیں سمجھا۔ اسے یقین ہو گیا ہو گا کہ ان کے ذریعہ میں ہاتھ نہیں آؤں گا اس لئے اس نے اپنی انرجی ضائع نہ کی ----

"سوری میڈلن ---- تمہارے ساتھ واقعی برا سلوک ہوا۔"

"آپ کا کوئی قصور نہیں ہے جناب! کیونکہ آپ نے ہمیں آگاہ کیا تھا۔"

"ہاں میں اس شخص کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔ لیکن میڈلن اب تمہارا معاوضہ دگنا ہو گیا ہے۔"

"کیا؟" میڈلن نے تعجب سے کہا۔

"ہاں۔ میں نے جیب سے دس دس ہزار ڈالر کی دو گڈیاں نکال کر اس کے سامنے ڈال دیں۔ "لو ڈالرز انعام اور معاوضہ دگنا۔ اگر ضرورت پڑی تو تمہیں پھر تکلیف دوں گا۔ تمہارا ڈاکٹر ابھی نہیں آیا اگر چاہو تو میں خود اسے تمہارے پاس بھیج دوں۔"

"میں ---- میں اسے دوبارہ فون ---- کر لوں گا جناب۔" میڈلن نے جواب دیا۔ بیس ہزار ڈالر نے اس کے حواس گم کر دیئے تھے۔

"تب مجھے اجازت دو۔" میں نے کہا اور پھر اسی عقبی راستے سے باہر نکل آیا۔ صورت حال میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ ہراتا کافی فاصلے پر موجود تھا۔ قرب و جوار میں اکا دکا آدمی نظر آ جاتے تھے بس۔ میں ہراتا کے پاس پہنچ گیا-----

"ہیلو چیف! سب خیریت ہے؟"

"ہاں تم سناؤ۔"

"ادھر بھی سب ٹھیک ہے۔ کوئی مشکوک شخصیت نہیں نظر آئی۔"

"آؤ۔" میں نے کہا اور ہراتا میرے ساتھ چل پڑا۔ راستے میں ہم دونوں نے پھر گفتگو شروع کر اور یہ گفتگو ہراتا نے ہی شروع کی۔

"بات ہوئی چیف؟"

"ہاں-----" میں نے کہا اور ہراتا کو پوری تفصیل بتا دی۔ ہراتا گردن ہلانے لگا۔ پھر میں ایک جگہ رکتے ہوئے کہا۔ "وہ سامنے ٹیلی فون بوتھ ہے ہراتا! میرا خیال ہے ہوریشو سے گفتگو کی جائے بدستور کچھ فاصلہ پر رکو۔"

"او کے۔ چیف!" ہراتا نے کہا اور میں ٹیلی فون بوتھ میں داخل ہو گیا۔ میں نے ہوریشو کے ڈائل کیئے اور ریسیور کان سے لگا لیا۔ چند ہی ساعت بعد رابطہ قائم ہو گیا اور میرے بولنے سے قبل ہوریشو بول پڑا-----

"نواز اصغر-----؟"

"وہ تو گویا آج کل میں تمہارے حواس پر چھایا رہتا ہوں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں" ہاں کیوں نہیں----- کیوں نہیں۔ ظاہر ہے تم جیسے شخص کے بارے میں ہر وقت سو رہنے سے صحت درست رہتی ہے۔"

"لیکن ہوریشو! مجھے تعجب ہے تم اپنے معیار سے گر کیسے گئے ہو؟"

"گر انہیں گرایا گیا ہوں دوست! گرا دیا گیا ہوں۔ صورت حال یہ ہے کہ اب مجھے خود پر بھی ا نہیں رہ گیا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ جس کی دشمنی تم جیسے شخص سے ہو اسے لومڑی بن کر ہی کام چلانا پڑے گا۔ شیر کر اسے ہمیشہ پیچھے ہی ہٹنا پڑے گا۔ جب کہ شیر پیچھے نہیں ہٹتے۔"

"تم اعتراف کر رہے ہو اس چیز کا ہوریشو۔" میں نے متعجبانہ انداز میں پوچھا-----

"ہاں کیوں نہیں راجہ نواز اصغر----- صورتحال جو کچھ رہی ہے اس کو مد نگاہ رکھتے ہوئے اعتراف کرنا ہی پڑتا ہے اور اگر میں اعتراف نہ کروں تب بھی حقیقت بدل تو نہیں سکتی۔"

"بہت خوب میرے دوست بہت خوب----- کم از کم تمہاری باتوں سے میں نے ایک انداز لگا لیا ہے۔"

"وہ کیا نواز۔؟"

"تم کافی حقیقت پسند ہو گئے ہو۔"

"ہاں۔ میں اس حقیقت کو ماننے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا نواز' میں نے محسوس کیا ہے ک

بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ہو میں مکلینو کی ماتحتی میں کام کرتا تھا جانتے ہو کیوں----- صرف اس لئے کہ مکلینو ذہنی طور پر مجھ سے برتر نہیں تھا----- بلاشبہ اس کا گروہ بہت بڑا تھا۔ اس کی کارکردگی بڑی اعلیٰ تھی۔ وہ اتنا مضبوط تھا کہ اسے کسی جگہ جھکانا ممکن نہیں تھا----- لیکن مکلینو کے گروہ میں میری جو حیثیت تھی اس کا اندازہ تم یوں کرو کہ مکلینو میرا باس ہونے کے باوجود میرا ماتحت تھا۔ حالات میں ردبدل کرنا میرے ہاتھ میں تھا اور جس وقت مکلینو نے مجھ سے بغاوت کی اور مجھے یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ میں اس کا ملازم ہوں میں نے اسے آسمان سے اٹھا کر زمین پر پھینک دیا۔ لیکن راجہ نواز اصغر تمہارے ساتھ صورتحال دوسری رہی۔ میں کوشش کے باوجود تمہیں نہیں پڑھ سکا۔ میں نے بار بار تمہیں حاصل کیا اور کھو دیا----- مجھے تعجب ہے کہ تم اس مٹی سے کیسے بچ گئے۔ جو میں نے تمہارے اوپر ڈلوا کر تمہاری قبر بنوا دی تھی۔ یہ کسی معمولی آدمی کا کام نہیں تھا----- ایسی صورتیں' میں اگر تسلیم کروں کہ راجہ اصغر نواز مجھ سے جسمانی طور پر اور ذہنی طور پر طاقتور ہے تو اس کے بعد میرے لئے دو ہی صورتیں رہ جاتی ہیں' ایک تو یہ کہ میں وہ لائن چھوڑ کر راجہ نواز اصغر کو موقع دوں کہ وہ ماحول پر اور وقت پر برتری حاصل کرے-----

لیکن اگر میں راجہ نواز اصغر کو برتری نہ دینا چاہوں تو ایسی صورت میں وقت پر برتری حاصل کرنے کے لئے مجھے راجہ نواز اصغر کو مکاری سے ختم کرنا ہو گا۔ ہاں میری ایک خوبی یہ ہے۔ راجہ نواز اصغر----- کہ میں نے جیسے حالات دیکھے ہیں خود کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔ میں اقتدار ضرور پسند کرتا ہوں اور تم جانتے ہو کہ میں ایک ایسے طبقے کا روحانی پیشوا ہوں جو کہ ایک اشارے پر زمین و آسمان کو تہہ و بالا کر سکتا ہے۔ لیکن میں ان کی موت نہیں چاہتا۔ سو ان حالات میں تم نے مجھ پر احسان کیا----- تمہیں دوستی کی پیش کش کرتے ہوئے میں مخلص تھا لیکن جب تمہارے ہم شکل میرے سامنے آئے تو میری نیت بدل گئی۔ لیکن میرے دوست تم پھر مجھے چوٹ دے گئے۔"

"خوب۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا----- "تو ڈیئر ہوریشو ان لوگوں سے تم نے کوئی فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی جنہیں میں نے بھیجا تھا؟"

"اوہ----- میں جانتا ہوں تم کچے کھیل نہیں کھیلتے----- ان کی یہ حیثیت ہی نہ ہو گی کہ تم ان کی نگاہوں میں آ سکتے یا ان کے ذریعے تم تک پہنچا جا سکتا----- اس لئے میں نے انہیں چھوڑنے کے بعد ان پر توجہ بھی نہ دی۔ میں جانتا تھا کہ وہ تم سے رابطہ قائم کرنے کے بعد صورت حال کی اطلاع تمہیں ضرور دیں گے اور میں یہ بھی جانتا تھا کہ اس صورتحال کی اطلاع دینے کے لئے بھی تم نے ایسے ذرائع اختیار کیے ہوں گے جن کے تحت میں تم تک نہ پہنچ سکوں اور ایسی صورت میں ڈیئر نواز میں بلاوجہ وقت ضائع کرنا پسند نہیں کرتا----- ہاں میں نے تمہارے لئے کچھ دوسرے انتظامات کیے ہیں۔"

"بہت خوب----- بہت خوب----- تو ہوریشو ہیرے واپس کرنے کے بعد میرے ذہن میں یہ خیال تھا کہ ممکن ہے تم اس بات سے متاثر ہو کر میرے ساتھ شامل ہونے کی کوشش کرو اور اس وقت میری دلی خواہش یہ تھی کہ میں اپنے گروہ میں تمہیں ضم کر لوں لیکن تم جیسے چالاک بلکہ مکار آدمی کی نیت پر بھروسہ کرنا دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہے چنانچہ نہ تو مجھے ان ہیروں کے ضائع ہونے کا افسوس ہے نہ تمہاری حرکتوں کا۔ ہاں یہ بات اب پایہ تکمیل کو پہنچ گئی ہے کہ ہم دونوں دشمن ہیں اور دشمن ہی رہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گے۔"

"یقیناً ــــــ یقیناً ــــــ" ہوریشو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

چنانچہ میرے دوست اب جو بھی کاروائی ہو گی اس میں اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ ہم لاز
باظرف دشمن نہیں ہیں"

"کیا مطلب؟"

"ہماری اس جنگ میں ہر قسم کے داؤ پیچ استعمال ہوں گے۔"

"ہاں۔ یہی ہو گا۔ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میں نے خصوصی طور پر تمہارے لئے کچھ انتظا
کیے ہیں۔" ہوریشو نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن میں نے ان کے بارے میں تم سے کوئی سوال اس لئے نہیں کیا کہ تم بتاؤ گے نہ
اب تم بزدل ہو چکے ہو۔"

اب اتنا بھی بزدل نہیں ہوا۔ اگر تم مجھ سے پوچھو گے تو میں تمہیں اس بارے میں ضرور بتا
گا۔" ہوریشو نے جواب دیا۔

"تب پھر بتاؤ تم نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے۔"

"اس وقت میرے پاس ایک وڈیو فون ہے۔ یہ وڈیو فون شہر کے تمام ٹیلی فون کال بوتھ سے م
ہے اور میں نے اس پر نمبر سیٹ کیے ہوئے ہیں۔ یعنی جس کال بوتھ سے فون کیا جائے گا اس کا نمبر وڈ
سے پتہ چل جائے گا اور ان تمام فون بوتھ پر میرے آدمی تعینات ہیں۔ وہ سب جدید ترین ہتھیاروں
لیس ہیں اور ان کے پاس۔"

میں نے چونک کر باہر دیکھا ــــــ چار آدمی جن کے پاس اسٹین گنیں موجود تھیں' وہ بوتھ
ساتھ کھڑے تھے ــــــ

"خوب ــــــ تمہارے آدمی پہنچ چکے ہیں ہوریشو ــــــ اور تمہارے اس پہلے کھیل کو
ناکام بنانے جا رہا ہوں ــــــ میں نے فون ڈسکنکٹ کر دیا۔ لیکن ریسیور اسی طرح کان سے لگائے ر
میرا ایک ہاتھ غیر محسوس انداز میں بوتھ کے دروازے کی جانب بڑھ رہا تھا اور بوتھ کے ہینڈل کو مں
مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔ دوسری طرف میں نے دیکھا کہ ہراتا بھی اسی طرف آ رہا تھا۔ اس نے اپنی چال
لنگڑاپن پیدا کر لیا تھا اور یہ ایک بہترین چال تھی ــــــ

جوں ہی ہراتا بوتھ کے نزدیک پہنچا میں نے پوری قوت سے بوتھ کا دروازہ کھول دیا۔ دونوں
گن بردار بری طرح اچھلے اور میں باہر نکل گیا۔ دوسری طرف ہراتا دونوں کی گردنیں پکڑ کر الٹ گیا تھا
دونوں منہ کے بل نیچے گرے۔

میں نے خود بھی اپنے دونوں شکاروں کی کلائیوں پر جوتے کی ایڑیاں ماریں اور اسٹین گنی
دونوں کے ہاتھوں سے گر پڑیں۔ ہراتا عجیب تماشا دکھا رہا تھا۔ اس نے اپنے دونوں شکاروں کو پیر
لپیٹ لیا تھا اور سڑک پر لڑھکیاں کھا رہا تھا۔ اس کے شکاروں کے ہاتھوں سے بھی اسٹین گنیں نکل گ
اور ان کے منہ بری طرح زمین سے رگڑ رہے تھے۔

دن کا وقت تھا ذرا سی دیر میں وہاں بے شمار لوگ جمع ہو گئے اور پھر پولیس بھی پہنچ گئی۔ لیکن

پولیس نہیں تھی ــــــ انہوں نے ان چاروں کو اور ہمیں پکڑ لیا۔ اور پھر سائرن کی آواز سنائی دی۔ ایک
پولیس کار پہنچ گئی تھی۔

اسٹین گنیں دیکھ کر پولیس افسران کی آنکھیں تعجب سے پھیل گئیں۔ تب میں نے ایک پولیس افسر
کو اشارہ کیا وہ میرے نزدیک آ گیا ــــــ

"کوڈ تھری تھری تھری۔" میں آہستہ سے بولا۔

"جی۔" افسر تعجب سے بو...

"میں اور میرا ساتھی۔" میں نے ہراتا کی طرف اشارہ کیا۔ "تم یہاں سے ہمیں اسی طرح لے چلو۔
لیکن راستے میں اتار دینا۔ ہمیں کام ہے۔"

"میں سمجھا نہیں جناب!" افسر نے کہا۔

"گاڑی میں وائرلیس ہے؟" میں نے غرائے لہجہ میں کہا۔

"جی۔" افسر نے جواب دیا۔

"تب وزیر داخلہ سے بات کرو۔ میرا خیال تھا کہ سرکلر ہر پولیس آفسر تک پہنچ گیا ہو گا۔"

میں اب بھی نہیں سمجھا جناب۔"

"بے وقوف شخص ٹرپل تھری خفیہ نمبر ہے ان لوگوں کا جو ائرپورٹ کے ہنگامہ کے لئے کام کر رہے
ہیں اور وزارت داخلہ ان کو براہ راست گائیڈ کر رہی ہے۔"

"اوہ! ہوریشو کے کیس میں؟"

"ہاں' اور یہ چاروں ہوریشو کے آدمی ہیں۔ اس کے علاوہ ایک پتہ نوٹ کرو۔" پولیس افسر نے
جلدی سے ڈائری نکال لی۔

"جس قدر جلد ہو سکے اس پتہ پر چھاپہ مارو۔ لیکن اچھی نفری کے ساتھ وہاں جو بھی ملے گرفتار کر
لو۔ دیر کی تو خود ذمہ دار ہو گے"

"آپ فکر نہ کریں جناب۔" پولیس افسر نے کہا اور میرا بتایا ہوا پتہ نوٹ کر لیا ــــــ

چاروں آدمیوں کو پولیس کار میں بٹھا لیا گیا۔ ہم بھی بیٹھ گئے تھے اور تھوڑی دور چل کر ہمیں اتار
دیا گیا۔ میں پولیس افسر کو متاثر کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ہراتا حیران رہ گیا۔ ہم لوگوں نے تھوڑی دور چل کر ایک ٹیکسی پکڑ لی اور ایک بار پھر ہم اپنے ہوٹل
میں تھے۔

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا چیف۔" ہراتا گردن جھٹکتے ہوئے بولا۔

"یار تو شاندار آدمی ہے۔ پوچھ کیا پوچھ رہا ہے۔" میں نے ترنگ میں آ کر کہا۔

"پولیس نے تعاون کیوں کیا؟"

"ابھی اور کرے گی۔"

"لیکن آخر کس طرح۔؟"

"میں نے منتر پھونک دیا ہے اس کے کانوں میں۔ بس ایک کام بن جائے اس کے بعد میں پوچھوں
گا ہوریشو سے۔" میں نے کہا۔

اور ہراتا عجیب نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔

اور پھر دوسرے دن کے اخبارات دیکھ کر میری روح انبساط سے جھوم اٹھی۔ پولیس کا شاندار کارنامہ منظر عام پر آیا تھا اور اس سلسلہ میں پولیس افسر گلفورڈ کا نام خاص طور پر لیا گیا تھا ـــــ

انسپکٹر گلفورڈ نے ایک مکان پر چھاپہ مارا تھا۔ اس نے تین آدمیوں کو ہلاک کیا۔ پولیس سے باقاعدہ مقابلہ ہوا تھا۔ تفصیل یوں لکھی ہوئی تھی ـــــ

"کل دن کے وقت انسپکٹر گلفورڈ نے ایک ٹیلیفون بوتھ کے نزدیک سے چار اسٹین گن بردار لوگوں کو گرفتار کیا اور اس کے تھوڑی دیر بعد ہی اس نے ایک مکان پر چھاپہ مارا ـــــ جہاں پولیس سے زبردست مقابلہ کیا گیا۔ یہ بات یقین کو پہنچ گئی کہ اس مکان میں خطرناک اسمگلر ہوریشو موجود ہے۔ مکان سے ہیروں کا وہ عظیم ذخیرہ برآمد کر لیا گیا جو ائیرپورٹ پر کسٹم کے کئی افراد کو ہلاک کرنے کے بعد اڑا لیا گیا تھا اور جسے ہالینڈ سے اسمگل کر کے لایا گیا تھا ـــــ مقابلے میں تین افراد ہلاک ہوئے اور باقی فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن عمارت سے پولیس کو اور بہت کچھ ملا ہے اور اس سلسلہ میں ایک بھرپور کاروائی کا دروازہ کھل گیا ہے۔"

ہراتا بھی اس خبر سے بہت خوش ہوا تھا۔ "اب یہ کہہ کر تو الفاظ کو ضائع ہی کرنا ہو گا چیف کہ تم بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے سوچتے ہو۔ مجھے خوشی ہے کہ تم نے ہوریشو پر جو احسان کیا تھا اور اس کے جواب میں اس نے جو کچھ کیا تھا اس کی اسے بھرپور سزا مل گئی ہے۔"

"ہاں ہراتا ـــــ ابھی تو اور بھی بہت سے دلچسپ مرحلے ہیں ـــــ آؤ باہر چلیں۔" میں نے کہا اور ہم دونوں باہر نکل آئے۔ میں نے تھوڑے فاصلے پر پہنچ کر ایک پبلک کال بوتھ آفس سنبھال لیا اور پھر میں نے پہلے یو ایس گلفورڈ کے فون نمبر معلوم کیے پھر اسے فون کیا۔

"انسپکٹر گلفورڈ۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"تمہارا برادر بول رہا ہے۔"

"کون برادر؟"

"وہ جس نے کل تمہارے لئے کام کیا تھا اور جس نے چار آدمی تمہارے سپرد کیے تھے۔"

"اوہ! جناب آپ ـــــ آپ۔ خدا کی قسم اگر آپ مجھ تک آنا پسند کریں تو ـــــ میں آپ کی پوجا کروں ـــــ"

"ابھی نہیں ڈیئر ـــــ ویسے میں تمہیں یہ بتا دوں کہ میں نے ہی کسٹمز کو اس اسمگلنگ کی اطلاع دی تھی اور تمہاری انتظامیہ کو شدت سے میری تلاش ہے۔"

"اوہ ـــــ اوہ ـــــ لیکن آپ نے ـــــ ایک درخواست کروں۔"

"کہو۔"

"براہ کرم آپ مجھ سے تعاون کریں۔ آپ نے مجھے جو شہرت دلوائی اس کا بہت بہت شکریہ۔ میں جانتا ہوں کہ وزارت داخلہ نے ایسا کوئی محکمہ ترتیب نہیں دیا اس لئے میں آپ کا نام اخبارات سے گول کر گیا ـــــ لیکن ـــــ"

سنو گلفورڈ! میں تم سے تعاون کروں گا اور ہوریشو کے بارے میں ساری اطلاعات تمہیں دوں گا۔ میری طرف سے مبارکباد قبول کرو۔ اور مطمئن رہو ـــــ لیکن کم از کم تمہیں میرے ساتھ تعاون کرنا ہو گا ـــــ"

"دل و جان سے جناب۔" اس نے جواب دیا۔

"بس ٹھیک ہے۔ دراصل ہوریشو سے میری دشمنی چل رہی ہے اور میں اسے بالآخر بے نقاب کر دوں گا اور یہ تمہارے ذریعہ ہو گا۔"

"میں آپ سے مکمل تعاون کروں گا جناب!"

میں نے فون بند کر دیا اور باہر آ کر ہراتا کو اس بارے میں تفصیل بتانے لگا۔ ہراتا نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی اور پھر ہم دونوں وہاں سے آگے بڑھ گئے۔

"اور اب کیا پروگرام ہے چیف؟"

"بس ہراتا ـــــ ایک مرحلہ طے ہوا ـــــ ہوریشو اور اس کے اڈوں کو تلاش کرنا ہے۔ ابھی تو بہت سے دلچسپ کھیل باقی ہیں ـــــ"

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی چیف۔؟"

"کیا؟"

"ہوریشو اس مکان میں کیوں مقیم رہا۔ اسے وہاں سے نکل جانا چاہیے تھا۔"

"اس کی حد سے بڑھی ہوئی خود اعتمادی ہی سمجھو ہراتا ـــــ وہ اس کا شکار ہو گیا لیکن ابھی تو اسے قدم قدم پر شکار ہونا ہو گا۔" میں نے کہا اور ہراتا مسکرانے لگا۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان جب کسی دشت میں قدم رکھ دیتا ہے تو اس پر بہت سے راز منکشف ہوتے چلے جاتے ہیں۔ گلفورڈ کی دوستی میرے لیے کسی خاص اہمیت کی حامل نہیں تھی۔ بس میں اس کے ذریعے ہوریشو کا غرور توڑنا چاہتا تھا۔ اور میں نے اسے ایک بدترین نقصان پہنچایا تھا اس کے بعد میڈلین میرا آلہ کار بنا۔ میڈلین سے مجھے لاسکا کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں جو ہوریشو کی ملکیت تھا۔ چنانچہ ہم لاسکا کے مرکز پہنچ گئے اور یہاں ہم نے اپنے کام کا آغاز کیا' ہراتا ایک بہترین ساتھی تھی۔ اس نے گوریشا دریافت کی۔ اس کے معاملات اس کے ساتھ' لیکن اس نے گوریشا سے جو معلومات حاصل کیں ان کے تحت مجھے ہوریشو پر ایک اور کاری ضرب لگانے کا موقع مل گیا۔

ہراتا کے ذریعے گوریشا سے دوستی اور پھر گوریشا کے ذریعے میں ایک ایسی شخصیت تک پہنچا جسے میں نے پہچان لیا لیکن وہ شاید مجھے نہیں جان سکی تھی۔ اس وقت میں کار میں بیٹھ کر سست رفتاری سے ایک نہر کے کنارے کنارے سفر کر رہا تھا۔ یہ نہر آگے چل کر دو شاخے میں تبدیل ہو گئی تھی اور تھوڑی دور چلنے کے بعد اس کی کشادگی میں کمی پیدا ہو گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ جو سڑک چل رہی تھی۔ اب وہ ایک پگڈنڈی کی شکل میں نظر آ رہی تھی۔ عجیب سی جگہ تھی۔ ہم کچھ دیر تک سبز کنارے پر درختوں اور پھولوں دار کر پودوں کے درمیان آہستہ آہستہ سفر کرتے رہے۔ پھر ایک جگہ پہنچنے کے بعد گوریشا ایک طرف اشارہ کیا اور بولی۔

وہ عمارت ہے جہاں ہماری ملاقات بنی سے ہو سکتی ہے' لیکن بنی فوری طور پر ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرے گی اس بات کا خیال رکھنا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"دیکھتے ہیں۔" میں نے کہا اور اس کے بعد ہم دونوں آگے بڑھنے لگے۔ زیادہ سفر نہیں کیا تھا ہمیں دو آدمی نظر آئے جو آپس میں باتیں کرتے ہوئے اسی سمت آ رہے تھے۔ پھر ان کا رخ ہماری جانب ہو گیا۔ اور گوریشا رک گئی۔ اس نے کہا۔

"ان کے ارادے خطرناک معلوم ہوتے ہیں۔"

"دیکھتے ہیں۔" میں نے کہا۔ وہ ہمارے قریب پہنچ گئے اور ان میں سے ایک نے گوریشا کو دیکھ کر کہا۔

"ہیلو بنی ـــــ کیسے آنا ہوا' اور یہ بدھو کون ہے؟"

"افسوس تم مجھے پہچانے نہیں پیارے بھائی۔"

"تو اپنے بارے میں بتاؤ نا؟"

"بتادوں ـــــ؟" میں نے گوریشا سے کہا۔

"بتانا ہی پڑے گا۔" گوریشا معنی خیز لہجے میں بولی۔

اس وقت ان میں سے ایک نے اچانک اس طرح لات گھمائی جیسے مجھے ایک ہی ضرب میں پھینک دے گا۔ لیکن میں نے ہلکی سی جھکائی لے کر اس کی دوسری ٹانگ بھی زمین سے اٹھا دی اور وہ بری طرح نیچے گر پڑا اسی وقت دوسرے آدمی نے اس صورت حال میں مداخلت کی اور مجھ پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن میں اس کے سامنے لیٹ گیا۔ پہلا آدمی جو گرنے کے بعد پھرتی سے اٹھا تھا اس کے زد میں آ گیا۔ دونوں کے حلق سے کریہہ آوازیں نکل گئیں۔ ان کے چہرے آپس میں ٹکرا گئے اور ایک کی ناک کے نتھنوں سے خون بہہ نکلا۔ پھر دونوں ہی غصے سے دیوانے ہو گئے ان میں سے ایک نے لمبا چاقو کھول لیا تھا۔

"ہٹ جا میرے سامنے سے۔" چاقو والے نے غرائے ہوئے لہجے میں اپنے ساتھی سے کہا۔ لیکن میں اس کا موقع نہیں دے سکتا تھا کہ وہ اطمینان سے جنگ کر سکے۔ میں زمین پر بیٹھا اور دوسرے لمحے سوئیپ لگا کر میں نے ان میں سے ایک شخص کو لپیٹ لیا جو دوسرے کو موقع دے رہا تھا وہ اوندھے منہ گرا اور سنبھالا لینے کے لیے اس نے چاقو والے کو پکڑ لیا۔ وہی ہوا جس کا میں متوقع تھا۔ چاقو نے اس دوسرے شخص کی گردن کی شہہ رگ کاٹ دی۔ میرے لیے اتنا موقع کافی تھا۔ میں نے دوسرے آدمی کی بوکھلاہٹ سے فائدہ اٹھایا اور پوری قوت سے اس پر فلائنگ کک لگائی۔ میری یہ کوشش کارگر رہی۔ وہ اچھلا اور سر کے بل گرا۔ گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنائی دی تھی اور اس کے بعد کھیل ہی ختم ہو گیا۔ اب ہمارے سامنے دو لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور گوریشا کے چہرے پر ایک عجیب سا خوف تھا۔ اس نے ایک دم کہا۔

"اب میرا یہاں رکنا مناسب نہیں ہے۔ ذرا دیکھیں سامنے کوئی نہ کوئی موجود ہے۔" پھر گوریشا وہیں سے واپس پلٹ گئی اور میں بنی کی تلاش میں آگے بڑھ گیا کیونکہ بہرحال بنی کا اور میرا ساتھ رہ چکا تھا۔ لیکن جب میں اس عمارت میں داخل ہوا اور بنی میرے سامنے آئی تو میں حیرت سے چونک پڑا۔ بنی جیسی عورتیں احساس برتری کی مریضہ ہوتی ہیں۔ پہلے تو اس نے مجھے دیکھا اور جب اس نے مجھے پہچانا تو پھر عجیب جذبے پہلے بھی پروان چڑھے تھے لیکن میں نے اسے اس کی مہلت نہیں دی تھی۔ بنی نے میرا بہترین استقبال کیا۔ مجھ سے میرے بارے میں پوچھتی رہی۔ پھر اس نے اپنے بارے میں بتایا وہ کہنے لگی۔

"ہوریشو نے میری زندگی تلخ کر کے رکھ دی ہے' یہاں میں نے ٹھیکے پر ڈائیگر کے آٹھ اڈے حاصل کیے تھے لیکن لاسکا پر ہوریشو کا قبضہ ہے۔ اس نے سارا مال خرید لیا اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب میں ان آٹھ اڈوں کا خرچ کیسے اٹھاؤں۔"

"میں آ گیا ہوں بنی۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں' اب میں تمہاری پشت پر ہوں۔"

"آہ گر تم میری پشت پر ہو تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ میری زندگی کا خواب پورا ہو گیا لیکن ہم یہاں نہیں رکیں گے۔

ہم بنی کے ساتھ بنی کی پرائیویٹ کوٹھی میں آ گئے جس کے بارے میں اس نے مجھے بتایا کہ یہاں اسے بنی کی حیثیت سے کوئی نہیں جانتا۔ اس نے میری بہترین خاطر مدارت کی اور رات کو جب میں اپنی خواب گاہ میں لیٹ کر آنے والے وقت میں ہوریشو کے خلاف منصوبے بنا رہا تھا کہ بنی میری خواب گاہ میں آ گئی' میں نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تو وہ بولی۔

"اور تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں زندگی میں ہمیشہ اپنا مرد سمجھا ہے۔" میں میری ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

☆ ☆ ☆

بے شمار لڑکیوں نے مجھے اپنی زندگی کا پہلا مرد تصور کیا تھا اور ہر لڑکی کی یہی خواہش تھی کہ وہی میری زندگی کی آخری عورت ہو۔ پہلے مرد کی حد تک تو بات قابل تسلیم تھی لیکن جس شخص کو اپنی زندگی پر ہی اختیار نہ ہو وہ دوسرے سے کیا وعدہ کر سکتا ہے۔

ہر چند بنی ایک قابل اعتبار اور واقعی محبت کرنے والی لڑکی تھی لیکن قابل اعتماد اور محبت کرنے والی لڑکیاں تو بہت سی ملی تھیں۔ میرے لیے ان لڑکیوں نے اتنا کچھ کیا تھا کہ اگر کبھی ذہن میں ان کا خیال آ جاتا تھا تو میں یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا تھا کہ آخر میری نسل کیا ہے' میری جنس کیا ہے؟ انسان ہوں بھی یا نہیں؟ انسانوں جیسی کوئی بات تو تھی نہیں میرے اندر۔ جان دے دی تھی بے چاریوں نے' سب کچھ برباد کر لیا تھا اپنا۔ اور جواب میں میں نے کیا دیا تھا؟ دنیا کا انتقام میں دنیا سے ہی لے رہا تھا لیکن کبھی یہ انتقام پورا بھی ہو گا؟ بنی اپنی زندگی کے پہلے اور آخری مرد سے اپنی اناؤں اپنی حمیت کا ثبوت دیتی رہی اور میں سوچتا رہا کہ میں اس کے ساتھ کیا سلوک کروں۔

تب صبح ہو گئی۔ بنی بے حد پر سکون تھی۔ "انسان سب کچھ ہونے کے باوجود کتنی کمزور شے ہے ازار میں اپنے بارے میں سوچتی ہوں۔ وہ بالوں سے پانی جھٹکتے ہوئے بولی۔ نہا کر باتھ روم سے نکلی تھی اور بے حد حسین نظر آ رہی تھی۔

"کیا بنی؟"

"تم نے میری ابتدا دیکھی تھی۔ مکلینو نے سمجھایا تھا مجھے کہ میں ناقابل تسخیر ہوں کیونکہ میں مکلینو کی بیٹی ہوں اور میں خود کو ناقابل تسخیر سمجھتی تھی۔ ہوتا بھی وہی تھا جو میں چاہتی تھی۔ مجال ہے کہ کچھ طلب کروں اور وہ نہ ملے' مجال ہے کہ وہ ہو جائے جو میں نہ چاہوں۔ کوئی گردن ایسی نہ تھی جو میرے سامنے نہ جھکی ہو یوں سمجھ لو زندگی کو ایک انداز سے دیکھنے کی عادی ہو گئی تھی اور مجھ جیسے انسان کے سامنے ایک اجنبی شے آ جائے تو میری کیا کیفیت ہو سکتی تھی؟ تم اس بات کا تجزیہ کر سکتے ہو نواز!" اس نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اجنبی شے؟" میں نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"تم۔ میں تمہاری بات کر رہی ہوں۔ کیا تم اجنبی نہ تھے؟ وہ اجنبی جو میرے سامنے نہیں جھکا اور میری زندگی کا صرف آخر بن گئے۔

میں خاموشی سے اس کی صورت دیکھ رہا تھا۔ پھر میں نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "تم ایک ایسی انسان ہو بنی! کہ اگر کوئی تمہیں قریب سے دیکھ لے تو انسانوں کے ساتھ فریب کرنا چھوڑ دے۔ تمہیں دھوکہ دینا انسان کے لیے دنیا کا سب سے مشکل کام ہے۔"

"میں نہیں سمجھی؟"

"میں تمہیں دھوکا نہیں دوں گا بنی! کیونکہ تمہیں دھوکے میں رکھ کر میں کبھی اپنے آپ کو معاف نہیں کر سکوں گا۔ اپنی زندگی کے بارے میں تھوڑا بہت تمہیں بتا چکا ہوں۔ میرے حالات نے میری فطرت کی تشکیل اس طرح کی ہے کہ اگر میں تحریک میں نہ رہوں تو ختم ہو جاؤں۔ بنی! اگر میری موت کی خواہش مند ہو تو مجھے محدود کرنے کی کوشش کرنا۔"

"میں تو اپنی زندگی بھی تمہاری زندگی میں ضم کرنے کو تیار ہوں نواز! اور تم نے یہ کیوں سوچ لیا کہ میں تمہیں محدود کر دوں گی۔ دل کی آواز کسی کو سنانا تو بری بات نہیں ہے۔ میں جو کچھ محسوس کر رہی تھی سے کہہ دیا۔ ضروری ہے کہ تم میری پابند ہو جاؤ۔ میں قسم کھاتی ہوں کہ جب بھی ملو گے محسوس کروں گی میرا اپنا آیا ہے۔ تمہیں قید کرنے کی کوشش نہیں کروں گی وعدہ کرتی ہوں۔"

بنی کی آنکھوں سے آنسو چھلکنے لگے۔

"تم مجھے خود سے دور نہیں محسوس کرتیں بنی! چھوڑو ان باتوں کو' ناشتہ کراؤ بھوک لگ رہی ہے۔"

"ابھی لائی۔" بنی نے آنکھیں خشک کر کے کہا اور باہر نکل گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم ناشتہ کر رہے تھے۔

"ہوریشو کے قصے کو بنی! پایہ تکمیل تک پہنچائے بغیر سکون سے بیٹھنا میرے لیے ناممکن ہے۔ اس لیے بنی! میں تم سے کچھ اہم گفتگو کروں گا۔"

"کہو نواز!" بنی نے بڑے خلوص سے کہا۔

"تم نے جو حالات سنائے ہیں بنی! ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ تم زندگی خاصے مشکل حالات میں گزار رہی ہو۔ ہم جتنے قریب ہیں اس کے تحت تمہاری ہر مشکل میری ہے اور بنی! نواز اب دوسری الجھنوں پر قابو پا چکا ہے اس لیے اس کی موجودگی میں تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"ایک بات کہوں نواز؟" بنی نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"ضرور۔"

"مکلینو جو کچھ تھا' خدا کا شکر ہے تمہارے علم میں ہے۔ سب کچھ ختم ہو جانے کے بعد مکلینو اتنا گیا گزرا نہیں ہے کہ اسے زندہ رہنے کے لیے یہی سب کچھ کرنا پڑے۔ ہم انتہائی پر آسائش زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ مکلینو نے ایک بار دکھ بھرے انداز میں یہ بات کہی تھی کہ اب ہمیں خاموشی سے زندگی گزارنا چاہیے لیکن اس کے لہجے کا دکھ میں نے محسوس کیا تھا نواز! اور اس کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ خواہ کتنے ہی مشکل حالات سے واسطہ پڑے۔ مکلینو کی زندگی میں اس کے گروہ کا نام زندہ رہے گا۔ شاید یہ بات تمہارے علم میں ہو نواز کہ ہمارا گروہ بین الاقوامی ہے اور دنیا بھر میں ہمارے نمائندوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ مکلینو کی ہوریشو سے چل گئی۔ وہ لوگ صرف تماشائی ہیں اور یہ دیکھ رہے ہیں کہ کون بھاری پڑتا ہے۔ ان حالات میں نواز یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ میں اپنی ساری کوششوں کے باوجود ہوریشو سے ہلکی پڑ رہی ہوں۔ میرے کہنے کا مطلب ہے کہ یہ صرف نام کی جنگ ہے اور اگر تم ہماری مدد کرو گے تو۔۔۔تو۔۔۔" بنی کی آنکھیں پھر نمناک ہو گئیں۔

"مکلینو کا گروہ زندہ رہے گا بنی! تم فکر مت کرو۔ یہ بات میں بھی تمہیں بتا چکا ہوں کہ اسمگلنگ سے صرف ایک جذباتی رشتہ رکھتا ہوں ورنہ دولت میرے پاس بھی اتنی ہے کہ دس خاندان شاہی خاندانوں کی حیثیت سے پشت در پشت گزار سکتے ہیں۔ نام و نمود میرے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ بہرحال جب تک ذہن نے کوئی قلابازی نہیں کھائی۔ میں مکلینو کے گروہ کو زندہ رکھوں گا۔ رہی ہوریشو کی بات تو میں نے اس سے کہا تھا کہ میری زندگی اس پر عرصہ حیات تنگ کر دے گی۔"

بنی کی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں۔ کافی دیر تک وہ خاموش رہی پھر بولی۔ "میں ابھی مکلینو کو تمہارے بارے میں نہیں بتاؤں گی۔ ہم کوئی کارنامہ انجام دینے کے بعد ہی مکلینو کے سامنے آئیں گے۔"

"ٹھیک ہے' مجھے منظور ہے۔ اب ایک بات بتاؤ۔"

"جی۔"

"ڈائگر کس قسم کا آدمی ہے؟"

"بہت عمدہ انسان ہے۔ امیر بھی ہے ورنہ ہوریشو کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتا لیکن وہ اپنے طور پر زندہ رہنا چاہتا ہے۔"

"تمہارے ساتھ وفادار رہے؟"

"بے حد مخلص انسان ہے ورنہ اپنے اڈے میری تحویل میں نہ دے دیتا۔"

"میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"کل ملا دوں گی۔" بنی نے کہا۔

"ٹھیک ہے بنی! یہ گفتگو ختم اب تم بالکل مطمئن ہو جاؤ۔"

"تم مل گئے ہو نواز! اور میں کہہ چکی ہوں تم مجھے کچھ بھی سمجھو لیکن تم میرے مرد ہو' میرے سہارے ہو۔" اس نے میرے سینے پر سر رکھ دیا۔ اور میں نے اپنی عورت کو خود میں سمیٹ لیا۔ خوب تھی میری ملکیت اور میں اپنی سرزمین پر حکمرانی کرنے لگا۔

دوسرے دن صبح کو ناشتے کے بعد بنی نے میرے سامنے ڈائگر کو فون کیا۔ چند ساعت کے بعد اس سے رابطہ قائم ہو گیا۔ "مسٹر ڈائگر! مجھے آپ کی ضرورت ہے۔ ازراہ کرم آپ تکلیف کریں۔"

"میں حاضر ہو جاتا ہوں مس بنی!" ڈائگر نے جواب دیا اور تقریباً" پندرہ منٹ کے بعد ڈائگر آ گیا۔ اسے دیکھ کر خاصی حیرت ہوئی تھی انتہائی شاندار شخصیت کا مالک تھا۔ قد تقریباً" سات فٹ بدن بھی بھاری اور ورزشی تھا۔ تعجب خیز بات یہ تھی کہ چہرے اور آواز سے بے حد شریف آدمی معلوم ہوتا تھا۔ بنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے مجھ سے ملاقات کرائی تو اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ "بڑی خوشی ہوئی آپ سے ملاقات کر کے مسٹر برونو۔ فرمائیے مس بنی! میں مسٹر برونو کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟" میرے کہنے پر بنی نے میرا نام برونو بتایا تھا۔

"مسٹر ڈائگر! مسٹر برونو ہماری خوش نصیبی ہیں اور ہوریشو کی موت۔ انہیں ہوریشو دوسرے ناموں سے جانتا ہے لیکن میں آپ کو صرف اتنا حوالہ دوں گی مسٹر برونو ہی کی وجہ سے پچھلے دنوں ہوریشو کو نقصانات اٹھانا پڑے ہیں اور آج بھی پولیس ہوریشو کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔"

"اوہ' اوہ۔ کیا واقعی؟"

"اور مسٹر برونو ہمارے گہرے دوست ہیں۔ تم ابھی ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ڈائگر لیکن آگے جو کچھ ہوگا اس سے تمہیں بہت سے حیرت انگیز تجربے ہوں گے۔"

"ہوریشو کے خلاف مہم میں آپ پہلے سے شریک ہیں مسٹر ڈائگر! لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ مل کر کام کریں۔ میں آپ کے تعاون سے ہوریشو کی قبر کھودنا چاہتا ہوں۔"

"میری خوش نصیبی ہوگی مسٹر برونو! کہ آپ مجھ سے کوئی کام لیں۔"

"اور مجھے یقین ہے کہ آپ کو میری کوششوں سے اتفاق ہوگا؟"

"یقیناً۔ مس بنی نے جب یہ بات کہی ہے تو میرے اتفاق نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔" ڈائگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر طے۔ اور ہمیں آج ہی سے کام شروع کرنا ہے۔"

"میں تیار ہوں۔" ڈائگر نے آمادگی ظاہر کر دی اور میں گردن ہلانے لگا بنی نے اس دوران چائے وغیرہ کا بندوبست کر لیا تھا چنانچہ میں ڈائگر کے ساتھ ہی اٹھ گیا۔ "میں مسٹر ڈائگر کے ساتھ جا رہا ہوں بنی! کچھ کام ہیں' آپ میرے ساتھی کو بتا دیں کہ وہ اطمینان سے آرام کرے ممکن ہے مسٹر ڈائگر کے ساتھ ہی دوپہر کا کھانا کھاؤں۔"

"بہتر ہے۔" بنی نے جواب دیا اور میں ڈائگر کے ساتھ نکل آیا۔ ڈائگر بے حد خوش اخلاق آدمی تھا۔ راستے میں مجھ سے بہت سی باتیں کیں تب میں نے اس سے کہا۔

"آپ کا ٹھکانہ دیکھنا چاہتا ہوں مسٹر ڈائگر! جہاں آپ سے ہر وقت رابطہ قائم کیا جا سکے۔"

"ضرور۔ میں نے ایک ڈپارٹمنٹل اسٹور کھولا ہوا ہے جو میری پردہ پوشی کرتا ہے۔" ڈائگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ڈائگر کا اسٹور بہت خوبصورت تھا۔ اس کے خوبصورت ایئرکنڈیشنڈ آفس میں بیٹھ کر میں نے اس سے مزید گفتگو کی۔

"میں آپ کے اڈوں کو مال سپلائی کر سکتا ہوں مسٹر ڈائگر! اور فوری طور پر اس کے لیے بندوبست کر رہا ہوں۔ یہ بات میرے علم میں آ چکی ہے کہ ہوریشو آپ کے ہاتھ کوئی مال نہیں لگنے دیتا۔"

"ہاں درست ہے۔ ابھی تک تو ہم کام گھسیٹ رہے ہیں لیکن بہت جلد پھر اس صورت حال کا شکار ہو جائیں گے اور اس کے بعد ہمارے اڈے خود بخود بند ہو جائیں گے۔"

"ایسا نہیں ہوگا مسٹر ڈائگر میں آپ کے اس ٹھکانے کو اپنے کام کے لیے استعمال کروں گا۔ یہاں آپ کے اپنے آدمی بھی ہوں گے میرا مطلب ہے ایسے آدمی جو اس کام سے واقف ہوں؟"

"سب ہی راز دار ہیں اور ان کو دوہری تنخواہیں ملتی ہیں۔ فالتو کاموں میں بھی میں ندرت کا قائل ہوں۔"

"تب مجھے ایک کیبل دینا ہے' اس کا بندوبست کر دیں۔"

"ابھی لیں۔" ڈائگر نے کہا۔ اور پھر میں نے انتہائی محتاط الفاظ میں سردارے کو ایک کیبل دیا۔ یہ کیبل ہاؤس آف ٹوائز کے لیے تھا جس میں۔ کھلونوں کی بڑی کھیپ کا آرڈر تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ کام مکمل ہو گیا۔ میں نے ڈائگر کو ہدایت دے دی تھی کہ اسے اس سلسلے میں کیا کرنا ہے۔ مال وغیرہ کلیئر کرانے کی ذمے داری اس نے بخوبی سنبھال لی تھی۔

"ایک دوسرا کام بھی آپ کو کرنا ہے مسٹر ڈائگر! اور وہ بھی خاصی اہمیت رکھتا ہے۔"

"مسٹر برونو! آپ کھلے دل سے ہر خدمت میرے سپرد کریں۔ میں پوری طرح تیار ہوں۔ بات دراصل یہ ہے کہ میں تنہا ہوریشو سے نہیں نمٹ سکتا۔ کچھ عرصے قبل میں نے حالات سے مجبور ہو کر سوچا تھا کہ اڈے بند کر دوں لیکن مس بنی کے سہارے سے میں نے یہ کام دوبارہ شروع کر دیا اور اب میں ہر خطرہ مول لینے کے لیے تیار ہوں۔"

"ٹھیک ہے تب آپ دیکھتے رہیں کہ میں ہوریشو کا کیا حشر کرتا ہوں۔"

"فرمائیے' کیا کہہ رہے تھے آپ؟"

"ایک ایسی جگہ درکار ہے جہاں میں کسی اغوا شدہ آدمی کو چند روز رکھ سکوں۔ یہ ایک اہم شخص ہو گا اور اس کے لیے کافی لے دے ہو سکتی ہے۔ اس عمارت میں ٹیلی فون بھی ہونا چاہیے۔ لیکن ایسا جس کے نمبر قانونی طور پر رجسٹرڈ نہ ہوں۔ اس کے علاوہ وہ شخص رہا ہونے کے بعد اس عمارت کی نشاندہی نہ کر سکے۔"

"جی۔" ڈائگر کسی سوچ میں گم ہو گیا۔ پھر بولا۔ "آپ اسے بے ہوش کر کے لائیں گے؟"

"جیسا آپ کہیں۔"

"شہر سے باہر میرا بنگلہ موجود ہے۔ بے حد محفوظ ہے۔ میں اسے آپ لوگوں کی نگرانی میں دے سکتا ہوں۔ جسے آپ اغوا کر کے لائیں گے وہ ایک آدمی ہو گا۔؟"

"ہاں' صرف ایک۔"

"تب ٹھیک ہے میں بندوبست کر دوں گا اور فرمائیے؟"

"بس ڈائگر! آپ مجھے وہ بنگلہ دکھا دیں۔"

"آپ کو کچھ لوگوں کی ضرورت ہو گی؟" ڈائگر نے پوچھا۔

"اس اغوا کے سلسلے میں صرف آپ کی مسٹر ڈائگر! میں کسی دوسرے شخص پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ آپ کے علاوہ صرف میرا ایک ساتھی ہو گا۔"

"ٹھیک ہے میں تو حاضر ہوں۔ آپ پسند کریں تو ابھی چلیں۔ میں آپ کو وہ جگہ دکھا دوں۔"

"ہاں چلیے۔ یہ کام بھی ابھی کیے لیتے ہیں تاکہ فوری طور پر اپنا کام شروع کر دوں۔" میں نے کہا اور ڈائگر تیار ہو گیا۔ ایک بار پھر ہم دونوں کار میں سفر کر رہے تھے۔ جو پروگرام میں نے بنایا تھا' کافی خطرناک تھا لیکن اس کی کامیابی سے بہت سی امیدیں وابستہ تھیں۔ درحقیقت ہوریشو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں اتنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خطرناک ثابت ہوں گا۔

خاصا لمبا سفر کرنا پڑا تھا لیکن جگہ بہت عمدہ تھی۔ دور تک کوئی آبادی نہیں تھی اور میرے کام کے لیے عمدہ جگہ تھی۔ میں نے اسے پسند کیا۔

"یہاں کتنے آدمیوں کی ضرورت ہوگی مسٹر برونو؟"

"بس چار آدمی کافی ہوں گے۔ ان میں ایک لک بھی شامل ہو تو بہتر ہے لیکن آدمی ذہین اور عمدہ کارکردگی والے ہوں۔"

"آپ بالکل مطمئن رہیں۔" ڈائگر نے جواب دیا۔ اس کے بعد مجھے ڈائگر کی ضرورت نہیں تھی، چنانچہ ایک جگہ میں نے اسے رکنے کے لیے کہا اور ڈائگر نے کار روک دی۔

"جی؟"

"اب یہاں سے میں چلا جاؤں گا۔"

"اوہ، نہیں میں آپ کو چھوڑ دوں گا۔"

"ایک بات میرے ذہن میں اور رہے ڈائگر!"

"وہ کیا مسٹر برونو؟"

"ہوریشو آپ کو جانتا ہے۔ اسے معلوم ہوگا کہ آپ یہاں اس کے مدمقابل ہیں اور بہرحال ایک حیثیت رکھتے ہیں اس لیے کیا وہ آپ پر نگاہ نہ رکھتا ہوگا؟ میرا مطلب ہے آپ کی نقل و حرکت کے ذریعے ہم تک پہنچنے کی کوشش بھی کر سکتا ہے۔"

"اوہ" ڈائگر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "نہیں جناب! یہ ناممکن ہے۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ ڈائگر کا صرف نام چلتا ہے۔ خود اس کے ساتھی بھی اسے اصلی شکل میں نہیں پہچانتے اور بنی کی دوسری بات ہے۔"

"میک اپ" میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"میں اس کا سہارا بھی لیتا ہوں لیکن سارے کام فون سے ہی چلاتا ہوں۔ شاذ و نادر ہی کبھی کسی کے ساتھ جانا ہوتا ہے اور اس وقت میری اصلی شکل سامنے نہیں ہوتی۔"

"تب پھر فون پر؟ میرا مطلب ہے بنی نے تمہیں تمہارے اصلی نام سے مخاطب کیا تھا؟"

"وہ انتہائی پرائیویٹ ٹیلی فون ہے۔ ایسا ہی جیسا آپ چاہتے ہیں یعنی جس کے نمبر ٹیلی فون ڈائرکٹری میں نہیں ملیں گے، اگر میں موجود نہ ہوں تو ایک ٹیپ ریکارڈ آن ہو جاتا ہے اور جواب ملتا ہے کہ مسٹر ڈائگر موجود نہیں ہیں"

"خوب۔ عمدہ بات ہے، پسند آئی۔"

"اسٹورز میں مسٹر پشکن کے نام سے مشہور ہوں۔"

"یہ بھی اچھا ہوا کہ یہ بات معلوم ہو گئی"

"میں آپ کو خود بتا دیتا۔"

"بہرحال پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ مجھے بنی کی قیام گاہ پر چھوڑ دیں۔" میں نے کہا۔ ڈائگر

نے مسکراتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

"آپ کو کار کی ضرورت تو نہیں ہوتی مسٹر برونو؟" راستے میں اس نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے بنی کے پاس انتظام ہے۔"

"ہاں، لیکن اگر آپ کو ذاتی طور پر کار کی ضرورت ہو تو میں فراہم کر سکتا ہوں۔"

"فی الوقت نہیں مسٹر ڈائگر! لیکن ہمیں اس شخص کو اغوا کرنے کے لیے بہرحال ایک ایسی کار کی ضرورت ہوگی جسے بعد میں چھپایا جا سکے۔"

"ٹھیک ہے۔ آپ جو چاہیں گے انتظام ہو جائے گا۔" ڈائگر نے جواب دیا پھر مجھے بنی کی کوٹھی پر اتار کر ڈائگر چلا گیا۔ بنی اس وقت موجود نہیں تھی چنانچہ میں ہراتا کے بارے میں معلوم کر کے اس کے پاس پہنچ گیا۔ ہراتا چین کی بنسی بجا رہا تھا۔

مجھے دیکھ کر سنبھل کر بیٹھ گیا۔ "بہت مصروف ہیں مسٹر نواز؟"

"ہاں ہراتا۔ میرا اصول ہے، اگر دشمن آزاد ہو تو کبھی سکون سے نہ بیٹھو اور اس کے گرد جال بنتے رہو۔"

"لیکن میں بے حد شرمندہ ہو رہا ہوں"

"کیوں؟"

"اس جال کا ایک پھندا ابھی میں نے نہیں بنایا۔"

"ہر شخص کا الگ الگ کام ہوتا ہے ہراتا!"

"بس اب تم تیار ہو جاؤ۔"

"ابھی؟" ہراتا نے بستر سے زمین پر الٹی چھلانگ لگائی۔

"اس وقت نہیں لیکن بہت جلد، بیٹھو۔" میں نے جواب دیا اور ہراتا آہستہ سے بیٹھ گیا۔

"کیا کام ہوگا؟ مگر چیف مجھے بتا تو دو؟"

"پہلے تم بتاؤ کیسی گزر رہی ہے؟"

"نہایت پرسکون۔"

"گوریشا کا کیا حال ہے؟"

"نجات مل گئی ہے چیف! لگتا ہے مادام بنی نے اس کے کل پرزے درست کر دیے ہیں، اب نہیں آتی میرے پاس۔"

"اور تم تنہائی میں مگن ہو؟"

"ماں کے پیٹ کی مانند۔ یقین کرو مسٹر نواز! انسان کے لیے سب سے عافیت کی جگہ ماں کا پیٹ ہی ہے۔ کاش انسان اپنی پسند کی جگہ اپنا سکے مگر چھوڑ ان باتوں کو۔ تم بتاؤ میرے لیے کون سے کام کا انتخاب کیا ہے؟"

"فی الحال تو ہراتا ہم ہوریشو کے چکر میں ہیں۔"

"مجھے معلوم ہے"

"ہوریشو ہیروں کے جال میں اس طرح پھنسا ہے کہ نکلنا اس کے بس سے باہر ہو گیا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"وہ تمہاری بہترین صلاحیتوں کا ثبوت ہے چیف تم نے جس طرح اس سے چوہے بلی کا کھیل کھیلا ہے اس کی مثال مشکل سے مل سکتی ہے۔ تم نے تو کمال کر دیا چیف! اسے چوٹ دی۔ سہلایا اور اس کی بات مان لی جو ایک دشمن کسی دشمن کی کبھی نہیں مانتا اور پھر اس کے بعد اس سے بھاری چوٹ لگا دی۔ اگر وہ ایک باظرف دشمن ہوتا تو تمہاری عزت کرتا۔"

"بہرحال اس نے یہ موقع بھی کھو دیا اور ظاہر ہے اب میری اس سے دشمنی پکی۔ اب میں اسے کیوں چھوڑوں گا؟"

"بالکل ٹھیک لیکن اب کیا پروگرام ہے مسٹر نواز؟"

"ہوریشو پر ایک اور ضرب لگانا ہے اور اس میں تمہیں بھی ایک اہم کردار انجام دینا ہے۔"

"حکم۔" ہراتا نے کہا اور میں اسے تفصیل سمجھانے لگا۔ ہراتا نے خوش ہو کر گردن ہلائی تھی۔ "میرے لیے پسندیدہ کام ہے لیکن کب چیف؟"

"کل کا دن نہیں۔ کل مجھے دوسرا کام کرنا ہے یعنی اس شخص کی نگرانی جو ہمارے کام آئے گا۔" میں نے جواب دیا۔

اور دوسرے دن میں نے ہراتا کو کوٹھی میں ہی چھوڑا اور چہرے پر ہلکا سا میک اپ کرنے کے بعد باہر نکل آیا۔ بنی کی کار موجود تھی، مجھے تنہا ہی یہ کام انجام دینا تھا۔ چنانچہ نہایت ہوشیاری سے میں نے کام کی ابتدا کر دی۔ مطلوبہ شخص ایک پستہ قد لیکن عمدہ بدن کا مالک تھا۔ اس کی عمر ستر سال کے قریب ہو گی لیکن خوب چاق و چوبند نظر آتا تھا۔ چونکہ میں پروگرام کو طویل نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے دوپہر کو لنچ کے بعد میں نے اس شخص کو اس کے آفس میں چھوڑا اور خود ڈائگر کے ڈپارٹمنٹل اسٹورز کی طرف چل پڑا۔ اسٹورز میں داخل ہونے سے قبل میں نے میک اپ اتار دیا تھا۔

ڈائگر موجود تھا۔ اس نے نہایت خوش اخلاقی سے میرا استقبال کیا اور بولا۔ "میں نے آپ کو فون کیا تھا۔"

"بنی سے بات ہوئی ہو گی؟"

"ہاں، مادام بنی ہی تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ آپ نکل چکے ہیں۔ مادام بنی آپ کی بے حد مداح ہیں جناب!"

"ہاں وہ میری دوست ہے۔ بہرحال آپ بتائیے وہ کام ہو گیا؟"

"ڈائگر کو آپ ہمیشہ مستعد پائیں گے جناب! صبح دس بجے سارے انتظامات سے فارغ ہو گیا تھا۔" وہ مسکراتا ہوا بولا۔

"گڈ۔ باقی کام آج مکمل ہو جائے گا۔ ہاں ایک آدمی کی فوری ضرورت ہے۔ عمدہ اور کام کا آدمی ہونا چاہیے۔"

"کام کیا ہو گا تاکہ میں ویسے ہی آدمی کو طلب کروں۔"

"نگرانی لیکن ذہین آدمی درکار ہے۔"

"بس آپ نے شعبہ بتا دیا کافی ہے۔" ڈائگر نے جواب دیا اور گھنٹی بجا دی چپراسی اندر داخل ہوا تھا۔ "ہارپن کو بلاؤ۔" ڈائگر نے حکم دیا اور چپراسی باہر چلا گیا۔ چند ساعت کے بعد ایک دبلا پتلا اور آنکھو

ں سے بے حد چالاک نظر آنے والا شخص اندر داخل ہو گیا۔

"مسٹر برونو!" ڈائگر نے میری طرف اشارہ کیا۔ "ہنرپن۔" اور ہارپن نے گردن خم کر دی۔

"آپ ہارپن پر مکمل اعتماد کر سکتے ہیں مسٹر برونو! میرے خاص آدمیوں میں سے ہے۔"

"ایک شخص کی نگرانی کرنا ہے مسٹر ہارپن! اس وقت وہ اپنے دفتر میں ہے چھٹی پر دفتر سے نکلے گا۔ رات کو گیارہ بجے تک آپ اس کے پیچھے رہیں گے۔ ٹھیک گیارہ بجے آپ اس فون نمبر پر اطلاع دیں گے کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔"

"بالکل درست۔ اس کی دن بھر کی مصروفیات کا بھی ریکارڈ رکھنا ہے؟" ہارپن نے پوچھا۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔"

"مناسب۔ نام پتہ؟" ہارپن نے پوچھا۔

"مسٹر اینڈرک چیف آف ایگزیٹ اسٹاف۔" میں نے کہا اور ڈائگر چونک پڑا۔ ہارپن نے البتہ کسی خاص تاثر کا اظہار نہیں کیا تھا۔

"آپ کو کوئی دقت ہو گی مسٹر ہارپن؟" میں نے پوچھا۔

"قطعی نہیں جناب!" ہارپن مسکرا دیا۔

"پتہ درکار ہے۔؟"

"ایگزیٹ آفس ہمارے لیے بھی دلکش جگہ ہے۔ میں پستہ قد اینڈرک کو جانتا ہوں، چالاک اور تجربے کار آدمی ہے اور خود پر بہت اعتماد کرتا ہے۔"

"بس ٹھیک ہے۔ آپ کی طرف سے مسٹر ہارپن کے لیے کوئی ہدایت مسٹر ڈائگر!"

"ہرگز نہیں۔ ہارپن اپنے کام کا ماہر ہے۔" ڈائگر نے جواب دیا اور ہارپن گردن خم کر کے باہر نکل گیا۔

"آپ اس نام پر چونکے تھے مسٹر ڈائگر؟"

"ہاں۔ خاصے خطرناک آدمی کا انتخاب کیا ہے آپ نے۔ اس کے علاوہ حکومت کے لیے ایک اہم ترین شخصیت ہے۔" ڈائگر نے جواب دیا۔

"ہمارے کام کے لیے ایسی ہی شخصیت درکار تھی۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ڈائگر بھی پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ پھر بولا۔

"بہرحال ٹھیک ہے، اور کیا حکم ہے؟"

"بس، رات کو گیارہ بجے تم میرے ساتھ رہو گے۔" میں نے بے تکلفی سے کہا اور ڈائگر مسکرانے لگا۔

"تب کیوں نہ ڈنر مادام بنی کے ساتھ ہی کیا جائے یا پھر ایسا کریں کہ ڈنر کا پروگرام میرے ساتھ ہی رکھیں۔ ٹھیک وقت پر گھر سے نکلیں گے۔"

"ہم گیارہ بجے مطلوبہ نمبر پر ہارپن کے رنگ کا انتظار کریں گے۔"

"ہاں تو ساڑھے دس بجے گھر سے نکل آئیں گے۔"

"اوکے۔ تو پھر شام کو کس وقت اور کس جگہ پہنچوں میرے ساتھ میرا ساتھی بھی ہو گا؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہاں میرے درجنوں خفیہ گھر ہیں' کہیں بھی بندوبست کر لوں گا۔"

"لیکن میں ان کا پتہ کس طرح چلاؤں گا؟"

"میں آپ کو دکھا دیتا ہوں۔"

"بڑی تکلیف ہو رہی ہے تمہیں ڈانگر!"

"لطف آ رہا ہے جناب! ہوریشو جیسے خطرناک شخص کے مقابل آنے کی ہمت چند ہی لوگ کر ہیں جن میں کم از کم میں نہیں ہوں۔"

"تب ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔

ڈانگر کا خفیہ گھر دیکھ کر میں بنی کے پاس پہنچ گیا اور پھر کافی وقت میں نے اور بنی نے ساتھ گزارا بنی میرے بارے میں سخت متجسس تھی لیکن میں نے اس سے کہہ دیا کہ کام کرنے کے بعد ہی اسے تفصیل سے آگاہ کروں گا۔ پھر شام کو میں میک اپ کے ضروری سامان کے ساتھ ہراتا کو لے کر کمرے میں بند ہو گیا اور بلاشبہ آج میں نے اپنی میک اپ کی تمام صلاحیتیں صرف کر دی تھیں۔ ایک کے بعد ہوریشو میرے سامنے کھڑا تھا۔ ہراتا اب خود بھی خود کو ہراتا نہیں کہہ سکتا تھا۔

"چیف! تم جادوگر ہو' بلکہ ظالم جادوگر ہو۔" اس نے پھیکے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور تم ہوریشو ہو۔"

"شامت ہی آ گئی ہے سالے کی جو تم جیسے آدمی کے چکر میں پھنس گیا۔ بہتر تھا کہ تم سے دور رہ کر کھاتا کماتا۔ ایک اقرار میں تمہارے سامنے کروں گا۔ چیف! میں نے تم جیسا باکمال آدمی اس سے قبل نہیں دیکھا اور مجھے یقین ہے کہ آئندہ بھی نہ دیکھ سکوں گا۔"

ہراتا نہ جانے کیا کیا کہہ رہا تھا لیکن میں اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ ہوریشو سیکڑوں بار میرے سامنے آیا تھا مجھے اس کا ایک ایک نقش ازبر تھا۔ میں نے اس میک اپ پر کافی محنت کی تھی لیکن مجھے خود بھی یقین نہیں تھا کہ میں ہوریشو کی ایسی زبردست نقل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ خود ہوریشو بھی اس وقت ہراتا کو دیکھتا تو اپنے بارے میں شبہے میں پڑ جاتا۔

نہ جانے مجھے کیا خیال آیا کہ میں ہراتا کو وہیں چھوڑ کر بنی کے پاس پہنچ گیا۔ بنی آرام کر رہی تھی۔

"کیمرہ مل سکتا ہے بنی؟"

"کیوں' اچانک ضرورت کیسے آ گئی؟"

"بس چاہیے۔"

"ہاں۔ میرا منی کیمرہ موجود ہے۔ فلم بھی ہے۔ اس میں۔"

"براہ کرم۔"

"ابھی لو۔" بنی نے کہا اور کیمرہ ایک الماری سے نکال کر میرے حوالے کر دیا۔ کیمرہ لے کر واپس آیا اور پھر میں نے ہراتا کی کئی تصویریں بنائیں اور کیمرہ ایک جگہ رکھ دیا۔ وقت ہو گیا تھا چنانچہ میں ہراتا کو لے کر باہر نکل گیا۔

ہراتا کو کار کی پچھلی سیٹ پر بٹھایا' اس کے کوٹ کے کالر کھڑے تھے اور فلیٹ ہیٹ پیشانی پر جھکا تھا اس طرح اس کا چہرہ چھپ گیا تھا۔ مجھے ایک اور خطرے کو پیش نگاہ رکھنا تھا وہ یہ کہ پولیس بھی ہوریشو

تلاش میں تھی۔ کہیں مسٹر ہراتا پولیس کے ہاتھ نہ لگ جائے۔

بہرحال تھوڑی دیر کے بعد ہم ڈانگر کے پاس پہنچ گئے۔ ڈانگر ہراتا کو دیکھ کر چونک پڑا تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے ہراتا کا اس سے تعارف کرایا۔

"مسٹر ہوریشو۔" اور ڈانگر کے چہرے پر شدید الجھن کے آثار نظر آئے۔ وہ ایک قابل اعتبار آدمی تھا۔ اس لیے میں نے اسے الجھن میں رکھنا مناسب نہیں سمجھا۔ "دراصل یہ میرے ساتھی مسٹر ہراتا ہیں اور ہوریشو کے میک اپ میں ہیں۔"

"اوہ۔" ڈانگر نے اطمینان کی گہری سانس لی۔ "لیکن یہ میک اپ۔۔۔ کیا ہم اسے دنیا کا شاندار میک اپ نہیں کہہ سکتے؟ میں تو چکر میں پڑ گیا تھا۔"

"ہاں۔ اس پر کافی محنت کی گئی ہے۔"

"لیکن اس کی ضرورت کیوں پیش آئی مسٹر برونو؟"

"جس شخص کو اغوا کرنا ہے' اسے یہی تاثر دینا ہے کہ اسے ہوریشو نے اغوا کیا ہے۔"

"اوہ۔" ڈانگر نے گردن ہلائی اور کچھ سوچنے لگا۔ پھر آہستہ آہستہ بڑبڑانے لگا۔ "مسٹر اینڈرک' گورنمنٹ کی ایک اہم شخصیت جسے ہوریشو اغوا کرے گا۔ اوہ جناب! میرا خیال ہے آپ اپنی مخصوص لائن پر چل رہے ہیں؟ یعنی مقامی حکومت کو ہوریشو کا سخت ترین دشمن بنا رہے ہیں اور بلاشبہ یہ ایک عمدہ پالیسی ہے۔"

"اس طرح ہم اس بلیک ڈوگ کو دوہری مصیبت میں گرفتار کرا دیں گے۔"

"ہو چکا ہے اور دم دبا کے کہیں چھپا ہوا ہے۔" ڈانگر مسکرا کر بولا۔

"تھوڑی سی تبدیلی تمہارے چہرے میں بھی ضروری ہے ڈانگر!" میں نے کہا اور ڈانگر نے گردن ہلا دی۔

"میرے پاس بہت سے ریڈی میڈ میک اپ رکھے ہیں جناب! کوئی بھی چہرے پر چڑھا لوں گا پہلے کچھ کھا لیا جائے۔" اس نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔ ہراتا حسب معمول خاموش تھا۔

ڈانگر نے پرتکلف بندوبست کیا تھا لیکن چونکہ ایک مہم درپیش تھی اس لیے ہم لوگوں نے ہلکا پھلکا کھانا کھایا اور پھر کافی کے دو کپ پی کر تیار ہو گئے۔ ہمیں اپنی مطلوبہ جگہ پہنچنا تھا جہاں ہارپن کی کال ٹھیک گیارہ بجے ملتی۔

ٹھیک گیارہ بجے ہم ہارپن کی کال کا انتظار کر رہے تھے اور ہارپن واقعی ایک ذمے دار شخص تھا۔ جونہی ہماری گھڑیوں نے گیارہ بجائے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ میں نے جلدی سے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو؟"

"مسٹر برونو موجود ہیں؟"

"بول رہا ہوں۔"

"آپ کا دوست ہارپن۔"

"مجھے تمہاری کال کا انتظار تھا ہارپن!"

"ہمارے مشترکہ دوست۔ ہمارے عزیز مسٹر جو اس وقت امپریل کلب میں برج کھیل رہے ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ آٹھ بجے اپنے مکان سے نکلے تھے' ان کے ساتھ صرف ان کا ڈرائیور تھا جواب بھی موجود ہے۔ ڈرائ
سے گفتگو کے دوران معلوم ہوا ہے کہ ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے مسٹر جو کلب سے نکل آئیں گے۔"

"او کے ہارپن!" میں نے کہا۔

"میرے لیے کیا حکم ہے؟"

"وہیں رکو۔" میں نے جواب دیا اور فون بند کر دیا اور پھر ہم برق رفتاری سے چل پڑے۔ اپر
کلب زیادہ فاصلے پر نہیں تھا' ہم گیارہ بج کر دس منٹ پر وہاں پہنچ گئے۔ اور پھر ڈائگر نے اتر کر ہارپن
تلاش کیا۔ ہارپن ڈائگر کی کار پہچان کر خود پہنچ گیا تھا۔

"کیا پوزیشن ہے؟"

"نارمل۔"

"اس کی کار کونسی ہے؟"

"ریڈلاینکر۔ وہ سامنے کی لائن میں۔"

"یہ رکھو ہارپن! تمہیں ایک کام اور کرنا ہے۔" میں نے ایک شیشی نکال کر ہارپن کو دے دی۔

"جی؟"

"ڈرائیور سے تم نے کس طرح جان پہچان پیدا کی؟"

"ایک بے روزگار ڈرائیور کی حیثیت سے میں نے اس سے درخواست کی ہے کہ وہ مجھے بھی کہ
ملازمت دلوا دے اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ کوشش کرے گا۔"

"دوبارہ مل سکتے ہو؟"

"کیوں نہیں۔"

"تب اسے یہ پرفیوم سنگھا دو۔" میں نے کہا۔ ہارپن جیسے چالاک آدمی کو اس سے زیادہ سمجھانے
ضرورت نہیں تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنا کام کر کے واپس آ گیا۔

"وہ ڈرائیونگ سیٹ پر اسٹیرنگ پر سر اوندھائے سو رہا ہے؟"

"گڈ۔ ڈائگر! کیا تم تیار ہو؟" میں نے ہارپن کے ہاتھ سے شیشی لیتے ہوئے کہا۔

"بالکل۔" ڈائگر نے جواب دیا اور ہم اینڈرک کی کار کے نزدیک پہنچ گئے۔ اب ہمیں ساڑھے
گیارہ بجنے کا انتظار تھا۔ اینڈرک کو اس عمر میں اصول پرست ہونا ہی چاہیے تھا۔ ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے
اپنی کار کے نزدیک تھا۔

"گریڈی! کیا تم سو گئے؟" اس نے جھک کر کہا۔ "احمق آدمی ابھی تو رات بھی نہیں گزری ہے۔"
وہ بڑبڑایا اور ہم نے کام دکھا دیا۔ ہراتا کو اس وقت دور ہی رکھا گیا تھا۔ میں نے اس کی ناک سے کلوروفارم
رومال لگا دیا۔ ڈائگر نے اس کے ہاتھ عقب سے پکڑ لیے تھے اور پھر ڈائگر ہی نے اسے اٹھا کر کندھے
ڈال لیا تھا۔

ہارپن کو وہیں سے رخصت کی اجازت دے دی گئی اور ہم تینوں چل پڑے۔ اور پھر بغیر کسی خا
مشکل کے ہم اس پوشیدہ مکان میں پہنچ گئے۔ جہاں ڈائگر کے مستعد لوگ موجود تھے۔

میری ہدایت پر ڈائگر نے میک اپ اتار دیا تھا ہم اینڈرک کو لے کر ایک اندرونی کمرے میں

گئے اور پھر اسے بستر پر لٹا دیا گیا۔

"بس ڈائگر! فی الحال تمہارا کام ختم' اگر تم چاہو تو جا سکتے ہو۔"

"او کے مسٹر برونو! ویسے جس وقت بھی میری ضرورت پیش آئے آپ مجھے فون کر دیں۔"

"یقیناً۔" میں نے جواب دیا اور ڈائگر چلا گیا۔ میں اور ہراتا اس کمرے میں کرسیوں پر بیٹھ گئے
جہاں اینڈرک پڑا ہوا تھا۔

ہراتا نے ایک گہری سانس لے کر میری طرف دیکھا۔ "اس پورے کھیل میں مجھ سیاہ رو کا کیا کام
ہے چیف؟"

"تمہارا کام تو سب سے اہم ہے مسٹر ہراتا بلکہ ہوریشو' ہیرے ہوریشو کے ہاتھ سے نکل گئے ہیں
لیکن وہ انہیں حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس نے اسی لیے حکومت کے ایک اہم رکن بلکہ اسی شعبے سے متعلق
ایک افسر کو اغوا کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہیرے مسٹر اینڈرک کی تحویل میں ہی ہوں گے اور وہ انہیں بہ
آسانی ہمارے حوالے کر سکیں گے لیکن ہم انہیں خاموشی سے حاصل کرنا پسند نہیں کریں گے۔"

"خدا کی پناہ!" ہراتا نے آنکھیں پھاڑ کر کہا۔ "یہ ہیروں کا چکر کب تک چلتا رہے گا چیف؟"

"جب تک ہوریشو خودکشی نہ کر لے۔"

"میرا خیال ہے اب میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں۔" اس طرح ہوریشو کے لیے ایک اور مصیبت
کھڑی ہو جائے گی لیکن آپ نے کہا تھا مسٹر نواز! کہ ہم ہیرے اتنی آسانی سے نہیں حاصل کریں گے؟"
ہراتا نے کہا۔

"ہاں' اس سلسلے میں ہنگامہ ضرور ہونا چاہیے تاکہ ہوریشو کے نام کی زیادہ سے زیادہ پبلسٹی ہو۔"

"کتے کی موت مارا گیا ہے بے چارہ۔ کاش وہ تھوڑی سی شرافت سے کام لیتا تو اس کے لیے اتنی
بڑی مصیبت کھڑی نہ ہوتی۔"

"میں اس کے بارے میں بخوبی جانتا تھا ہراتا! وہ جس قسم کا آدمی ہے ہم اسے برے انسانوں میں ایک
بلند ظرف انسان ضرور کہہ سکتے ہیں لیکن نواز کے سلسلے میں نہیں۔ وہ اپنے دشمن سے بخوبی واقف ہے۔"

"کمال کی بات ہے۔" ہراتا گردن ہلانے لگا۔ پھر چونک کر اینڈرک کی طرف دیکھنے لگا جس نے
کروٹ بدلی تھی۔

"شاید یہ ہوش میں آ رہا ہے۔"

"تندرست آدمی ہے لیکن میرا خیال ہے اس کے لباس وغیرہ کی تلاشی لے لی جائے۔ ممکن ہے
پستول وغیرہ موجود ہو۔"

"اوہ ہاں۔" میں چونک پڑا۔ نہ تو میں نے اور نہ ڈائگر نے اس بارے میں سوچا تھا۔ ہراتا نے
فوراً ہی اس کے لباس کی تلاشی لے لی اور حقیقت خیریت ہی ہوئی۔ اس کے لباس سے ایک امریکن پستول
برآمد ہوا جس میں پوری آٹھ گولیاں تھیں اور سائز میں وہ بہت چھوٹا اور ہلکا تھا۔ اسکے علاوہ کچھ رقم اور ایک
کارڈ۔ یہ چیزیں اس کے لباس سے برآمد ہوئی تھیں۔

"اس وقت تو تم نے کافی ذہانت ----" میں نے کہا لیکن جملہ ادھورا ہی چھوڑ دینا پڑا کیونکہ اینڈرک
نے آنکھیں کھول دی تھیں۔ ویسے اس کا اتنی جلدی ہوش میں آنا تعجب خیز بات تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اینڈرک چند ساعت پلکیں جھپکاتا رہا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیے' شاید اسے چکر آ گیا تھا۔ ہم دونوں خاموشی سے کھڑے اسے دیکھتے رہے۔ ہراتا اب میری بات پوری طرح سمجھ گیا تھا اس لیے اسے کچھ سمجھانے کی ضرورت نہیں تھی چنانچہ وہ ایسی جگہ آ کر کھڑا ہو گیا جہاں سے اینڈرک کی نگاہ اس پر پڑے۔

اور تھوڑی دیر کے بعد اینڈرک نے آنکھیں کھول دیں۔ نتیجہ اندازے کے مطابق ہی تھا۔ میں ایسی جگہ کھڑا ہو گیا تھا جہاں سے مجھ پر نگاہ ہی نہ پڑے۔ اینڈرک نے ہراتا کو دیکھا اور اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر سخت حیرت کے آثار تھے۔

"کون ہو تم؟" اس نے دونوں ہاتھوں کا سہارا لے کر اٹھنے کی کوشش کی اور پھر شاید اسے چکر آ گیا اس نے آنکھیں بند کر لیں اور ہاتھ چھوڑ دیے۔ ہراتا خاموش رہا تھا۔ چند ساعت کے بعد اینڈرک نے پھر آنکھیں کھول دیں اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں میں سخت غصے کے آثار نظر آ رہے تھے۔ اس نے پوچھا تھا تم کون ہو۔

"ایک معمولی سا انسان۔ ایک کالا غریب۔"

"کیا بکواس ہے؟"

"جھوٹ نہیں کہا' خود دیکھ لو۔"

"جانتے ہو میں کون ہوں؟" اینڈرک نے کہا۔

"کیوں نہیں مسٹر اینڈرک!" ہراتا نے بدستور نرم لہجے میں کہا اور مجھے حیرت ہوئی۔ ہراتا نے دانستگی میں انداز ہریشو ہی کا سا اختیار کیا تھا۔

"خوب۔ تب پھر یہ بھی جان لو کہ ملک میں ایک بھی کالا محفوظ نہیں رہے گا۔ میں ان کا قتل عام بھی کرا سکتا ہوں۔" اینڈرک نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"اوہ' وہ تمہارا اپنا کام ہو گا ڈیر اینڈرک! مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے کہ تم کیا کرو گے۔ میرا تم سے ایک چھوٹا سا کام آ پڑا ہے۔"

"میں کہتا ہوں تم مجھے اس طرح کیوں لائے ہو؟ تم نے غالباً" کلوروفارم استعمال کیا تھا؟"

"ہاں تمہیں اندازہ ہو گیا ہو گا۔"

"اس کی سزا سمجھتے ہو؟" اینڈرک نے کہا اور ہراتا نے میری طرف دیکھا۔ میں نے اسے اشارہ کر دیا تھا۔

ہراتا نے گردن ہلا دی تھی اور پھر وہ آہستہ آہستہ اینڈرک کے بستر کے نزدیک پہنچ گیا۔ اینڈرک نے بستر کے نیچے پاؤں لٹکا لیے تھے۔

"ہاں' مسٹر اینڈرک! ہر چیز سے واقف ہوں۔ کیا آپ براہ کرم میری ایک درخواست پر غور کریں گے؟"

"میں صرف تمہاری موت کی درخواست پر غور کر سکتا ہوں سمجھے؟ چلو مجھے یہاں سے باہر لے چلو۔" اینڈرک بستر سے نیچے اتر کر کھڑا ہو گیا لیکن دوسرے ہی لمحے ہراتا کا ہاتھ اس کے منہ پر پڑا اور ایک زوردار آواز ابھری جو سننے کے قابل تھی۔ اینڈرک چاروں شانے چت بستر پر جا گرا تھا۔ اس کا چہرہ غصے سے

سرخ ہو گیا۔

بھاری بھرکم ہونے کے باوجود اس نے بستر سے چھلانگ لگائی لیکن اس بار ہراتا نے اسے پکڑا' دونوں ہاتھوں پر بلند کیا اور دوبارہ بستر پر دے مارا۔ آسان کام نہیں تھا۔ اینڈرک کے حواس فوراً" درست ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش نہیں کی۔

"خادم کو ہوریشو کہتے ہیں۔" ہراتا اسی سکون سے بولا۔

"کیا؟" اینڈرک کے منہ سے سرسراہٹ نکلی۔

"ہاں۔ آپ میرے نام سے بخوبی واقف ہوں گے مسٹر اینڈرک؟"

"کیا چاہتے ہو؟" اینڈرک نے سوال کیا۔ اب اسے صورت حال کی نزاکت کا پورا پورا احساس ہو گیا تھا۔

"ہیرے۔" ہراتا نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟"

"وہ ہیرے جو پولیس نے برآمد کیے ہیں اور اب تمہاری تحویل میں ہیں۔"

"کیا بکواس ہے؟" اینڈرک نے کہا اور ہراتا' جمناسٹک کا ماہر اچھلا اور اس کی لات اینڈرک کی پسلیوں پر پڑی۔ دوسرے لمحے وہ اپنی جگہ کھڑا تھا لیکن اینڈرک ایک کراہ کے ساتھ بستر سے نیچے زمین پر آ پڑا تھا۔

"براہ کرم مسٹر اینڈرک! شریفانہ لہجہ اختیار کریں' ہم نہایت دوستانہ ماحول میں گفتگو کریں گے۔" اس نے کہا۔ بڑا حیرت انگیز جا رہا تھا ہراتا۔ اینڈرک دیر تک کراہتا رہا اور پھر سیدھا ہو گیا۔

"ہاں' مسٹر اینڈرک! تو وہ ہیرے کس طرح آپ میرے حوالے کریں گے؟ اور ہاں اس بات سے قطعی انکار نہیں کریں گے کہ وہ آپ کی تحویل میں ہیں۔"

"اور اگر میں یہی کہوں تو؟"

"تو میں ٹھوکریں مار مار کر آپ کو ہلاک کر دوں گا۔ کیونکہ اگر میں اس بات کو تسلیم کر لوں تو میرا پورا انفارمیشن ڈپارٹمنٹ ناکارہ ہو جائے گا۔"

"ہوریشو تم ---- تم غریب نہ رہو گے۔"

"یہی چاہتا ہوں لارڈ! مجھ غریب آدمی کے لیے وہ ہیرے بڑی حیثیت رکھتے ہیں آپ کی زیادہ سے زیادہ نوکری جائے گی اور میرا خیال ہے نوکری کو جان سے زیادہ عزیز نہیں ہونا چاہیے۔"

"ہوں۔ تم انہیں میرے ڈپارٹمنٹ سے کیسے حاصل کرو گے؟"

"اس کا طریقہ بھی آپ کو سمجھا دیا جائے گا۔ پہلے آپ دوسری باتیں کر لیں"

"ٹھیک ہے ہیرے میری تحویل میں ہیں۔"

"کہاں ہیں؟"

"میرے اسسٹنٹ کے پاس ہیں۔"

"اسسٹنٹ کا فون نمبر؟"

"آفس کا؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"نہیں 'گھر کا۔" ہراتا نے جواب دیا۔ وہ یہ گفتگو میری ہدایت پر کر رہا تھا اور میں نے اسے یہ باتیں یاد کرادی تھیں۔

اینڈرک نے نمبر دہرا دیا۔ "نام کیا ہے اس کا؟"

"گومز۔ گومز ہارڈ ویک۔"

"ہوں۔" ہراتا نے کہا اور پھر جھک کر اس نے اینڈرک کو زمین سے اٹھا دیا اور اسے بستر پر لٹاتے ہوئے بولا۔ "آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو بلا تکلف فرمادیں مسٹر اینڈرک! ہم آپ کی خدمت کے حاضر ہیں"

اینڈرک نے کوئی جواب نہیں دیا اور ہم دونوں کمرے سے باہر نکل آئے۔ باہر سے دروازہ بند کے ڈائگر کے دو آدمیوں کو تعینات کروادیا گیا۔ ویسے اس کمرے کا پوری طرح جائزہ لے لیا گیا تھا۔ یہاں ایسی چیز نہیں تھیں جس سے اینڈرک کوئی فائدہ اٹھا سکتا۔

"کیسا رہا چیف؟"

"ابھی کچھ نہ پوچھو ہراتا۔"

"کیوں؟"

"میں تمہیں اتنا ذہین نہیں سمجھتا تھا۔ اب شرمندہ ہو رہا ہوں۔"

"مذاق مت کرو چیف! تمہارے سامنے میں کیا حیثیت رکھتا ہوں؟ بہرحال میں نے جو کچھ تمہاری مرضی کے مطابق ہی کیا۔ اس میں کوئی جھول تو نہیں رہا؟"

"بالکل نہیں۔"

"اب کیا ارادہ ہے؟"

"کام اتفاق سے بہت تیز رفتاری سے ہو گیا ہے۔ پھر بھی ہم مسٹر اینڈرک کو ایک رات تو مہمان رکھیں گے ہی۔"

"گویا باقی کام کل؟"

"ہاں' تمہارا کیا مشورہ ہے؟"

"ٹھیک ہے چیف یوں بھی اس وقت رات کافی گزر چکی ہے پھر اب کہاں چلو گے؟"

"اس عمارت میں آرام کے لیے کافی جگہ ہے اب باقی کام مکمل کرنے کے بعد ہی یہاں سے چلیں گے۔"

"اوکے۔" ہراتا نے جواب دیا۔ اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم دونوں گفتگو کرتے رہے اور پھر آرام کرنے کے لیے اپنے کمرے میں چلے گئے۔

دوسری صبح اینڈرک کو باقاعدہ ناشتہ پیش کیا گیا تھا۔ ناشتہ لے کر میں ہی گیا تھا۔ اینڈرک سانپ کی طرح بل کھا رہا تھا۔

"وہ سیاہ فام تمہارا چیف ہے؟"

"جناب والا۔" میں نے جواب دیا۔

"... چاہتا ہوں۔"

"آپ ناشتہ کریں۔ میں آپ کا پیغام انہیں دے دوں گا۔"

"تم لوگ آخر چاہتے کیا ہو؟"

"یہ آپ کو ناشتے کے بعد معلوم ہو جائے گا۔"

"میں صرف کافی پیوں گا۔ کافی بنا کر دو۔" اینڈرک نے کہا اور میں نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ اینڈرک نے کافی اس انداز سے پی جیسے ہمارا خون پی رہا ہو۔ "اسے میرا پیغام دے دو۔" کافی ختم کرنے کے بعد اس نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔

تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹے ہم نے انتظار کیا اور پھر تھوڑی سی تیاریوں کے بعد میں دوبارہ اینڈرک کے کمرے میں پہنچ گیا۔ "ہوریشو آپ کو طلب کرتا ہے جناب!"

"وہ خود یہاں نہیں آ سکتا تھا۔" اینڈرک نے غصیلے لہجے میں کہا ویسے اس طرح طلب کیے جانے پر اسے سخت ہتک کا احساس ہوا تھا۔

"وہ بڑی عظیم ہستی ہے مسٹر اینڈرک۔ افریقہ کا ایک پورا قبیلہ اسے اپنا روحانی پیشوا مانتا ہے اور اس کے اشارے پر جان دینے کو تیار رہتا ہے۔"

"تم میری روحانی پیش گوئی بھی سن لو۔ وہ۔ وہ سڑکوں پر گھسیٹا جائے گا۔ اسے کتے کی موت نصیب ہوگی۔"

"اوہ۔ کیا آپ بھی اپنے قبیلے کے روحانی پیشوا ہیں مسٹر اینڈرک؟" میں نے بڑی عقیدت سے پوچھا۔

"بکواس مت کرو۔ تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔" اینڈرک غرایا۔

"میری کوئی بات نہیں ہے لیکن اس سے اس انداز میں گفتگو نہ کرنا ورنہ۔ رات کو میں بھی اس وقت موجود تھا۔ جب وہ آپ کی جوتوں سے مرمت کر رہا تھا۔" میں نے نہایت شرافت سے کہا۔ اینڈرک دانت پیسنے کے علاوہ اور کیا کر سکتا تھا۔ ویسے وہ بھوکے چیتے کی طرح تلملا رہا تھا۔ غالباً" وہ خود بھی بہت غصہ ور شخصیت رکھتا تھا۔

بہرحال میں اسے کمرے میں لے آیا جہاں ایک خوبصورت کرسی پر ہراتا بڑی شان سے بیٹھا ہوا تھا۔ اینڈرک نے اسے کینہ توز نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"تشریف لائیے مسٹر اینڈرک۔" اس نے پرخلوص لہجے میں کہا اور اینڈرک اس کے قریب پہنچ گیا۔ "آپ نے مجھ سے ملنے کی فرمائش کی تھی۔"

"ہاں۔"

"فرمائیے۔"

"میں کب تک تمہاری قید میں رہوں گا؟"

"صرف چند گھنٹے۔"

"کیا چاہتے ہو اب؟"

"مسٹر گومز کو فون کریں؟"

"کیا مطلب؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں غور سے سنیں۔ آپ اپنے اسسٹنٹ مسٹر گومز کو فون کریں اور ا
ہدایت کریں کہ وہ ہیرے لے کر وہاں سے ٹنی ٹریک پہنچے ایک سرکاری کام سے ان کی ضرورت ہے او
سرکاری مسئلے میں ہی الجھے ہوئے ہیں۔ آپ اسے ہدایت کر دیں کہ نہایت خفیہ پیمانے پر یہ کام کیا جا
خطرات بھی پیش آسکتے ہیں ٹنی ٹریک پہنچ کر وہ انتظار کرے اور پھر آپ کے مطلوبہ آدمی کے ساتھ ہو
رنگ کی بینٹلیے میں ہو گا آجائے بس اتنی سی بات ہے۔" ہراتا نے پر سکون لہجے میں کہا۔

"اوہ تو تم اس طرح ہیرے حاصل کرنا چاہتے ہو؟" اینڈرک نے کہا

"ہاں مناسب طریقہ یہی تھا ورنہ دوسری صورت میں آپ کے ڈیپارٹمنٹ کی عمارت میں قتل
بھی کیا جا سکتا تھا۔"

"اگر میں تمہاری یہ ہدایت ماننے سے انکار کر دوں تو؟"

"تو پھر ہم دوسرے ذرائع استعمال کریں گے۔"

"دوسرے ذرائع کیا ہوں گے۔"

"فی الحال تو آپ یہی سمجھ لیں۔ آپ کی موت کے بعد دوسرے کسی آدمی کا انتخاب کریں گے
سے صرف یہ کام لیا جائے گا کہ آپ کے دونوں کان ایک لفافے میں رکھ کر مع ایک پرچے کے اپ
ڈیپارٹمنٹ کو بھیجے جائیں گے اور ہیروں کے بیگ کا مطالبہ کیا جائے گا۔ دوسرے دن آپ کا ایک بازو
جائے گا اور پھر تیسرے دن آپ کی لاش پارسل کر دی جائے گی۔" ہراتا نے سفاک لہجے میں کہا اور
اینڈرک نے بے اختیار دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔

"یہ ٹیلیفون موجود ہے مسٹر اینڈرک۔" ہراتا نے فون کی طرف اشارہ کیا۔ "آجائیے اب انتظ
کریں۔"

"اس کے بعد کیا ہو گا؟" اینڈرک نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا

"کام ہونے پر آپ کو پورے احترام کے ساتھ واپس بھیج دیا جائے گا" ہراتا نے کہا۔

"وعدہ کرتے ہو اس کے بعد میرے ساتھ کوئی برا سلوک نہیں کرو گے؟"

"مسٹر اینڈرک! اگر آپ کو قتل کرنے کا ارادہ ہوتا تو آپ کو اطلاع دے دی جاتی کیونکہ ہم ب
سکتے ہیں اس لیے جو کہا جا رہا ہے اس سے مختلف نہیں ہو گا۔

اینڈرک نے گردن ہلا دی۔ اور پھر وہ فون پر گومز کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"مسٹر اینڈرک!" ایک بات کا خیال رکھیں۔ زندگی بڑی قیمتی شے ہے اور اسے کھونا حماقت
آپ ٹیلی فون پر نہایت سادہ زبان اور لہجہ اختیار کریں گے اگر آپ نے الفاظی ہیر پھیر کر کے اپنے ماتح
ہوشیار کرنے کی کوشش کی تو آپ نہ بچ سکیں گے؟"

دوسری طرف سے رابطہ قائم ہو گیا۔ اینڈرک نے گردن ہلا دی تھی۔ "مسٹر گومز کو دو اینڈرک
رہا ہوں۔" اینڈرک نے کہا اور میں اس کمرے سے نکل آیا تاکہ دوسرے کمرے میں رکھے ہوئے دو
سیٹ پر یہ گفتگو سن سکوں۔ میں نے ریسور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"گومز؟" اینڈرک کی آواز سنائی دی۔

"اوہ مسٹر اینڈرک! آپ کہاں ہیں؟ رات کو آپ کے گھر سے کئی بار فون آیا تھا صبح کو بھی آ

صاحبزادی نے فون کیا تھا۔ آپ کی کار کلب میں ملی جس میں ڈرائیور بے ہوش پڑا تھا۔"

"وہ زیادہ پی گیا تھا اس لیے اسے وہیں چھوڑ آیا تھا۔"

"آپ خیریت سے تو ہیں؟"

"میں؟"

"کہاں سے بول رہے ہیں؟"

"ایک سرکاری عمارت سے۔ سرکاری کام میں ہی مصروف ہوں تمہیں ایک کام کرنا ہے گومز!"

"جی فرمایئے!" گومز نے کہا۔

"کیس نمبر ۱۳۰ کے بارے میں تمہیں کیا معلوم ہے؟"

"اسمگل کیے ہوئے ہیرے؟" گومز نے جواب دیا۔

"ہاں' لاکر نمبر ۱۳۰ میں ہیروں کا بیگ موجود ہے تم اس بیگ کو لے کر ٹنی ٹریک پہنچ جاؤ۔ نیلے رنگ کی ایک بینٹلیے آئے گی اس میں بیٹھ کر میرے پاس آجاؤ۔"

"جی بہتر۔ کوئی اور ہدایت؟"

"نہیں بس!"

"بیگ ایشو کرا لوں جناب!"

"ضرورت نہیں ہے بعد میں دیکھا جائے گا بس تم جلدی کر لو۔"

"یس سر۔" گومز کی آواز سنائی دی اور اینڈرک نے فون بند کر دیا اس نے کوئی چال چلنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ میں بھی ریسیور رکھ کر باہر نکل آیا اور پھر اس کمرے میں پہنچ گیا۔ ہراتا اینڈرک پر مسلط تھا۔ اس نے مجھے دیکھا اور میں نے مطمئن انداز میں گردن ہلا دی۔

"اوکے ڈیئر اینڈرک اب تم آرام کرو اور اطمینان رکھو' بیگ حاصل کرنے کے بعد تمہیں آزاد کر دیا جائے گا۔"

اینڈرک نے کوئی جواب نہیں دیا اور پھر دونوں کمرے سے نکل آئے

"ٹھیک رہا چیف؟"

"بالکل۔"

"اب کیا پروگرام ہے؟"

"میں چلتا ہوں۔"

"آپ تنہا جائیں گے چیف؟"

"کیا حرج ہے ضرورت پیش آئی تو دفتر کے کسی آدمی کو ساتھ لیے لیتا ہوں"

"میں ہی کیوں نہ چلوں؟"

"کیوں؟"

"بس اس کے بعد تو آپ اینڈرک کو چھوڑ ہی دیں گے۔"

"ہاں۔ اس کے بعد اس کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔"

تو پھر اس میک اپ کی بھی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔" ہراتا نے کہا اور میں سوچ میں گم ہو گیا پھر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نے بھی گردن ہلاتے ہوئے اس بات سے اتفاق کیا اور ہراتا نے اپنا میک اپ ختم کرلیا۔ ڈائگر
آدمیوں کو ہم نے ہوشیار کردیا تھا کہ وہ اینڈرک کی بھرپور نگرانی کریں اور کسی دھوکے میں نہ آئیں۔ انہ
نے ہوشیار رہنے کا وعدہ کیا تھا۔

اور پھر ہم چل پڑے نیلے رنگ کی بینٹلے مینی ٹریک کی طرف دوڑ رہی تھی۔ ہم نے جان بوجھ
دیر کی تھی۔ جب ہم ٹینی ٹریک پہنچے تو سرخ رنگ کی ایک اسپورٹس کے علاوہ وہاں کوئی اور کار نہیں تھی
کے نزدیک ایک درازقد آدمی سیاہ رنگ کا ایک بیگ لیے کھڑا تھا۔ نیلے رنگ کی بینٹلے دیکھ کر وہ چونک
اور پھر اس کی طرف چل پڑا۔

"ہیلو!" اس نے نزدیک آکر ہم دونوں کو دیکھا۔

"مسٹر گومز؟" میں نے سوال کیا۔

"جی ہاں!"

"تشریف رکھیے۔" میں نے جلدی سے پچھلا دروازہ کھول دیا۔ ہراتا گومز کے ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا

"گاڑی لاک کردی ہے آپ نے مسٹر گومز؟"

"ہاں' میں رازداری کے خیال سے ڈرائیور کو بھی نہیں لایا تھا۔"

"یہ آپ نے اچھا کیا۔" میں نے کہا اور ہراتا کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

میں کار ڈرائیو کررہا تھا اور پھر ایک جگہ پہنچ کر میں نے کار کو ایک خفیف سا جھٹکا دیا اور گومز آ
کھسک گیا۔ ہراتا کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔ اس نے گومز کی گردن میں ہاتھ ڈال لیا اور اسے اپنی بغل میں
لیا۔

گومز کے حلق سے ہلکی سی آواز نکلی تھی۔ ہراتا نے چٹکی سے اس کی کنپٹی کھٹکھٹا دی اور گومز
گردن ڈال دی۔ وہ تو بڑا نرم چارہ ثابت ہوا تھا میں نے اطمینان سے کار سڑک کے کنارے کھڑی کردی
ہراتا جلدی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ اس نے گومز کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اسے نیچے کھینچ لیا اور
اسے سڑک کے کنارے لٹادیا۔ اس کے بعد ہم آرام سے چل پڑے۔

"بیگ چیک کرلو ہراتا۔"

"لیس چیف!" ہراتا نے جواب دیا اور پھر اس نے بیگ کھول لیا۔ اندر ہیرے جگمگا رہے تھے
نے گہری سانس لے کر بیگ بند کردیا۔ "یہ ہیرے جس قدر بے حقیقت بنادیئے گئے ہیں چیف اس پر
خود اپنے ہیرے ہونے پر افسوس ہوگا۔"

"کیوں؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تمہیں ان سے دلچسپی ہے؟"

"ہرگز نہیں۔"

"مجھے بھی نہیں ہے۔ اس طرح ان کی کیا وقعت رہ گئی۔"

"ہاں یہ تو ہے۔" میں نے گردن ہلادی۔

"خیر۔ اب اس مظلوم گینڈے کے بارے میں کیا پروگرام ہے؟"

"کافی پلاکر بے ہوش کریں گے اور ٹینی ٹریک لاکر گومز کی کار میں ڈال دیں گے۔ ایک غلطی

گئی۔" میں نے اچانک کہا۔

"کیا؟"

"اسپورٹس کی چابی گومز کی جیب میں ہی ہوگی نکال لیتے تو بہتر تھا۔"

"اتنی تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے چیف! کسی مناسب جگہ ڈال دیں گے اسے باقی ... وہ
خود یا کوئی راہ گیر کرلے گا۔"

"چلو ٹھیک ہے۔" میں نے ایک طویل سانس لے کر کہا اور تھوڑی دیر کے بعد ... اس
عمارت میں پہنچ گئے۔ ہراتا کو میں اینڈرک کے سامنے نہیں لے گیا۔ وہ دوسرے کمرے میں چلا گیا تھا اور میں
نے اسے ہدایت کردی تھی کہ وہ کافی بنواکر بھیج دے۔

میں اینڈرک کے پاس پہنچ گیا۔ اینڈرک عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا لیکن اس نے کوئی
سوال نہیں کیا۔

"تعاون کے لیے شکریہ مسٹر اینڈرک!"

"کام ہوگیا تمہارا؟"

"ہاں۔"

"گومز کہاں ہے؟"

"ہم نے اسے واپس بھیج دیا۔"

"ہوریشو کہاں ہے؟"

"باس ایک ضروری کام سے رک گئے ہیں؟"

"تم کون ہو؟"

"باس مجھے اپنا دست راست کہتے ہیں۔"

"جو کچھ تم نے شروع کیا ہے تمہارے خیال میں زیادہ عرصہ تک چل سکتا ہے؟ اینڈرک نے نفرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سوچنا باس کا کام ہے!"

"پھر اب میرے لیے کیا پروگرام ہے؟ ہوریشو نے وعدہ کیا تھا کہ کام ہونے کے بعد مجھے آزاد کردیا
جائے گا۔"

"باس جو کہتے ہیں اسے ضرور پورا کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے واپس آنے کے بعد وہ تمہیں ضرور رہا
کردیں گے مسٹر اینڈرک!" میں نے کہا اور اینڈرک کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ تب میں نے گھنٹی بجائی اور
ایک شخص اندر آگیا۔

"میرے اور مسٹر اینڈرک کے لیے کافی بھجوادو۔"

"لیس سر!" وہ چلا گیا۔ اینڈرک بدستور سوچتا رہا۔ پھر اس نے چند باتیں اور کیں۔ میں نے اس کی
کسی بات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔ کافی آگئی۔ دونوں کپ نمایاں تھے جس طرح میں نے ہراتا کو ہدایت کی
تھی چنانچہ میں نے اپنا کپ اٹھا لیا اینڈرک نے بھی کوئی تکلف نہیں کیا تھا۔ کافی کے دوران بھی گفتگو ہوتی
رہی اور پھر میں نے اینڈرک میں تبدیلی محسوس کی اس کی پلکیں جھک رہی تھیں اور پھر اس نے پیالی مشکل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے نیچے رکھی تھی۔

"نہ جانے --- نا --- جانے۔" اس نے کہا اور پھر ایک طرف ڈھلک گیا میں نے اس کا جائزہ
اور پھر باہر نکل آیا۔

تھوڑی دیر کے بعد اس کام سے بھی فراغت ہو گئی اور ہم دونوں مسٹر اینڈرک کو ایک پارک
ایک بینچ پر لٹا کر بنی کی طرف چل پڑے۔ ہیرے ہمارے ساتھ تھے۔

بنی نے مسکراتے ہوئے ہمارا استقبال کیا تھا میں نے ہیرے اس کے سامنے رکھ دیئے تھے۔

"یہ - یہ۔"

"ہوریشو کو ایک اور چوٹ۔"

"میں نہیں سمجھی۔ ویسے ڈائگر ابھی تھوڑی دیر پہلے گیا ہے تم نے اس پر بھی جادو کر دیا ہے نواز
تمہارے ہی گن گا رہا تھا۔ بہرحال تمہاری مصروفیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ کوئی خاص ہی کام ہوا ہے۔"
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں تمہیں ہیروں کی کہانی معلوم ہے؟"

"ایک حد تک؟"

"تفصیل یہ ہے بنی کہ جہاز پر سفر کرتے ہوئے۔ مجھے ہوریشو کے کچھ لوگ ملے جو اس کے لیے ہیرے اسمگل کر کے لا رہے تھے۔ یہ ہیرے ایک لاش میں پوشیدہ تھے اور مرحوم کی بیوہ اپنے شوہر کی لاش لے کر اپنے وطن واپس آ رہی تھی لیکن وہ بیوہ میرے چکر میں پھنس گئی اور چونکہ مال ہوریشو کا تھا اس لیے مقامی کسٹم کو اس کی اطلاع کیوں نہ ملتی چنانچہ کسٹم ہاؤس میں ہنگامہ ہو گیا ہوریشو کے آدمی نکل گئے لیکن ہیرے میرے ہاتھ لگے پھر میں نے ہوریشو سے فون پر رابطہ قائم کیا اور ہوریشو نے مجھ سے درخواست کی کہ دشمنی اپنی جگہ ہیرے اسے واپس دے دیئے جائیں۔ چنانچہ میں نے اس کے حوالے کر دیئے لیکن کالا سانپ دشمنی سے باز نہ آیا۔ اور اس نے دوسرا وار کیا۔ تب جوابی کاروائی کے طور پر اس کی رہائش گاہ پر چھاپہ پڑا اور ہیرے پھر حکومت کے ہاتھ لگ گئے ہوریشو ایک بار پھر نکل گیا۔ لیکن اس سے دوری مجھے پسند نہیں ہے۔ چنانچہ ایک بار پھر میں نے ہوریشو کی حیثیت سے یہ ہیرے ایک اہم آدمی کو اغوا کر کے حاصل کیے ہیں اب اب ہوریشو کے خلاف نفرت اور شدید ہو جائے گی۔ ہیرے میرے پاس واپس آ گئے ہیں اور ان کی مالیت اندازہ تم خود لگا سکتی ہو بنی!"

بنی والہانہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی میرے خاموش ہوتے ہی وہ اٹھی اور بے اختیار مجھے چومنے لگی۔

"میں تمہارے جیسے انسان کی قربت پر فخر کرتی ہوں۔ ہوریشو کو دو کوڑی کا کر کے رکھ دیا ہے تم نے۔"

"دیکھتی جاؤ بنی ابھی تو جنگ جاری ہے۔ میں نے جو کچھ کہا ہے اسے پورا کروں گا اور ہاں ڈائگر مجھے پسند ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"عمدہ اور قابل اعتبار آدمی ہے۔"

"یقیناً۔"

"بنی! یہاں صرف مکلینو کے اڈے ہوں گے دوسرے کسی آدمی کی گنجائش نہیں ہے تم اگر چاہو تو مکلینو کو یہاں بلا سکتی ہو۔"

"اوہ نواز ڈیئر! میں خود بھی یہی سوچ رہی تھی۔ آج ایک نمائندہ تھوڑا سا مال لے کر یہاں پہنچا ہے لیکن بہت تھوڑا سا مال ہے اور مکلینو نے اسے کافی تگ و دو کے بعد حاصل کیا ہے۔ ڈائگر نے اسے آٹھوں اڈوں پر تقسیم کر لیا ہے"

"ہوں تم مکلینو کو یہاں بلا لو بنی۔ مال کی طرف سے تم بے فکر رہو۔ پہلے ہوریشو سے نمٹ لیا جائے پھر اس کے بعد مال ہی مال ہو گا۔"

"مجھے یقین ہے" بنی نے جواب دیا اور پھر مجھے چومنے لگی۔

نتیجہ خاطر خواہ نکلا تھا۔ دوسرے دن خوفناک ہنگامہ شروع ہو گیا ہوریشو کی تلاش میں شاید پورے شہر کی پولیس اور دوسرے انتظامی محکمے لگ گئے تھے۔ شہر میں جتنے کالے تھے تقریباً" سب گرفتار کر لیے گئے تھے جس عمارت پر پولیس کو شبہ ہوتا وہ اندر گھس جاتی۔ بنی نے بھی یہ خبریں پڑھیں اور سنیں اسکی خوشی کی انتہا نہ تھی۔

"اوہ نواز ہوریشو پر بہت کٹھن وقت پڑا ہے۔"

"اب مجھے اس کے ٹھکانے کی تلاش ہے۔ میرا خیال ہے بنی اس سلسلہ میں تمہارے لڑکوں کو کام کرنا چاہیے۔"

"سب کو ہدایات جاری کیے دیتی ہوں۔" بنی نے کہا۔

"اس کے علاوہ میں کچھ سوچ رہا ہوں۔"

"کیا؟"

"صبح ہوریشو کے لیے ایک اعلان شائع کرائیں گے۔ ڈائگر کے آنے پر اس بارے میں بات کروں گا۔" میں نے کہا اور بنی گردن ہلانے لگی۔

بہرحال حالات حسب معمول چلتے رہے۔ ڈائگر کو میں نے ایک اشتہار بنا کر دیا تھا جس میں تحریر تھا۔

ایک غریب الوطن ایشیائی کو اپنے اس دوست کی تلاش ہے جس سے اس کا دشمنی کا رشتہ ہے۔ بہت کام کی باتیں ہوں گی گو وہ ہمیشہ کا بیوفا ہے لیکن دشمن بھی مشکل میں کام آ جاتے ہیں اگر وہ پڑھے تو اس نمبر پر رابطہ قائم کر لے۔

اور اس کے ساتھ وہ نمبر بھی دے دیا جس کا اندراج ٹیلی فون ڈائرکٹری میں نہیں تھا۔ ظاہر ہے اس نمبر پر رنگ تو کیا جا سکتا تھا مگر اسے تلاش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہ اشتہار اخبار میں آ گیا لیکن دو دن تک اس کا جواب نہیں ملا تو پھر میں نے ایک اور اشتہار ریلیز کرایا۔

راجہ نواز اصغر کو اپنے اس دوست کی تلاش ہے جس کے بارے میں سنا ہے کہ وہ مصیبت میں ہے۔ میں اپنے پیارے دوست کی مدد کرنا چاہتا ہوں اور جیسا کہ وہ جانتا ہے کہ میں بے حد فراخ دل ہوں۔ اس نمبر پر رنگ کرے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نے دوبارہ ٹیلی فون نمبر لکھ دیا۔

اور پھر اس نمبر پر دو تین کالیں ملیں۔ ایک پولیس افسر کی کال تھی جس نے اس نمبر کے بارے میں معلوم کیا تھا۔ میں نے اسے جواب دیا کہ میں ایک جہاز پر ہوں میرا نمبر ٹرانسمٹر سے منسلک ہے' دوسری کال دو لڑکیوں کی تھی۔ اوٹ پٹانگ باتیں کرنے لگی تھیں۔

لیکن رات کے تقریباً دو بجے تھے جب ایک اہم فون کال ملی اور یہ کال ہوریشو کی تھی۔

"راجہ نواز اصغر موجود ہیں؟"

"فرمائیے کون صاحب ہیں؟"

"بگ باس آپ سے ملاقات کا خواہش مند ہے۔"

"اوہ۔ بلاؤ۔ میں تو بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور چند ساعت بعد لائن پر ہوریشو کی آواز سنائی دی۔

"نواز اصغر؟"

"جان عزیز ہوریشو!" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسے ہو؟"

"بس زندہ ہوں اور خوش ہوں تمہارے راج میں!"

"ہیرے وغیرہ تمہارے پاس پہنچ گئے؟"

"ہاں تمہاری مہربانی ہے۔"

"مجھے ان کی ضرورت ہے نواز؟"

"کیا واقعی؟"

"ہاں۔ کیا تم اس سلسلہ میں ایک سودے بازی کر سکتے ہو؟"

"ضرور کہو۔"

"کیا قیمت لگاتے ہو ان کی۔"

"پچھلا حساب بھی تو باقی ہے ہوریشو۔ میں نے ہیرے تمہارے حوالے کر دیئے تھے لیکن اس کے بعد کیا تم نے حساب کتاب کرنے کی کوشش کی تھی؟"

"نواز۔" ہوریشو کی آواز تھرائی ہوئی تھی۔ اس قدر سرد آواز تھی کہ فون پر بھی عجیب ہی محسوس ہوئی۔

"جان عزیز!"

"صرف ایک بات کہوں گا۔ اور وہ یہ کہ ابھی تم ہوریشو سے واقف نہیں ہو۔ تم جو کچھ کر چکے ہو اس پر بغلیں نہ بجاؤ ابھی ہوریشو کے ہاتھ ایسی ایسی قوتیں ہیں کہ شہر جہنم بن جائیں۔ زمین آگ اگل دے کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ ہوریشو ایک قبیلے کا روحانی پیشوا ہے۔"

"ہاں پیرو مرشد لیکن خوش بختی سے میں اس قبیلے سے تعلق نہیں رکھتا۔"

"پر مذاق بننے کی کوشش مت کرو۔ غور سے سنو۔ میں روحانی کمالات بھی رکھتا ہوں لیکن ہم حالات میں ان کا مظاہرہ نہیں کرتے اگر میں اپنی روحانی قوتوں سے کام لوں تو تم کسی خارش زدہ کتے کی

سڑکوں پر گھسٹتے پھرو گے۔"

"آہ بیچارہ ہوریشو اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا۔" میں نے افسوس زدہ لہجے میں کہا۔ "ہوریشو! تم بات کا اعتراف کر لو کہ تم اب بے بسی کی انتہائی منزلوں تک پہنچ چکے ہو میرے عزیز تمہارا مذہب کچھ بھی ہو ایک مذہب میرا بھی ہے۔ گو اس پاک مذہب کے توسط سے میں خود کو روشناس نہیں کرا سکتا کیونکہ میں اس کی تعلیمات کے برعکس ہوں لیکن اس کی کچھ اہم باتیں تمہیں بتانا چاہتا ہوں۔ ہم انسان ہیں۔ بلاشبہ ہمیں روحانیت دی گئی ہے لیکن روحانیت اور رہبانیت انسان کو دنیا کی چمک سے دور لے جاتی ہے۔ ہم اپنے مفادات کے لیے روحانیت کا استعمال نہیں کر سکتے۔ اور اگر کریں تو مسخرے کہلائیں گے۔ اگر تم اپنی روحانیت کا مظاہرہ ہیروں کے حصول یا اسمگلنگ کے لیے کرنا چاہتے ہو تو اپنے آپ کو احمق تصور کر لو۔ بہتر مشورہ یہ ہے کہ اب یہ دھندہ چھوڑ دو اور اپنے قبیلے میں جا کر اپنی اور قبیلے کی روحانی اصلاح کرو ہوریشو کا دور ختم ہو گیا اب راجہ نواز اصغر کا دور ہے اور راجہ صرف راجہ ہوتا ہے اور کسی بھی مملکت کا راجہ صرف ایک ہوا کرتا ہے اس بات کو ذہن نشین کر لو۔"

"تب ٹھیک ہے نواز اب تم سے دوسری جنگ ہو گی۔"

"تم ایسا کرو فون پر خوب گالیاں بکو کیونکہ اب اس سے زیادہ تمہارے اندر اور کچھ نہیں رہا ہے۔"

"اوہ۔ تم کتے ہو۔ خاموش ہو جاؤ۔" ہوریشو کی غراہٹ گونجی اور میں نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔

"شاباش' اس سے زیادہ تم کچھ نہیں کر سکتے۔" میں نے کہا اور ہوریشو نے جھلائے ہوئے انداز میں ریسیور کریڈل میں پٹخ دیا۔ میں نے بھی ہنستے ہوئے ریسیور رکھ دیا تھا۔ جی خوش ہو گیا تھا۔ ہوریشو واقعی سخت بے بس ہو گیا تھا۔

بہرحال اس کی چالوں سے باخبر رہنا تھا۔ اور دوسرے دن اس کی ابتدا ہو گئی۔ ایک ریٹائرڈ پولیس افسر کی طرف سے راجہ نواز اصغر کے بارے میں تفصیلات شائع کی گئی تھیں اور خاص طور سے انٹرپول کو آگاہ کیا گیا تھا کہ یہ وہی نواز اصغر ہے جس نے انٹرپول کے کئی رکن ہلاک کر دیئے تھے اور بدنام زمانہ اسمگلر غلام بیٹھ کا ساتھی تھا۔ راجہ نواز اصغر کے بارے میں کہا گیا تھا کہ وہ میک اپ کا ماہر ہے اور اس نے کئی جگہوں پر مختلف روپ بدلے ہیں اور اس وقت وہ ایک افریقی کے نام سے فائدہ اٹھا رہا ہے اور اپنا نام ہوریشو مشہور کیا ہوا ہے۔ اس کا مقصد یہی ہے کہ وہ ایک افریقی قبیلے کے روحانی پیشوا ہوریشو کو بدنام کرے۔

یہ خبر ایک ریٹائرڈ پولیس افسر کے نام سے دی گئی تھی اور اس پولیس افسر نے اپنا پتہ بھی شائع کیا تھا۔ بنی کے لیے یہ خبر بڑی سنسنی خیز تھی اور اخبار لیے میری طرف دوڑی چلی آئی۔ اور پھر ہاتھ میں اخبار لے کر ٹھٹک گئی۔

"اوہ۔ تو تم نے خبر پڑھ لی۔" اس نے سرسراتی آواز میں پوچھا۔

"ہوریشو کی طرف سے جو شائع ہوئی ہے؟"

"ہاں۔"

"کوئی خاص بات نہیں ہے بنی سوائے اس کے کہ دلچسپ خبر ہے۔"

"تم پریشان نہیں ہو؟"

"ہشت۔ میری توہین نہ کرو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"لیکن نواز! بہرحال تم تو انٹرپول کی لسٹ پر رہے ہو۔"

"اب بھی ہوں۔"

"اس کے باوجود تمہیں پرواہ نہیں ہے۔"

"نہیں۔ تمہیں علم ہے کہ انٹرپول کتنے عرصے سے میرے تعاقب میں ہے۔"

"نہیں۔"

"بہرحال یہ پرانی بات ہے میں نے نہ پہلے اس کی پرواہ کی تھی نہ اب کرتا ہوں لیکن ایک بات تمہیں اعتراف کرنا ہو گا۔"

"کیا؟" بنی کے انداز میں پھر وہی انسیت پیدا ہو گئی تھی۔ میرے کارناموں پر اس کی کیفیت شرابی کی سی ہو جاتی تھی جس نے ضرورت سے زیادہ پی ہو۔

"ہوریشو نے بالآخر اپنی شخصیت کے خاتمے کا اعتراف کر لیا۔"

"وہ کس طرح؟"

"انسان برا کرتا ہے یا اچھا کرتا ہے اگر وہ برا ہے تو مکمل طور پر برا بن کر خود کو زندہ رکھتا ہے اور برائی اس کی نگاہ میں برائی نہیں رہتی میں ایسے انسان کی بات کر رہا ہوں جو برائی یا اچھائی میں کامل ہوتا ہے۔ ہوریشو کو میں ویسے ہی ٹھوس لوگوں میں سمجھتا ہوں۔ مجھ سے اگر کوئی کہے کہ اپنی زندگی بچانے کے لیے کوولی کہنا شروع کر دو تو میں قبول نہیں کروں گا کیونکہ نواز کی اپنی ایک شخصیت ہے گو وہ اس کی اپنی نگاہ میں بھی بری ہے لیکن وہ خود کو بروں میں ہی شمار کرانا چاہتا ہے اور ایک برے کی حیثیت سے خود کو منوانا چاہتا ہے اگر وہ خود کو ولی کہنا شروع کر دے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ خود سے خوفزدہ ہو گیا ہے اور خود سے خوف خاص تحریک کا نتیجہ ہی ہوتا ہے۔ ہوریشو کو اس خوف نے اتنا بدحواس کر دیا ہے کہ اس نے خود کو ختم کر لیا ہے۔"

"میں سمجھ رہی ہوں۔" بنی نے کہا۔

"کیا میں نے غلط کہا ہے؟"

"نہیں۔" وہ پیار بھرے لہجے میں بولی۔

"ہوریشو اب ختم ہو چکا ہے۔ وہ صرف ایڑیاں رگڑ رہا ہے اور دم توڑنے والا ہے۔"

"خود سے زیادہ طاقتور آدمی سے ٹکرا گیا ہے۔"

"میں نے اس سے رحم نہیں مانگا بنی! بلکہ میں نے اپنی برائی کا اظہار کرتے ہوئے اس سے کہا تھا ہوریشو اگر میں بچ گیا تو زمین تم پر تنگ کر دوں گا اور آج میں وہی کر رہا ہوں بنی۔"

"ہاں تم وہی کرتے ہو نواز جو کہتے ہو۔"

دیر تک ہم اس خبر پر تبصرے کرتے رہے اور پھر میں اٹھ گیا۔ رات تو بنی کے ساتھ ہی گزار لی اور مجھے اندازہ ہو گیا تھا بنی بہرطور کسی لحاظ سے تکلیف دہ ثابت نہیں ہو گی۔

لیکن ہوریشو مسلسل بدحواسیاں کر رہا تھا۔ دوسرے دن کے اخبارات میں ڈینو نامی ایک افریقی نے پولیس سے احتجاج کیا تھا اس نے کہا تھا کہ وہ "ریپان" قبیلے کا ایک فرد ہے اور مقامی طور پر ایک باعزت شہری ہے۔ وہ اس فرقے سے تعلق رکھتا ہے جس کا روحانی پیشوا ہوریشو ہے۔ وہ اپنے پیشوا پر جان نچھاور کر سکتا ہے اور اس کے خلاف ایسا اہانت آمیز الزام برداشت نہیں کر سکتا اس نے حکومت سے کہا تھا کہ مجرم راجہ نواز اصغر کو گرفتار کیا جائے اور اسے سخت سزا دی جائے کہ اس نے اپنے مذموم مقاصد کے لیے ایک روحانی پیشوا کو بدنام کیا ہے۔

ہوریشو کی جانب سے یہ دوسری کارروائی تھی لیکن بھلا میں اس سے کیا متاثر ہوتا۔ بنی ہی بغلیں بجاتی ہوئی آ جاتی تھی۔ لیکن دوسرے دن میں نے سردارے کا کیبل وصول کیا۔ اس نے اطلاع دی تھی کہ مال پہنچنے والا ہو گا۔ وصول کر لیا جائے۔

چنانچہ اب مجھے باعمل ہونا تھا میں نے اس فون پر جس کے نمبر ڈائرکٹری میں موجود نہیں تھے انسپکٹر گلفورڈ سے رابطہ قائم کیا۔ پولیس ہیڈکوارٹر سے رابطہ قائم ہو گیا۔

"انسپکٹر گلفورڈ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔"

"ایک منٹ جناب۔" دوسری طرف سے جواب ملا اور پھر چند ساعت کے بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"گلفورڈ۔"

"تمہارا ایک دوست بول رہا ہے۔"

"کون ہے؟"

"تمہارے لیے گمنام لیکن تمہارا خیرخواہ۔ میں چاہتا ہوں گلفورڈ کہ تم نمایاں ترقی حاصل کرو۔"

"اوہ' میں تمہاری آواز پہچان رہا ہوں تم وہی ہو جس نے کسٹم ہاؤس کو ہیروں کی اسمگلنگ کی خبر دی تھی اور پھر ہوریشو کی رہائش گاہ سے ہیرے برآمد کرائے تھے۔"

"بالکل ٹھیک۔"

"اوہ میرے دوست! کیا تم ایک انسان پر اعتماد نہیں کر سکتے میں صرف تم سے ملاقات کر کے تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ تم نے بلاشبہ میری شہرت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔" گلفورڈ نے پر اخلاق لہجے میں کہا۔

"پولیس ہوریشو کی تلاش میں ہے۔"

"ہاں تمہیں علم ہو گا کہ ہوریشو نے ہمارے ایک ذمے دار محکمے کے اعلیٰ افسر کو اغوا کر کے ہیرے دوبارہ حاصل کر لیے ہیں۔"

"ہاں۔ اخبارات سے یہ بات میرے علم میں آئی ہے۔"

"پولیس کو شدت سے ہوریشو کی تلاش ہے۔"

"لیکن تم نے کسی ریٹائرڈ افسر کا کل بیان پڑھا؟"

"ہاں۔ اور آج ایک اور شخص کا بیان ہے جو ریپان قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔"

"تمہارا اس سلسلے میں کیا خیال ہے گلفورڈ؟"

"اعلیٰ افسران غور کر رہے ہیں۔"

"میں تمہاری رائے پوچھ رہا ہوں۔"

"کیا تم میری کچھ رہنمائی کرو گے دوست؟" گلفورڈ نے پر اشتیاق لہجے میں کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں۔ بشرطیکہ تم اپنے اختیارات سے بڑھ کر اقدامات کرنے کی ہمت کر سکو"

"اگر کوئی امید ہو تو میں یہ خطرہ لینے کو تیار ہوں۔"

"دراصل گلفورڈ۔ ہوریشو اب خود کو بے قصور ثابت کرنے کے چکر میں ہے لیکن اس لڑکی کی مدد لے سکتے ہو جسے اس نے اغوا کیا تھا۔ اس کے علاوہ تمہارے افسران کو چاہیے کہ فوری طور پر دونوں افراد کو حراست میں لے لیں جنھوں نے یہ بیانات دیئے ہیں۔ وہ ہوریشو کی طرف رہنمائی کر سکتے ہیں بشرطیکہ پولیس ان سے اگلوا سکے۔"

"نہایت ٹھوس مشورہ ہے۔" گلفورڈ نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"ڈیئر گلفورڈ! اگر تم میرے مشوروں پر عمل کرنے کا ارادہ کرو تو میں ایسی اور بھی مفید معلومات تمہیں دے سکتا ہوں کہ تم انہیں تا زندگی فراموش نہ کر سکو۔"

"میرے دوست تم میری درخواست پر غور نہیں کرو گے؟" گلفورڈ عاجزی سے بولا۔

"کونسی درخواست؟"

"مجھ سے مل لو۔ یقین کرو۔ میں تمہارا بہترین دوست ثابت ہوں گا۔"

"تمہاری اس پر خلوص دعوت کو ٹھکرانا قابل نفرت فعل ہے گلفورڈ لیکن تھوڑے سے وقت کے لیے مجھے معاف کر دو۔ میں بعد میں تم سے ملاقات کروں گا۔"

"وعدہ۔"

"ہاں۔ یقیناً۔"

"تب پھر کچھ اور مشوروں کے بارے میں تم کہہ رہے تھے؟"

"ہاں گلفورڈ۔ کاغذ قلم نزدیک رکھ لو۔ اور جو پتے میں بتاؤں انہیں نوٹ کرو۔" میں نے کہا۔

"صرف ایک منٹ۔" گلفورڈ نے کہا۔ پھر اس کی آواز آئی لکھوائیں اور میں اسے ہوریشو کے منشیات کے اڈوں کے بارے میں بتانے لگا۔ فہرست طویل تھی۔ کافی دیر میں ختم ہوئی۔ آخری پتہ نوٹ کرانے کے بعد میں نے پوچھا۔

"کیا پوزیشن ہے؟"

"نوٹ کر لیے۔"

"وقتی جگہوں کو کنٹرول کر سکو گے؟"

"لیکن یہ؟"

"سب کے سب ہوریشو کے منشیات کے اڈے ہیں چونکہ حکومت اس وقت ہوریشو کو ہر قیمت پر گرفتار کرنا چاہتی ہے اس لیے تم اس کے نام پر یہاں چھاپے مار سکتے ہو۔ اس طرح وہ سب بے اثر ہو جائیں گے جو ان اڈوں کے پشت پناہ ہیں۔"

"اوہ۔ کیا واقعی۔ اور یہاں سے منشیات برآمد ہوں گی؟"

"گلفورڈ! تمہارا دوست تمہیں غلط اطلاعات نہیں دے گا۔"

"کمال ہے میرے دوست۔ تم مجھے جس راستے پر لگا رہے ہو اگر میں کامیاب ہو گیا تو نہ جانے کہاں جاؤں گا۔"

"تم کامیاب ہو گے گلفورڈ۔"

"تب پھر میں پہلے اپنے محکمے کو اخبارات کی ان خبروں پر چیلنج کرتا ہوں اگر ناکام رہا تو معطل ہو جاؤں گا۔ بہرحال میں یہ رسک لینے پر تیار ہوں۔ میں محکمے کو چیلنج کر کے فورس طلب کر لیتا ہوں اور میں اس فورس کی کمان کروں گا۔"

"پہلی فرصت میں یہ کام کر ڈالو۔"

"اپنا فون نمبر تو بتا دو تاکہ میں تم سے کسی سلسلے میں رابطہ کر سکوں۔"

"میں خود تمہیں فون کروں گا۔" میں نے کہا اور فون بند کر دیا۔ اور پھر میں اپنی ہدایات پر غور کرنے لگا۔ اس جنگ میں بھی لطف آ رہا تھا اور وہیں ہوریشو کو اس میدان میں بھی شکست دینا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر تک میں سوچتا رہا اور اس کے بعد میں نے ڈائگر کو ٹیلی فون کیا۔ چند ساعت کے بعد اس سے رابطہ قائم ہو گیا۔

"برونو بول رہا ہے؟"

"اوہ ہیلو گریٹ مین!"

"ایک کام کرنا ہے ڈائگر۔"

"بے تکلف کہو۔" ڈائگر خوش اخلاقی سے بولا۔

"ہاؤس آف ٹوائز نامی ایک فرم ہالینڈ سے کھلونوں کی ایک بڑی کھیپ روانہ کر چکی ہے۔ یہ کھیپ ایک فرضی نام گولڈ ٹوائز کے پتے سے آ رہی ہے۔ تم اس کے بارے میں معلوم کرو کہ یہ کھلونے یہاں پہنچ گئے یا نہیں؟"

"معلوم کر لیا جائے گا۔"

"انہیں کلیئر کرا لو۔ اس سلسلہ میں تمہارے تعلقات کام آنے چاہئیں۔"

"بالکل بے فکر رہیں۔"

"ان کھلونوں کو اسٹور کر لو اور ان کی حفاظت کرو۔"

"کوئی خاص بات ہے۔"

"ہاں۔"

"ٹھیک ہے کام مرضی کے مطابق ہو جائے گا۔" ڈائگر نے کہا۔ اور میں نے فون بند کر دیا۔ آج کل ایسی عمدہ مصروفیت چل رہی تھی کہ کسی دوسری چیز کا خیال ہی نہیں آتا تھا ہراتا اپنے طور پر مطمئن رہتا تھا اور یہ عمدہ بات تھی۔ اس شخص کو عمدہ کھانا اور اس کی ضرورت کی دوسری چیزیں مل جائیں تو اس کے بعد اسے کسی اور شے کی طلب نہیں رہتی تھی۔ ہاں اس نے بنی سے صرف ایک چیز کی فرمائش کی تھی اور وہ تھی کوئی ایسی مناسب جگہ جہاں وہ عبادت کر سکے اور بنی نے اسے جگہ فراہم کر دی تھی یہ دوسری بات ہے کہ بنی اس عبادت کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی۔

رہا میرا مسئلہ تو میں بھی پوری طرح مطمئن تھا۔ بنی میرے لیے چشم براہ رہتی تھی اور پورے دن کی محنت اور ذہنی تھکن رات کو اس کی مہکتی آغوش میں سکون پذیر ہو جاتی۔ اس کے انداز میں ایسی بے پناہ لگاوٹ ہوتی تھی کہ میں بعض اوقات اس کے لیے الجھ جاتا تھا۔

لیکن راجہ نواز اصغر اتنا ٹھوس ہو چکا تھا کہ اب وہ چھوٹی موٹی الجھنوں کو ذہن میں جگہ ہی نہیں دیتا تھا۔ چنانچہ بنی کی کچھ حدود تھیں میرے ذہن میں اور میں اسے ان حدود سے تجاوز نہیں کرنے دینا چاہتا تھا۔ میں اس کے لیے ذہن میں بہت اچھے ارادے رکھتا تھا اور ہاؤس آف ٹوائز میں ایک علیحدہ حیثیت سے ہو۔ اب میں نے اسے مکلینو گروپ میں ضم کر دیا تھا اور یہ معمولی بات نہیں تھی۔ اس سے زیادہ میں اسے اور کیا دے سکتا تھا۔

رات حسب معمول بنی کی خلوص بھری آغوش میں گزری اور صبح کو ناشتے کے ساتھ اخبار بھی سامنے آگیا۔ پورا اخبار خصوصی خبروں سے بھرا ہوا تھا سرورق پر انسپکٹر گلفورڈ کی تصویر چھپی ہوئی تھی۔ میں اسے دیکھ کر ناشتہ کرنا بھول گیا۔ بنی میری توجہ پر چونکی تھی۔ "کیا ہوا نواز؟"

"ہوریشو کی قبر میں ایک اور پشتہ ٹھونک دیا ہے بنی۔ پڑھو پوری تفصیل پڑھو۔ میں نے پرجوش انداز میں اخبار بنی کے سامنے رکھ دیا۔

"بنی بلند اواز سے پڑھنے لگی۔"

محکمہ پولیس کے ایک ذہین افسر انسپکٹر گلفورڈ کا عظیم کارنامہ۔

پریس رپورٹر: کچھ عرصہ قبل جعل ساز اسمگلروں کے ایک گروہ نے جس کا سربراہ ایک افریقی نژاد شخص ہوریشو ہے۔ ایشیائی قیمتی ہیرے ایک لاش کے اندر چھپا کر اسمگل کرنے کی کوشش کی تھی جسے کسٹمز نے ناکام بنا دیا لیکن ہوریشو کے گروہ کے افراد اندھا دھند فائرنگ کر کے ہیرے لے جانے میں کامیاب ہو گئے تھے انسپکٹر گلفورڈ نے ہی ہوریشو کا پتہ لگا کر یہ ہیرے برآمد کیے تھے لیکن ہوریشو نے انتظامیہ کے ایک اعلیٰ افسر کو اغوا کر کے ہیرے دوبارہ حاصل کر لیے۔ اس کے بعد اس نے پولیس کو غلط راستے پر ڈالنے کے لیے ایک نام کی تشہیر کی۔ یہ نام راجہ نواز اصغر کا تھا جس کی انٹرپول کی تلاش تھی لیکن راجہ نواز اصغر انٹرپول کے ہاتھوں عرصہ ہوا ہلاک ہو چکا ہے۔ انسپکٹر گلفورڈ نے گہری نگاہ سے اس تفصیل کا جائزہ لیا اور ان دونوں افراد کو گرفتار کرنے کی کوشش کی جنہوں نے راجہ نواز اصغر کی نشاندہی کی تھی لیکن پتہ چلا کہ دونوں نام فرضی تھے۔ اس لیے کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آسکی۔ لیکن انسپکٹر گلفورڈ کی معلومات اس قدر محدود نہیں تھیں انہوں نے اس پورے کیس پر اپنے طور پر گہری نگاہ رکھی تھی چنانچہ انہوں نے ہیڈ کوارٹر سے بھاری فورس لے کر شہر میں بکھرے بے شمار منشیات کے اڈوں پر چھاپے مارے۔ اس سلسلہ میں ایک خصوصی اجازت نامے کے تحت انہیں ایک عارضی بڑا عہدہ دیا گیا تھا جس کے تحت وہ پولیس فورس کو کمان کر رہے تھے اور ان چھاپوں میں کروڑوں روپے کی منشیات اور ہوریشو کے سلسلے میں کافی ریکارڈ ملا ہے اس ریکارڈ سے ثابت ہو گیا ہے کہ ہوریشو ایک افریقی قبیلے کا روحانی پیشوا بھی ہے اور طویل عرصہ سے منشیات کی تجارت کرتا ہے۔ ان اڈوں سے تقریباً" چار سو افراد گرفتار کیے گئے ہیں جن سے بہت سے انکشافات ہونے کی توقع ہے۔

انسپکٹر گلفورڈ کو اس اعلیٰ کارکردگی پر ایک بڑا عہدہ تفویض کیا گیا جس کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

بنی پوری خبر پڑھ کر خاموش ہو گئی۔ اس کا چہرہ تمتما رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"قصور یہاں بھی ہوریشو کا ہی ہے۔" میں آہستہ سے بولا۔

"میں نہیں سمجھی۔"

"جنگ میری اور اس کی تھی اس نے انٹرپول کو میری طرف۔" ہم دونوں خاموش ہو گئے۔ اس ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تھی جس کے نمبر ڈائرکٹری میں موجود نہیں تھے۔ میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھایا۔

"ہیلو!"

"نواز اصغر سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہوریشو بول رہا ہے؟" میں نے آواز پہچان کر کہا۔

"ہاں۔ تم نواز ہو؟"

"تمہارا خادم میری جان۔" میں نے کہا۔ بنی نے دوڑ کر دوسرے کمرے کا رخ کیا تھا تاکہ دوسرے فون پر اس گفتگو کو سن سکے۔

"کیا تم مجھے کوئی اچھا انسان سمجھتے ہو ہوریشو؟"

"ہرگز نہیں لیکن ہماری آپس کی جنگ میں تم نے پولیس کا دوبار استعمال کیا ہے۔"

"دونوں دفعہ تمہاری کمینگی کے جواب میں یہ سب کچھ کرنا پڑا ہے ہوریشو!"

"کیوں؟"

"کیا تم نے انٹرپول کو میرے پیچھے لگانے کی کوشش نہیں کی میں نے تمہارے داؤ کو تم پر الٹنے کی کارروائی کی ہے ہوریشو!"

"لیکن اب تم بھی نہیں بچ سکتے نواز!"

"روحانی قوتیں استعمال کر ہی ڈالو ہوریشو۔ اب ان کے بغیر کام نہیں چلے گا۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا اور ہوریشو کی کوئی آواز سنائی نہیں دی۔

"ٹھیک ہے نواز۔ اب میری زندگی کا صرف ایک مقصد ہے۔"

"وہ کیا میری جان؟"

"تمہیں قتل کرنا۔"

"یہ کوئی نئی بات نہیں ہے پہلے بھی تمہاری زندگی کا یہی مقصد تھا۔"

"بہرحال انتظار کرو اس برے وقت کا جب میرا قہر تمہارے اوپر ٹوٹے گا"

"بے فکر رہو۔ انتظار کر رہا ہوں۔" میں نے جواب دیا اور ہوریشو نے فون بند کر دیا۔ مجھے بے اختیار ہنسی آگئی۔ بنی واپس میرے پاس پہنچ گئی۔

"اب تو قاعدے سے اسے خودکشی کر لینی چاہیے۔" اس نے کپکپاتی آواز میں کہا اور میں نے بنی کو آغوش میں گھسیٹ لیا۔

"میں نہیں جانتا تھا کہ ہوریشو اس کے بعد کیا اقدام کرے گا لیکن انتظار کے علاوہ اور کیا کر سکتا تھا۔ چنانچہ میں انتظار کرتا رہا۔ تیسرے دن ڈائگر نے کھلونوں کو کلیر کرانے کی اطلاع دی اور میں اس کے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بنی کو بھی میں نے ساتھ لے لیا تھا اور ایسے میں احتیاطاً" ہم میک اپ تو کر ہی لیا کرتے تھے
خوبصورت کھلونوں کی بڑی بڑی پیٹیاں ایک بڑے گودام میں چنی ہوئی تھیں۔ میں نے ان میں سے چ
کھلونے نکال کر دیکھے ان پر مخصوص مارک موجود تھا۔

"میں نہیں سمجھی نواز۔" بنی نے ایک خوبصورت گڑیا کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے تم سے کہا تھا" بنی کہ میں اب باقاعدہ اس میدان میں آگیا ہوں۔"

"ہاں۔ تم نے کہا تھا۔"

"ہالینڈ کی فرم ہاؤس آف ٹوائز کے بارے میں بھی تمہیں بتایا تھا۔"

"بالکل۔ تم نے بتایا تھا کہ یہ فرم خوبصورت کھلونے تیار کرتی ہے۔"

"اور اس فرم کا پروپرائٹر میں ہوں۔"

"تم؟"

"ہاں۔ میں نے تم سے تذکرہ کیا تھا شاید تم نے غور نہیں کیا۔"

"مجھے یاد نہیں رہا نواز۔"

"میں نے تم سے ذکر کیا تھا کہ سردارے اس کو کنٹرول کر رہا ہوں میں مال کے لیے منڈی تلاش کرنے نکلا تھا۔"

"ہاں۔ لیکن تفصیل نہیں پتہ چل سکی تھی۔"

"خیر بنی! میں نے اب یہی سوچا ہے کہ تم۔ یعنی میکلنو پوری دنیا میں میرے مال کے سول ایجنٹ ہوں گے اور میں اپنے طور پر کچھ اور راہیں تلاش کروں گا۔

"لیکن نواز کیا یہ فرم منشیات کی تاجر ہے؟"

"راجہ نواز اصغر اس کام کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔"

"تو ان کھلونوں کے ذریعے۔"

"ہاں۔ ان میں منشیات پوشیدہ ہیں' تلاش کرو۔"

"اوہ میرے خدا۔ اس لحاظ سے یہ کھلونے تو بیحد قیمتی ہوں گے" بنی نے کہا۔ اور الٹ پلٹ کر گڑیا کو بغور دیکھنے لگی پھر ڈائگر سے بولی۔

"کیا خیال ہے ڈائگر۔"

"بہت خوبصورت پروگرام ہے لیکن پولیس اس راستے پر آسانی سے پڑ جاتی ہے۔" ڈائگر نے بھی ایک گڑیا ہاتھ میں لے لی۔

"میں نے اس میں جدت پیدا کی ہے ڈائگر' اس گڑیا کی قیمت کم از کم دس ہزار ڈالر ہے۔ مجھے بتاؤ کس طرح؟"

"اس گڑیا کی قیمت؟" ڈائگر بری طرح اچھل پڑا۔

"ہاں۔" میں نے جواب دیا اور ڈائگر اس کا وزن کرنے لگا پھر اس نے میری طرف دیکھا۔

"میں اسے خراب کر سکتا ہوں؟"

"شوق سے۔" میں نے جواب دیا اور ڈائگر نے جیب سے چاقو نکال لیا اور پھر اس نے گڑیا کو

کھول کر اندر سے دیکھا گڑیا خالی تھی۔ بنی بھی دلچسپی سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ دونوں بہت دیر تک چکراتے رہے اور اندازہ نہ لگا سکے

"میں نہیں سمجھ سکا مسٹر برونو۔" ڈائگر نے اعتراف کیا۔

"ان میں سے چند کھلونے ساتھ لے لو ڈائگر واپس چل کر تفصیل بتاؤں گا۔" میں نے کہا اور ڈائگر نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ پھر ہم وہاں سے چل پڑے۔

"اس حساب سے تو ان کی قیمت کروڑوں ڈالر تک پہنچی مسٹر برونو!"

بنی نے ڈائگر کے سامنے مجھے برونو کہہ کر ہی مخاطب کیا تھا۔

"ہاں بنی! اب تم مسٹر ڈائگر کے ساتھ مل کر پہلے تو یہاں اڈے قائم کرو اس کے بعد دوسرے ممالک کے شہروں کا جائزہ لو۔ میں اپنے طور پر مارکیٹ تلاش کروں گا۔"

"لیکن اتنی بڑی دولت۔ تم؟"

"تم جیسی دوست ہو بنی اس پر میں اس سے کئی گنا زیادہ دولت بھی قربان کر سکتا ہوں۔ تمہیں اپنی قیمت لگانے کا کوئی حق نہیں ہے۔"

"مجھے تو آپ کسی اجنبی سیارے کی مخلوق معلوم ہوتے ہیں مسٹر برونو۔ دوست کی حیثیت سے اتنا عظیم اتنا فراخ دل' دشمن کی حیثیت سے مقابل کو فنا کر دینے والا پھر ذہانت میں بے مثال۔ مادام بنی ہی مجھے آپ کے بارے میں کچھ بتائیں تو مانوں۔"

"ہر انسان ایک معمولی سی شخصیت کا مالک ہے مسٹر ڈائگر۔ آپ کچھ بھی کر لیں بعض اوقات ایک معمولی سی چیز پر قادر نہیں ہوتے۔"

"ہاں یہ تو حقیقت ہے لیکن کیا یہ بھی آپ کی شخصیت کا پہلو ہے؟"

"مسٹر برونو کی شخصیت کی تخلیق ہی ایک ایسے احساس سے ہوئی ہے" بنی نے کہا۔

"دل مانتا ہے مادام کیونکہ ایک عام انسان میں اتنی باتیں یکجا نہیں ہوتیں۔" ڈائگر نے کہا۔ اور پھر ہم واپس پہنچ گئے۔ تب میں نے اپنی جادوگری دکھائی۔ میں نے ان کھلونوں میں سے ہر نمبر کے کھلونے مختلف برتنوں میں آگ پر گلا دیئے اور ان میں سے وہ کیمیکل نکل آیا جس نے منشیات کو یہ شکل دی تھی بنی اور ڈائگر ششدر رہ گئے تھے۔

"یہ مختلف قسمیں ہیں افیون' مارفیا پیتھڈین' ایلکوحل اور پائنزکون' ہر کھلونے پر ایک نمبر ہے تم ان سب کا مکسچر بنا کر ایک نئی چیز بھی بنا سکتے ہو۔ ان پر ۷۵ فیصد مقدار نشہ آور ادویات کی ہے اتنی کیمیکل ہے جو با آسانی الگ ہو جاتا ہے اس طرح تم ان سے مطلوبہ اشیا بر آمد کر سکتے ہو۔"

دونوں دیر تک گم سم بیٹھے رہے پھر بنی نے ایک طویل سانس لے کر کہا "لیکن مسٹر برونو' اس سلسلے میں تو آپ کو بڑی تحقیق کرنا پڑی ہو گی؟"

"ہاں۔ خاص طور سے ایسے کیمیکل کی دریافت جو منشیات میں حل بھی ہو جائے اور گرم کرنے سے صاف نکل بھی آئے اور خاص طور سے کھلونوں کے لیے فنشنگ بھی دے سکتے۔"

"کیا یہ کوئی معمولی کام ہے؟"

"یہ بنی جانتی ہیں کہ مجھے بہت تھوڑا سا وقت ملا ہے اگر مجھے زیادہ سکون اور زیادہ وقت مل جائے تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں بہت کچھ کر سکتا ہوں۔"

"یقیناً۔" ڈائگر نے بڑی عقیدت سے گردن ہلائی تھی۔

"بہرحال تم لوگ اپنا کام شروع کر دو۔ ڈائگر اس سلسلہ میں تم بنی کے بہترین مددگار ثابت ہو گے۔ یہاں سے کام کی ابتدا کر دو اس کے بعد ہم کام پھیلا دیں گے۔ مال کی تم فکر مت کرو جتنا مال درکار ہو میں فراہم کراؤں گا۔"

"جو حکم مسٹر برونو!"

اور اس کے بعد زندگی میں ایک ٹھہراؤ آ گیا۔ بس ایک عجیب سا سکون بنی نے بڑی کوشش کی میں اس کے ساتھ مقامی طور پر کام میں دلچسپی لوں لیکن میں اپنے تمام ذرائع ہوریشو کی تلاش میں صرف چاہتا تھا۔

"نواز! ایک بات تو بتاؤ۔" ایک دن بنی نے کہا۔

"ہوں!"

"تم نے اتنے اعلیٰ پیمانے پر یہ کام پھیلایا ہے میرا خیال ہے جس پیمانے پر اب یہ کام شروع ہوا ہے اتنا تو مکلینو کے زمانے میں بھی نہیں تھا۔"

"ہوں۔ پھر؟"

"تمہارے سامنے اس کا کوئی مقصد ہے؟" میں نے سوال کیا اور اس سوال سے نہ جانے کیوں اس وقت دل میں ایک گولا سا اٹھا۔ اس سارے ہنگامے کا کوئی مقصد تو ہو سکتا تھا لیکن۔ نہیں تھا۔

"تم خاموش ہو گئے نواز؟"

"ہاں بنی۔ اس سوال کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔" میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیوں؟"

"اس لیے بنی کہ میں نے اس بارے میں سوچنا ہی چھوڑ دیا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا مجھ سے یہ سوال کرے اس وجہ سے بنی کہ خود میری زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے بس یوں سمجھو کہ زمین آسمان کی گردش نے زمین پر ایک کونپل اگا دی اس نے پرورش پائی اور ایک درخت بن گیا لیکن ایسا درخت جس کے نہ تو پتے گھنے ہیں نہ اس میں کوئی پھل لگتا ہے بس یہ درخت صرف اس لیے اگا ہے کہ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں تھا اب اس کے اوپر جتنے الزامات چاہو لگا لو۔ سوکھ جائے گا تو مٹ جائے گا اور بس۔"

"نواز۔" بنی جذباتی ہو گئی۔

"بنی یہ موضوع ختم کر دو۔ اگر تم نے مجھ سے ہمدردی کا ایک لفظ بھی کہا تو میں ہمیشہ کے لیے تمہارے پاس سے چلا جاؤں گا۔"

"اوہ۔ ٹھیک ہے نواز۔" بنی خاموش ہو گئی۔

چند روز اور گزر گئے۔ ہوریشو کا نہ تو کوئی فون آیا تھا نہ اس کے نشانات ملے تھے۔ اس دوران ڈائگر پوری محنت سے کام کرتا رہا تھا۔ اس نے بے شمار اڈے قائم کر دیئے تھے۔ سب سے بڑی بات ہمارے مال کی خصوصیت تھی اس مال میں منشیات کے رسیا بڑی دلچسپی لے رہے تھے کیونکہ اس میں ایک مخصوص ٹیسٹ پیدا ہو گیا تھا۔

"ڈائگر!" ایک دن میں نے ڈائگر سے کہا۔

"یس چیف!" ڈائگر بھی اب مجھ سے کافی بے تکلف ہو گیا تھا۔

"ہوریشو کا کوئی نشان نہیں مل رہا۔"

"میرا خیال ہے مسٹر برونو کہ اس نے یہ ملک ہی چھوڑ دیا ہے۔"

"ممکن ہے کیونکہ اس پر یہ زمین تنگ ہو گئی۔ بہرحال اس کا ایک اور تحفہ میرے پاس موجود ہے۔" میں نے کہا۔

"تحفہ؟"

"ہاں۔ لیکن اس کو وصول کرنے کے لیے کافی جدوجہد کرنا ہوگی۔"

"ڈائگر ہر خدمت کے لیے تیار ہے بس آپ حکم کیا کریں مسٹر برونو۔"

"یہاں سے کافی دور ایک دوسرے ملک کی سرحدوں میں ایک جزیرہ ہے اس جزیرے میں منشیات کا عظیم خزانہ پوشیدہ ہے۔"

"منشیات کا خزانہ؟"

"ہاں۔ ہوریشو کا دل جو میں نے نکال لیا تھا۔" میں نے ڈائگر کو پوری تفصیل بتائی اور ڈائگر نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

"کیوں۔ تمہیں کیا ہوا؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں مسٹر برونو، اب تو آپ کے ہر انکشاف پر سر چکرانے لگتا ہے اب تو میں حیرت کی منزلوں سے بھی آگے نکل گیا ہوں۔ آپ نے بے چارے ہوریشو کا کیا حال بنایا ہے اس کے باوجود وہ پاگل نہیں ہوا بڑی بات ہے۔"

"پاگل ہونے کے بعد وہ اپنے بال ہی نوچ سکتا تھا۔ بہرحال تم اس کے لیے کیا کرو گے؟"

"ڈائگر کے ہاتھ بھی آپ کی دعا سے کافی لمبے ہیں چند ایسے لوگوں سے میرے تعلقات ہیں جو کافی اعلیٰ پیمانے پر اسمگلنگ کرتے ہیں میں ان سے رابطہ قائم کروں گا۔ وہ سارا بندوبست کر دیں گے۔"

"تب تم ان سے بات کر لو لیکن ہمیں بھی ساتھ جانا پڑے گا۔ جزیرے کی نشاندہی کے لیے میرا ساتھ چلنا ضروری ہے۔"

"اس کے لیے بھی انتظامات کر لیے جائیں گے بلکہ اگر آپ پسند کریں تو خود ہی مسٹر جوشی سے ملاقات کر لیں۔ آپ ان سے بہتر گفتگو کر سکیں گے۔"

"ٹھیک ہے میری اس سے ملاقات کرا دو۔" میں نے جواب دیا اور ڈائگر نے کہا کہ وہ مسٹر جوشی سے وقت لے لے گا۔"

پرانے طرز کے پرتگالی قزاقوں کی سی شکل کا آدمی صورت ہی سے خطرناک نظر آتا تھا۔ اس کی آنکھیں اتنی چھوٹی تھیں کہ بس ایک لکیر سی محسوس ہوتی تھی عمر پینسٹھ اور ستر کے درمیان معلوم ہوتی تھی لیکن جوانوں کی طرح سرخ تھا۔ اس خطرناک صورت کے ساتھ اس کی خوش مزاجی تعجب خیز لگتی تھی۔

"اوہ میرے دوست ڈائگر۔ شہر کے معزز شخص۔ کوئی میرے دل سے پوچھے کہ اس قوم کو ناکارہ کرنے میں تمہارا کتنا ہاتھ ہے لمبے قد آور نوجوان اب منشیات کے نشے میں لونڈیوں سے بدتر ہو جاتے ہیں تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرا دل چاہتا ہے تمہیں قتل کردوں۔" اس نے ڈائگر کو سینے سے لپٹاتے ہوئے کہا۔

"پھر دونوں نے ہی اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے تم ملک کی معیشت کو کھوکھلا کر رہے ہو اور میں نوجوا
کو۔"

"ٹھیک ہے دوست' پھر دونوں بڑی خوش اسلوبی سے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔" ڈا
ہنستے ہوئے کہا لیکن پھر اسکی نگاہ مجھ پر پڑی اور اس کی ہنسی اس طرح رک گئی جیسے برسوں سے ہنسا ہی نہ ہو۔

"یہ کون ہیں؟"

"میرے عظیم دوست مسٹر برونو۔"

"عظیم؟" اس نے تعجب سے مجھے دیکھا۔ انداز میں تمسخر تھا اور ڈائگر کے انداز میں تھو
سی بوکھلاہٹ نظر آئی۔ پھر وہ آگے بڑھا اور اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھا دیا۔" عظمت کا تعین میں
دوسرے طریقے سے کرتا ہوں۔"

اس دوران اس کا جائزہ لینے کا موقع مل گیا تھا اور میں اس کا ٹائپ کسی حد تک سمجھ گیا تھا چنانچہ م
نے ذرا سنبھلے ہوئے انداز میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اور جوشی نے میرے ہاتھ کو اپنے چوڑے ہاتھ
شکنجے میں کس لیا۔

میں خود بھی تیار تھا اور ایسے مواقعوں پر نہ جانے کہاں سے ایک انوکھی کیفیت میرے اندر ابھر
تھی۔ میں نے اس کے چوڑے ہاتھ کو پیس کر رکھ دیا اور یہ وہی قوت تھی جس نے ایک سیاہ فام کو دنیا سے
رخصت کر دیا تھا۔

جوشی دوہرا ہو گیا۔ اس کے حلق سے ایک کریہہ آواز نکل گئی تھی۔ "آپ سے مل کر بے حد خو
ہوئی مسٹر جوشی۔" میں نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ جوشی نے اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ سے پکڑ لیا تھا اور پھر وہ کرا
ہوا بولا۔

"مجھے بھی۔" پھر اس نے زور سے آواز لگائی "جیکسن!" اور ایک قوی ہیکل آدمی دوڑتا ہوا اندر آ
"معزز مہمان آئے ہیں ان کے لیے کافی وغیرہ لاؤ۔ اور آپ حضرات تشریف رکھیے۔ جیکسن!"

"یس سر۔" واپس مڑتا ہوا شخص پھر بولا۔

"میرے لیے بینڈیج کا سامان بھی۔"

"یس سر۔" وہ پھر مڑ گیا اور فوراً باہر نکل گیا۔

"منشیات کے اس دور میں مجھے نوجوانوں پر بھروسہ نہیں رہا ہے اس لیے کبھی کبھی دھوکہ کھا
ہوں لیکن طاقت کے لیے ایسے مظاہرے دیکھ کر مجھے خوشی ہوتی ہے۔ وہ پھر تکلیف سے کراہا اور پھر ا
جھٹکتا ہوا بولا "دیکھنا ڈائگر شاید فریکچر ہو گیا۔"

ڈائگر بوکھلائے ہوئے انداز میں اس کا ہاتھ دیکھنے لگا۔ جونہی اس نے جوشی کا ہاتھ چھوا اور وہ چیخ
تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر ناگواری کا کوئی تاثر نہیں تھا پھر اس وقت اس سے کوئی بات نہ ہو سکی۔ جب
اس کے ہاتھ کی بینڈیج نہ ہو گئی۔ جس شخص نے اس کے ہاتھ کی بینڈیج کی تھی اس نے جوشی کے ایما پر
ایک انجکشن بھی دیا تھا۔

اس دوران کافی کی ٹرالی آ گئی اس پر خشک میوے اور پھل بھی رکھے ہوئے تھے۔ ملازم نے

ہمارے سامنے سرو کر دی۔

"ہاں برادر۔ اب بتاؤ جوشی کیسے یاد آ گیا؟" اس نے دوسرے ہاتھ سے کافی کی پیالی اٹھا کر ہونٹوں
سے لگالی۔

"تمہارے پرائیویٹ جہاز دوسرے ممالک کے این او سی بھی تو رکھتے ہیں۔ جوشی۔" ڈائگر نے
کہا۔

"تمہیں علم ہے۔" جوشی نے گردن ہلائی۔

"ہمیں تمہارے ایک جہاز کی ضرورت ہے۔"

"پورے جہاز کی۔" جوشی چونک کر بولا۔

"جائیں گے تو صرف چند آدمی لیکن مال لانا ہے۔"

"بڑی مقدار ہے؟"

"ہاں!"

"منشیات؟" جوشی مسکرایا۔

"ہاں۔ ظاہر ہے۔" ڈائگر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کہاں سے لانا ہے؟"

"یہ تفصیل بعد میں۔"

"پکی کاروباری بات ہو رہی ہے؟" جوشی نے ڈائگر کی آنکھوں میں دیکھا

"بالکل۔"

"تب پھر چند اہم باتیں ہیں مثلاً اگر تم کسی ایسی غیر معروف جگہ جاؤ گے جہاں میرے جہاز نہ جاتے
ہوں تو اس کے لیے خصوصی انتظامات کرنے ہوں گے اور اگر ایسی جگہ جانا ہو جو میرے جہازوں کا روٹ ہے
تو تمہارے اخراجات کم ہوں گے مثلاً میں کوئی مال لوڈ کرا دوں وہ مال اس بندرگاہ پر اتر جائے پھر اگر گنجائش ہو
تو یہاں سے مال لے لیا جائے اور ساتھ ہی تمہارا مال بھی ہو تو آسانی ہو جائے گی۔"

"کیوں مسٹر برونو؟"

"اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔" میں صورت حال سمجھ رہا تھا۔ اس لحاظ سے تو یہ جوشی بہت اونچی
شے تھی۔

"تب یہ بہتر رہے گا لیکن اس شکل میں کہ ہم اپنی مخصوص بندرگاہ میں جائیں۔"

"تمہارے آدمی تعاون کریں گے؟" ڈائگر نے پوچھا۔

"احمقانہ سوال ہے۔" جوشی نے کہا۔

"ظاہر ہے اس کے ذمہ دار مسٹر جوشی ہوں گے۔"

"بالکل۔"

"اخراجات کی کوئی پرواہ نہیں ہے مسٹر جوشی آپ معاملے کی بات کریں"

"دوسری طرف سے ہم بھی مال لا سکیں گے؟" جوشی نے پوچھا۔

"نہ لائیں تو بہتر ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک۔ یہاں سے کتنے آدمی جائیں گے؟"
"چار پانچ۔"
"ہوں۔ بہرحال یوں سمجھو پورا ٹرپ تمہارا ہو گا۔"
"ہاں یہی سمجھ لیں۔"
"پچپن ہزار پونڈ خرچ ہوں گے۔ مال پوری حفاظت سے تمہارے حوالے کر دیا جائے گا۔"
"مجھے منظور ہے۔" میں نے جواب دیا اور جوشی نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر مسکرا دیا۔
"ہر بات میں وقار ہے۔ عمدہ آدمی ہو۔ پانچ ہزار پونڈ بڑھا کر بتائے تھے وہ میں خود کم کیے لیتا ہوں لیکن رقم ایڈوانس۔ پوری رقم۔"
"شام تک ادائیگی ہو جائے گی۔" میں نے جواب دیا۔
"جگہ" جوشی نے پوچھا۔ اور میں نے اسے پوری تفصیل سمجھا دی۔ جوشی نے پرسکون انداز میں گردن ہلائی تھی۔
"تو اجازت جوشی۔" میں کھڑا ہو گیا اور جوشی ہمیں دور تک چھوڑنے آیا پھر ہم اس سے رخصت ہو کر اپنی کار میں چل پڑے۔ ڈائگر خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا "یہ جوشی پرتگالی ہے؟" میں نے سوال کیا۔
"اوہ نہیں۔ بس حلیہ ایسا بنا رکھا ہے فن لینڈ کا باشندہ ہے۔"
"جہاز ہیں اس کے؟"
"پوری شپنگ کمپنی ہے۔ مقامی طور پر مالدار لوگوں میں چھٹے نمبر پر آتا ہے، لیکن کریک ہے' فطرت میں درندگی ہے' ہمارے کام کے لیے اس سے بہتر کوئی اور آدمی میری نگاہ میں نہیں ہے ورنہ میں اس سے کام نہ لیتا۔"
"کیوں؟"
"اس کے ساتھی بھی سب چھٹے ہوئے بدمعاش ہیں اور بہرحال ہمارا ان سے مستقل واسطہ رہے! حالانکہ وہ اصول پسند آدمی ہے۔"
"اوہ ڈائگر۔ ظاہر ہے ہم جس لائن میں ہیں وہاں ہمارا واسطہ شریف آدمیوں سے بہت کم پڑے' اور ہمیں ہر قسم کے لوگوں کے لیے خود کو تیار رکھنا ہو گا۔"
"ہاں یہ تو ٹھیک ہے مسٹر برونو۔ اور آپ۔ آپ نہ جانے کیا ہیں اب تو میں تبصرہ بھی نہیں کروں گا۔ اس کا ہاتھ یقیناً ٹوٹ گیا تھا۔"
"میں نے کہا نا ڈائگر ہمیں ہر قسم کے لوگوں کے لیے خود کو تیار رکھنا ہو گا۔"
"بنی نے ہمارا پروگرام سن کر کہا تھا کہ وہ خود بھی ہمارے ساتھ چلے گی۔"
"یہ مناسب نہیں ہو گا بنی تمہیں یہاں کے حالات کو کنٹرول کرنا ہو گا پھر اس کاروبار کو ابھی اس طرح نہیں چھوڑ سکتے۔"
"لیکن نواز۔ جہاز پر تمہارا سفر کتنا دلکش ہو گا۔ میں تو اس تصور سے ہی خوش ہو گئی تھی۔" وہ مرجھا گئی۔

"وہ ٹھیک ہے بنی لیکن ہم جو کچھ کر رہے ہیں اس کے لیے ہمیں تھوڑی سی محنت اور جدوجہد بھی کرنا ہو گی اور پھر اس صورت میں کہ ڈائگر بھی ہمارے ساتھ جا رہا ہے۔"
"صرف ایک بات اور کہوں گی اس کے بعد جیسی تمہاری مرضی ہو۔" بنی نے کہا۔
"ضرور کہو۔"
"اگر ڈائگر کو یہاں چھوڑ دیا جائے تو کیا وہ ان اڈوں کو نہ سنبھال سکے گا"
"نہیں بنی۔ پلیز بات کو سمجھنے کی کوشش کرو ہمیں زیادہ عرصہ بھی نہیں لگے گا۔ تمہارا یہاں رہنا ضروری ہے سردارے ہالینڈ سے مال بھیجے گا اسے وصول کر کے سپلائی کو بہتر بناؤ اور باہر سے بھی رابطہ رکھو۔"
"او کے۔" بنی نے کہا اور مسکرانے لگی۔ وہ ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ اس نے اس بات کو محسوس نہیں کیا ہے لیکن میں اس کی ذہنی کیفیت سمجھ رہا تھا اور یہ ضروری تھا میں اسے اس بات کا عادی بھی کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ مجھے اپنی ملکیت نہ سمجھ لے۔
ہم لوگ تیاریاں کرنے لگے۔ پرنس ہراتا حسب معمول مست تھا۔ عجیب انسان تھا یہ بھی۔ نہ جانے اس کی زندگی کا مقصد کیا تھا۔ کوئی خواہش نہیں تھی اس کی' بس ہر وقت اپنے میں مگن رہتا تھا اور خوش تھا۔
میں نے اس سے اس سفر کی بات کی تو اس نے مخصوص انداز میں گردن ہلا دی۔ "او کے چیف میں تیار ہوں۔"
"تمہیں سفر کے لیے کچھ ضرورت ہو گی ہراتا؟"
"ہاں ؟ ۔ روٹی دونوں وقت ملے گی؟" اس نے مسکرا کر کہا۔
"ظاہر ہے۔"
"نشے کی پابندی تو نہیں ہو گی؟"
"ہرگز نہیں۔"
"کپڑے بھی پہن سکوں گا تو پھر اور ضرورت کس بات کی رہ جاتی ہے بس سب ٹھیک ہے جب کہو گے اٹھ کر چل دوں گا۔" اس نے جواب دیا۔ اور میں ایک طویل سانس لے کر اس کے پاس سے اٹھ گیا۔
جوشی کی شخصیت کو میں نے مدنگاہ رکھا تھا۔ اس لیے ڈائگر کی مدد سے ایسا مخصوص سامان ترتیب دیا گیا جس میں مہلک ہتھیار چھپائے جا سکتے تھے۔ یہ پروگرام خفیہ طور پر ڈائگر سے طے ہوا تھا۔ جوشی خود جس قدر وحشی تھا اسکے آدمی بھی ممکن ہے اسی فطرت کے مالک ہوں اس لیے اپنا انتظام بھی ضروری تھا اور ڈائگر انتظامی امور میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ چنانچہ بظاہر ایسی چیزیں لی گئیں جن پر شبہ نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن دوسری طرف ایک باقاعدہ اسلحہ خانہ ساتھ لے لیا گیا تھا۔
پھر جوشی نے تیاریوں کی اطلاع دے دی اور بالآخر ہم چل پڑے بنی زیادہ خوش نہیں تھی لیکن اس نے کوئی اظہار نہیں کیا۔
جوشی بذات خود ہمیں بندرگاہ پر چھوڑنے آیا تھا۔ اور اس کا جہاز ایک عمدہ جہاز تھا ہر قسم کی سہولت سے آراستہ۔ اس نے جہاز کے کپتان سے ہمارا تعارف کرایا۔ یہ بھی جوشی کی کاپی تھا۔ جہاز کا پورا عملہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک جیسا تھا جتنے خلاصی اور عملے کے دوسرے لوگ نظر آ رہے تھے ایک سے ایک خبیث صورت تھے۔ میں اور ہراتا گہری نگاہوں سے جہاز کا جائزہ لے رہے تھے۔ مجھے واقعی حیرت ہوئی تھی۔ یہ جہاز خاصا تھا اور بقول ڈائگر کے جوشی کے ایسے کئی جہاز تھے اور وہ اسمگلر تھا۔ اس شخص کی دولت بھی بے اندازہ ہو گی۔

"چیف!" اچانک ہراتا کے منہ سے ایک بگڑی ہوئی آواز نکلی۔

"ہوں۔" میں اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"یہ دنیا آخر کب تک ختم ہو گی چیف۔ دل اکتا گیا ہے ایک ہی قسم کے مناظر سے ایک ہی زندگی سے کیا پوری دنیا میں کوئی انوکھی تبدیلی نہیں لائی جا سکتی؟"

"سمندری ہوا کسی خاص طریقے سے اثر انداز ہو رہی ہے تمہارے اوپر ویسے بائی دی وے تبدیلی لانا چاہتے ہو؟"

"اس پوری دنیا سے عورت کا وجود اٹھا لیا جائے۔ تم یقین کرو مسٹر نواز یہ دنیا جنت نظیر بن جائے کوئی غم نہیں ہو گا۔

"ہوا کیا؟" میں نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"موجود ہے اور خلاصی ہے کیا ضرورت تھی۔" ہراتا نے بدستور مسخرے پن سے پوچھا اور میری نگاہ بھی اس طرف دوڑ گئی۔ پرتگالی طرز کے خلاصیوں کے بال عموماً شانوں تک تھے سب کے سب موٹے چست لباس میں تھے اس لیے یکساں نظر آ رہے تھے لیکن اب جو غور سے دیکھا تو کچھ ابھرے ہوئے لباس بھی نظر آئے۔ بدن کے نقوش بھی مختلف تھے البتہ چہرے خاصے مردانہ تھے۔

"ہاں۔ ہراتا۔" میں نے خوشی سے اس کا شانہ بجاتے ہوئے کہا۔ "یہ جوشی خوش ذوق آدمی معلوم ہوتا ہے۔"

"چیف! تمہارا دل کبھی عورت سے بھرے گا؟" ہراتا نے مایوسی سے پوچھا

"بھر جائے گا ہراتا' مگر ابھی نہیں۔"

"مادام بنی کو تم اس لیے ساتھ نہیں لائے تھے۔"

"یہ بات نہیں ہے میری جان۔ اس وقت تک تو مجھے اس جہاز کی رنگینیوں کا علم بھی نہیں تھا بنی کو نہ لانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں سوچ رہا تھا پورے جہاز پر صرف ایک عورت ہو گی کہیں الجھن کا باعث نہ بن جائے۔"

"چلو پھر ٹھیک ہے تم خوش ہو تو ہراتا کو کیا۔ میں تو سر چھپائے کسی جگہ پڑا رہوں گا۔"

"لیکن تم اتنے پریشان کیوں ہو گئے تھے؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا

"سالی کی آنکھ اچانک خراب ہو گئی تھی ادھر سے گزری تو ایک آنکھ دبا دی۔"

"تمہاری طرف؟"

"ہاں۔"

"جب تک ان سے دور بھاگتے رہو گے ہراتا یہ تمہارے پیچھے لگی رہیں گی اس لیے بہتر ہے کہ ---"

"سمندر میں کود کر خودکشی کر لو۔ کیوں؟" ہراتا نے میری بات درمیان میں سے اچک لی' تم سمجھنے کی کوشش کرو چیف۔ جب میں دنیا ترک کرنے کے بارے میں سوچوں گا کسی عورت کا سہارا لوں گا۔" میں ہنسنے لگا۔

جوشی کے جہاز کا ہم لوگ پوری طرح جائزہ لے چکے تھے جدید قسم کا خوبصورت جہاز تھا لیکن اس پر موجود تمام لوگ کھلنڈری فطرت کے مالک تھے کپتان نے ہمیں ہمارے کیبن بتا دیئے۔ جوشی نے اسے تمام ہدایات دے دی تھیں اس لیے وہ ہمارے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آیا تھا۔ بالآخر جہاز نے بندرگاہ چھوڑ دی۔ ہم عرشے پر تھے اور جہاز کو کنارے سے دور ہوتے دیکھ رہے تھے اور دیر تک ہم وہیں کھڑے رہے۔

"مجھے اجازت دو چیف تو میں اپنے کیبن میں چلا جاؤں۔" ہراتا نے کہا

"تمہیں گوشہ نشینی کی حاجت محسوس ہو رہی ہے؟"

"اس بندر کی اولاد کو دیکھو کیا کر رہی ہے۔" ہراتا نے کہا اور میری نگاہ اس طرف اٹھ گئی۔ لڑکی مستول سے لپٹی ہوئی تھی۔ اس نے ملاحوں والی ٹوپی پہن رکھی تھی اور ہراتا کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"کیا بات ہے مسٹر برونو؟" ڈائگر نے ہماری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ مسٹر ڈائگر میرے ساتھی کو یہ جہازی لڑکیاں چھیڑ رہی ہیں۔ نہ جانے کیوں لڑکیاں اس کے پیچھے پڑی رہتی ہیں؟"

"لڑکیاں چھیڑ رہی ہیں؟" ڈائگر ہنس پڑا۔

"ہاں۔ اس بیچارے کے ساتھ یہ ٹریجڈی ہے ہمیشہ کوئی نہ کوئی......"

"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے مسٹر ہراتا انہیں چھیڑنا شروع کر دیں" [illegible] نے کہا۔

"ان کا ایمان خراب ہوتا ہے" میں نے کہا۔ ہراتا کو میری اجازت مل گئی تھی اس لیے وہ چلا گیا۔ میں اور ڈائگر ہنسنے لگے۔

"مسٹر ہراتا لڑکیوں سے بھاگتے ہیں۔"

"ہاں۔ وہ عورت کی دنیا کا انسان نہیں ہے۔"

"نہ جانے کیوں جوشی نے جہاز پر لڑکیاں پال رکھی ہیں؟"

"سیدھی سی بات ہے ملاحوں کا دل لگا رہتا ہے عورت کی موجودگی میں کسی کو اکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی۔ ویسے ڈائگر جوشی کے بارے میں مجھے کچھ تفصیل سے بتاؤ۔"

"مثلاً؟"

"اس شخص کی تاریخ کیا ہے ٹائپ کیا ہے؟"

"فن لینڈ کا باشندہ ہے آج سے تقریباً بارہ سال پہلے کچھ نہیں تھا بندرگاہ کے علاقے میں غنڈہ گردی کرتا تھا پھر ایک چھوٹا سا ہوٹل کھول لیا۔ چند روز ہوٹل چلاتا رہا اور پھر اچانک اس کی حالت بدلنے لگی اور اب تو آپ کو معلوم ہی ہے۔"

"تم سے کیسے تعلقات ہیں؟"

"اس وقت سے ہیں جب وہ کچھ نہیں تھا۔ ویسے آدمی اصول پرست ہے دولت بے پناہ ہے لیکن فطرتاً ملاح ہے اور اس دولت سے اپنی شخصیت کو نہیں بدل سکا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کوئی ایسا کام جو ناپسندیدہ ہو؟"

"نہیں۔ عام حالات میں بے ضرر ہے۔"

"ہوں۔" میں نے ایک گہری سانس لی اور پھر چونک کر ہم دونوں ہراتا کو دیکھنے لگے جو برق اسی طرف آ رہا تھا۔

"خیریت ہراتا؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں خیریت ہے چیف کوئی خاص بات نہیں ہے لیکن کیا آپ لوگ پوری زندگی یہیں گزارنے کا فیصلہ کر چکے ہیں؟"

"نہیں چلو۔ چل رہے ہیں۔" میں نے محسوس کیا تھا کہ کوئی خاص بات ہے بہرحال میں نے اس سے کوئی اور سوال نہیں کیا اور ہم اپنے کیبنوں کی طرف چل پڑے ڈائگر اپنے کیبن میں چلا گیا ہراتا کے ساتھ اس کے کیبن میں داخل ہو گیا۔

"ہاں ہراتا۔ کیا بات ہے؟"

"میرا دماغ گھوم جائے گا مسٹر نواز ایک آدھ کی گردن توڑ دوں گا۔"

"ضرور توڑ دینا مگر ہوا کیا؟"

"بڑی مصیبت ہے چیف! بخت کی بچی میرے کیبن میں ہی گھس آئی۔ اس کا نام کشتیاب میرا نام پوچھ رہی تھی۔"

"پھر تم نے کیا کہا؟"

"میں اسے چھوڑ کر تمہارے پاس پہنچ گیا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ ابھی نام پوچھ کر آتا دیکھتی رہ گئی تھی۔"

مجھے ہنسی آ گئی پھر میں نے سنجیدگی سے اس سے کہا "اس قدر خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے ہراتا خواہ مخواہ تماشہ بن جاؤ گے۔"

"پھر کیا کروں چیف؟ یہ عورتیں تو بڑی لفنگیاں معلوم ہوتی ہیں۔"

"بہرحال تمہیں اغوا کر کے نہیں لے جائیں گی۔ تھوڑے سے حواس قائم رکھو۔ بات صرف جہاز کی نہیں ہے 'ان سے کہاں پناہ ملے گی۔"

"میں گوشہ نشینی اختیار کر لوں گا لیکن ان لوگوں کے چکر میں نہیں پھنسوں گا۔"

"نہیں ہراتا' اس قدر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔" میں اسے سمجھاتا رہا لیکن مصیبت پھر نازل ہو گئی اس نے کیبن کا دروازہ کھول کر اندر جھانکا تھا۔

"یہ تھی۔" ہراتا نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ لڑکی دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔ درحقیقت اس کے چہرے پر مردانہ پن تھا لیکن جسمانی طور پر وہ بھرپور تھی۔

"ہیلو۔ کہاں چلے گئے تھے" اس نے مجھے نظرانداز کر کے ہراتا سے پوچھا

"اندر آئیے خاتون' آپ کو کوئی کام ہے؟" میں نے شریفانہ انداز میں کہا۔

"تم سے نہیں ہے۔ درمیان میں نہ بولو' اس نے کھردرے لہجے میں کہا اور میں نے ایک سانس لی۔

"اس کے بارے میں جو کچھ معلوم کرنا ہے مجھ سے معلوم کرو۔" میں نے نرم لہجے میں کہا۔

"کیوں؟" اس نے مجھے گھورا۔

"بس میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ ورنہ اپنی ٹوٹ پھوٹ کی ذمے دار تم خود ہو گی۔"

"ٹوٹ پھوٹ؟" لڑکی کے چہرے پر تعجب کے آثار تھے۔

"ہاں۔ اس کا ذہنی توازن درست نہیں ہے۔"

"ارے نہیں۔" اس بار لڑکی کسی قدر خوفزدہ ہو گئی تھی۔

"تمہیں خود محسوس کر لینا چاہیے تھا۔ تعجب ہے تم نے ابھی تک اس بات کا اندازہ نہیں لگایا جبکہ لڑکیاں اس معاملے میں کافی تیز ہوتی ہیں۔"

"لیکن بظاہر تو۔" لڑکی نے کہنا چاہا پھر رک گئی۔ ہراتا اپنی جگہ سے اٹھا اور سینٹر میں پڑی ہوئی میز اٹھا کر سر پر جانے کی کوشش کرنے لگا۔ لڑکی چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ پھر وہ خاموشی سے باہر نکل گئی۔

ہراتا نے میز رکھی اور میرے اوپر چھلانگ لگا دی وہ مجھ سے بے اختیار لپٹ گیا تھا۔ "ایسی ترکیب بتائی ہے مسٹر نواز کہ بس یہاں بھی تمہاری ذہانت کا کرشمہ دیکھ لیا۔ پوری زندگی کام آئے گی۔ ارے واہ لطف آ گیا۔"

"کیا مطلب؟" میں نے چونک کر کہا۔

"چیف عورتیں پاگلوں سے خوفزدہ رہتی ہیں نا ہراتا ہر عورت کے سامنے پاگل ہی رہے گا۔"

"اوہ۔" میں نے گردن ہلائی۔ ضروری نہیں بہرحال تجربہ کر دیکھو کیا حرج ہے ممکن ہے تمہارا مسئلہ اس طرح حل ہو جائے۔"

ہراتا خاموش ہو گیا تھا۔

جہاز کے ماحول میں ابھی کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی وہ مناسب رفتار سے سفر کر رہا تھا۔ شام ہو چکی تھی ابھی تک جہاز کے خلاصی اور دوسرے لوگ اپنے کاموں میں مصروف تھے لیکن شام کو انہیں فرصت ہو گئی اور اب ایک تفریحی ماحول پیدا ہو گیا تھا۔ خلاصی ٹولیاں بنائے جہاز کے مختلف حصوں میں نظر آ رہے تھے۔ چاروں طرف قہقہے ابھر رہے تھے۔

ہم بھی باہر نکل آئے۔ ہراتا نہ جانے کیوں اب پرسکون ہو گیا تھا اور اس وقت وہ بھی ہمارے ساتھ ہی تھا۔

ڈائگر ریلنگ سے ٹکا سمندر کی لہروں کو دیکھ رہا تھا۔ "طویل عرصہ کے بعد یوں محسوس ہو رہا ہے کہ زندگی پھر لوٹ آئی ہے۔" اس نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"تو زندگی کے ان ہنگاموں سے بددل نہیں تھا لیکن یہ سکون اجنبی اجنبی سا لگ رہا ہے کیا آپ بھی اس سے لطف اندوز ہو رہے ہیں مسٹر برونو؟"

"ہاں۔ کیوں نہیں؟"

"میں آپ کی شخصیت سے زیادہ واقف نہیں ہوں مسٹر برونو۔ میں نے تو آپ کا ایک رخ دیکھا ہے مجرمانہ جانے کیسا ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اسے بھی برا نہیں پاؤ گے ڈائگر۔"

"ابھی تک ہمیں اڈے کے ہنگاموں سے فرصت نہیں ملی ہے میرا مقصد بھی کافی دلچسپ ہے
آکر آپ کو اس سے روشناس کراؤں گا۔"

"ضرور۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ پھر ہم دونوں کپتان کی طرف دیکھنے لگے جو ایک
اور خوشرو آدمی تھا لیکن حلیہ اس کا بھی مناسب نہیں تھا

"ہیلو فرینڈ' کیسے گزرے آپ کے یہ چند گھنٹے؟"

"ٹھیک ہیں کیپٹن!"

"یہاں کسی قسم کا تکلف نہ کریں۔ پورا جہاز آزادی کا جہاز ہے کوئی کسی کا پابند نہیں ہے نہ
کوئی قانون ہے مسٹر جوشی کی ہدایت ہے کہ سمندر کے سینے پر آزادی کے گیت گائے جائیں اور آپ
اس وقت جہاز کے لوگوں میں شامل ہیں۔"

"ہم بالکل مطمئن ہیں کیپٹن۔"

"او کے۔ او کے اور جس چیز کی ضرورت ہو بتا دیں۔"

"فی الحال کسی چیز کی ضرورت نہیں۔" میں نے جواب دیا اور کپتان چلا گیا۔

"تو یہ جہاز آزادی کا جہاز ہے۔" ڈائگر ہنس کر بولا۔

"ہاں۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ آزاد لوگ اس آزادی سے کس طرح فائدہ اٹھاتے ہیں۔"

"یہ جس طرح بھی اٹھائیں میں اس کا جائزہ لینا چاہتا ہوں اور اس کے لیے اجازت بھی نہیں لوں گا
آپ سے کیونکہ یہ آزادی کا جہاز ہے۔" ڈائگر نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور ایک طرف چلا گیا۔ اسی وقت میں
نے دو لڑکیوں کو اس طرف آتے دیکھا ان میں سے ایک کافی دراز قامت تھی۔ دوسری متناسب تھی۔ میں ان
کی طرف دیکھنے لگا۔ اور دونوں ہمارے قریب پہنچ گئیں۔

"ہیلو۔" دراز قد لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو! کیا آپ لوگ تنہا شامیں گزارنے کے عادی ہیں؟"

"مجبوری ہے۔" میں نے کہا۔

"کیوں مجبوری کیا ہے۔ اس شام ہم آپ کا ساتھ دے سکتے ہیں۔"

"لیکن آپ کو میرے ساتھی سے۔" میں نے ہراتا کی طرف دیکھا۔ اور چونک پڑا۔ ہراتا موجود
نہیں تھا۔

"ارے۔ یہ میرا ساتھی کہاں گیا؟"

"وہ تو نہ جانے کیوں ڈرتا ہوا چلا گیا تھا۔ ویسے کشتیا کہہ رہی تھی کہ وہ پاگل ہے۔ کیا یہ درست
ہے؟" لمبی لڑکی نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس پر دماغی دورے پڑتے ہیں۔"

"خطرناک تو نہیں ہو جاتا؟"

"بے حد' کئی عورتوں کو گنجا کر چکا ہے نہ جانے کیوں جنون کے عالم میں وہ لڑکیوں کے سر مونڈتا
ہے اور پھر ان کے سروں پر ہاتھ پھیر کر روتا رہتا ہے" دونوں لڑکیوں نے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھیں اور

ہنس پڑیں۔

"کسی لڑکی نے اسے گنجا نہیں کیا؟"

"نہیں۔ لڑکیاں اس کے خوبصورت بالوں سے بہت متاثر ہوتی ہیں"

"وہ جاپانی ہے؟"

"ہاں۔"

"بہرحال ہم اس کے بال صاف کرا دیں گے" لمبی لڑکی نے بڑے وثوق سے گردن ہلاتے ہوئے کہا
اور میں اسے غور سے دیکھنے لگا۔ دوسری لڑکیوں سے مختلف تھی چہرے سے وہی خشونت ٹپکتی تھی جو یہاں
دوسری لڑکیوں کے چہروں پر تھی۔

"خود لڑکیوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟"

"جو ہر مرد کی ہوتی ہے۔"

"ہم دونوں میں سے تمہیں کون پسند ہے؟"

"دونوں۔"

"چالاک بننے کی کوشش مت کرو تمہیں فیصلہ کن بات کہنا ہو گی۔" لمبی نے کہا۔

"قطعی فیصلہ کن؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں قطعی!"

"تو تم پھر کوئی لڑکی ہو' بے تکی۔ تمہارے اندر تو نسوانیت ہی نہیں ہے۔ میں تمہارے پر تھوکنا بھی
پسند نہیں کرتا۔"

"ہوں۔" لمبی لڑکی نے خونی نگاہوں سے مجھے گھورتے ہوئے کہا اور پھر دونوں آگے بڑھ گئیں پھر
شرافت کا مارا ہراتا اسی وقت کیبن سے نکل آیا تھا جب لڑکیاں اس کے کیبن کے سامنے سے گزر رہی
تھیں۔ دونوں لڑکیوں نے اس کا راستہ روک لیا تھا۔

میں نے محسوس کر لیا کہ کوئی پھڈا ہونے والا ہے۔ ہراتا کے تیور اچانک بگڑ گئے تھے۔ میں جلدی
سے اس طرف بڑھ گیا تھا ہراتا نے مجھے دیکھا اور پھر ایک دم دانت نکال کر لڑکیوں پر دوڑ پڑا لیکن لمبی لڑکی نے
پاؤں چلا دیا اور اس کا پاؤں ہراتا کے پیٹ پر پڑا۔ لڑکی نے اسے دوسرے بازو پر سنبھال لیا اور پھر اس کے ایک
ہاتھ نے ہراتا کو کئی قدم پیچھے ہٹا دیا۔

"میرا پاگل پن دور ہو گیا چیف' انہیں لے جاؤ" ہراتا نے کہا لمبی لڑکی نے اچھل کر ایک اور لات
اس کے رسید کی" انہیں لے جاؤ چیف میں اپنے کیبن میں جا رہا ہوں۔" ہراتا عجیب سے لہجے میں بولا لیکن
اس بار لڑکی نے زمین پر لیٹ کر دونوں لاتیں اس کے منہ پر ماری تھیں۔

ہراتا نے اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ لیں اور پھر انہیں قینچی دے کر ایک جھٹکا دیا۔ لمبی لڑکی کے حلق
سے کریہہ چیخ نکل گئی اور پھر وہ چیخنے کی مشین بن گئی۔ وہ درد و کرب سے مسلسل چیخ رہی تھی۔ اٹھنے کی
کوشش کر رہی تھی لیکن اٹھ نہیں پا رہی تھی۔

ہراتا مڑ کر اپنے کیبن کی طرف چلا گیا لیکن چند ہی ساعت میں وہاں ملاحوں کا مجمع ہو گیا تھا۔ سب
صورت حال پوچھ رہے تھے اور دوسری لڑکی انہیں تفصیل بتا رہی تھی۔ "تو یہ اس سے جوڈو لڑ رہی تھی"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اس نے ایک بار بھی جواب نہیں دیا بس ایک بار اس کی ٹانگیں پکڑ کر جھٹکا دے دیا تھا۔"
"اتنی بار منع کیا ہے کہ ہر ایک سے نہ لڑا کرے لیکن مانتی ہی نہیں چلو لے چلو اٹھا کر" ٹانگیں چلی گئیں بے وقوف کی۔ ان میں سے کسی نے ہراتا کو برا نہیں کہا تھا نہ ہی اس کے خلاف کسی غم و غصہ کا اظہار کیا تھا کچھ عجیب و غریب لوگ تھے۔

میں نے ہراتا سے اس بارے میں کوئی گفتگو نہیں کی۔ ظاہر ہے میرے سامنے ہی سب کچھ ہوا تھا میں اس سے کیا بات کرتا۔ رات ہو گئی۔ ہراتا اپنے کیبن میں گھسا تو پھر نہیں نکلا ویسے میں تھوڑا سا الجھ تھا۔ یہ ماحول ہراتا کے لیے تکلیف دہ نہیں بننا چاہیے تھا۔

ٹائنگر سے رات کو ملاقات ہوئی تو میں نے اس بارے میں گفتگو کی اور ٹائنگر ہنسنے لگا "مسٹر ہراتا انوکھے انسان ہیں۔ اس بے چاری کی ٹانگیں ہی توڑ دیں۔"

"ہاں وہ عورتوں سے دور رہتا ہے۔"

"عورت بھی کوئی دور رہنے کی چیز ہے مسٹر برونو"

"یہ بات وہ جاپانی نہیں سمجھتا۔"

"بہرحال آپ انہیں بتائیں کہ یہ تھوڑے دن کی بات ہے اپنے کیبن میں ہی گزر کر لیں۔" ٹائنگر نے کہا اور میں گردن ہلانے لگا۔ "اس کے علاوہ یہ لڑکیاں بھی بڑی دل پھینک ہیں۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ جوشی نے ایسے ہنگامے کر رکھے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"ذرا باہر کا ماحول دیکھیں۔ اس وقت یہ جہاز عیش کا جہاز ہے آیئے باہر چلیں۔" ٹائنگر نے کہا اور میں اس کے ساتھ باہر نکل آیا۔ اور باہر کے مناظر دیکھ کر میں دنگ رہ گیا۔ سب کے سب مست و بے خود تھے۔ شراب لنڈھائی جا رہی تھی ستے قسم کے نشے بھی ہو رہے تھے۔ عورت اور مرد سب ایک جیسے سارے پردے اٹھ گئے تھے۔ اور ماحول کی یہ کیفیت ہم لوگوں کے لیے واقعی انوکھی تھی۔ ہم ان میں ضم ہونے کی ہمت نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ ہم صرف تماشائی رہے۔ لڑکیوں نے ہمارے ساتھ بھی بے ہودگیاں کیں لیکن نشے میں ڈوبی ہوئی ان لڑکیوں پر ہم نے کوئی توجہ نہ دی۔ اور انہیں نظر انداز کرتے رہے۔ اس طرح جہاز کا یہ سفر واقعی تکلیف دہ رہا اور بے حد طویل محسوس ہوا۔

پروگرام کے مطابق سب کچھ خوش اسلوبی سے ہو گیا۔ ہم جزیرے تک گئے مال جہاز میں بار کیا اور پھر واپس اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ اس دوران میں تردد کا شکار رہا تھا' بہت سے خیالات ذہن میں آتے تھے۔ سردارے وغیرہ کی خیریت بھی معلوم نہیں ہوئی تھی۔

بہرحال یہ طویل اور تکلیف دہ سفر ختم ہو گیا اور میں نے واپس آکر فوراً" بنی سے ملاقات کی اور یہ سن کر سکون کی سانس لی کہ سب خیریت ہے۔ اور کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ سردارے کی طرف سے دو کیبل وصول ہوئے تھے جن میں خیریت کی اطلاع تھی۔ اس کے علاوہ اس نے مال بھی بھیجا تھا۔

بنی نے منشیات کا اتنا عظیم الشان ذخیرہ دیکھا تو دنگ رہ گئی اور پھر اسی وقت اس نے مجھے دو اہم خبریں سنائیں۔

"میکلنو آ گیا ہے۔"

"اوہ۔ واقعی۔ کب اور کہاں ہے؟"

"اسی عمارت میں میں نے اسے تمہارے بارے میں پوری تفصیل سنائی ہے اور وہ دنگ رہ گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے ایک اہم اطلاع بھی دی ہے جو تمہارے لیے ہے۔"

"وہ کیا؟"

"ہوریشو لندن میں ہے۔"

"کیا؟" میں چونک پڑا۔

"ہاں ٹھیک اطلاع ہے۔ وہ لندن پہنچ گیا ہے۔ بالآخر اس نے مقامی طور پر اپنی شکست قبول کر لی اور یہاں سے بھاگ گیا۔" بنی نے جواب دیا اور میرے ذہن میں لہریئے اٹھنے لگے۔ اچانک ہی اس ملک سے میری دلچسپی ختم ہو گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

اندھا اسمگلر مکلینو آنکھیں کھونے کے بعد بھی بے پناہ خصوصیتوں کا مالک تھا۔ اس نے میرے قدموں کی چاپ سنی اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"بات قرین قیاس ہے اور چونکہ بنی نے تم سے ملاقات کے بارے میں مجھے اطلاع دے دی تھی لیکن تمہارے قدموں کی چاپ' تمہارے بدن کی خوشبو ایک شہنشاہ کی خوشبو ہے اور شہنشاہوں کو صرف شہنشاہ پہچان سکتے ہیں۔"

مکلینو نے عجیب سی شان سے یہ بات کہی تھی۔ میرے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"شاہ مکلینو کی خدمت میں آداب پیش کرتا ہوں۔" میں نے کہا اور مکلینو کھڑا ہو گیا۔

اس نے میری طرف مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا۔ میں نے اسے نہایت گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔

"تمہارے بانکپن کو تو میں نے پہلے دن ہی محسوس کر لیا تھا لیکن میرا تجربہ تمہارے سلسلہ میں تھوڑا سا دھوکہ کھا گیا ہے۔ میں اس حد تک نہیں سوچ سکا تھا۔ بہرحال اس لیے نہیں کہ اس وقت تم نے مکلینو کے گرتے ہوئے ستونوں کو سہارا دیا ہے' لیکن خلوص دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ تم شہنشاہ ہو۔ اپنے دشمنوں پر حاوی ہو جانے والے اور فراخ دل مکلینو اعتراف کرتا ہے کہ وہ بوڑھا شہنشاہ ہے اور حکومت تمہاری ہے۔"

"لیکن میں مکلینو کے تجربے کو چیلنج نہیں کر سکتا۔"

"عظیم فاتح مفتوحوں کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک کرتے ہیں یہی ان کی عظمت کی نشانی ہوتی ہے اگر تم میرا دل بڑھا رہے ہو تو میں تمہاری عظمت کا اعتراف بھی کرتا ہوں مگر اس اعتراف کے ساتھ میرا تجربہ بھی بوڑھا ہے۔"

"بہرحال میرے سینے میں مکلینو کی عظمت محفوظ ہے اور میں اس کے ساتھ شامل ہو کر خوش ہوں۔"

"تمہاری مہربانی ہے ورنہ ہم تو گرتے ستون تھے' بیٹھو۔" مکلینو نے کہا اور میں اس کے نزدیک بیٹھ گیا۔ بنی نے مجھے پوری تفصیل بتا دی ہے۔ پھر دونوں' باپ بیٹی تمہاری غیر موجودگی میں تمہارے بارے میں ہی گفتگو کرتے رہے ہیں۔ میں تمہارے کارنامے سن کر حیران رہ گیا ہوں۔ بہرحال ہوریشو ایک کردار کا ۔۔۔۔۔ انسان تھا۔ میں نے اس کے ساتھ کبھی برا سلوک نہیں کیا لیکن وہ اچھا انسان نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکلا۔"

"میں نے اس پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے۔"

"مجھے علم ہے اور بنی سے پتہ چلا ہے کہ تم نے یہاں سے اسے کس طرح بھگایا ہے۔ وہ اب انگلینڈ میں ہے۔"

"آپ کو مکمل یقین ہے مسٹر مکلینو؟"

"پوری طرح۔ میں نے خود اس کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں یہاں اس کے بیس اڈے ہیں' اس نے فوری طور پر خریداری شروع کر دی ہے۔"

"اس کے بارے میں کچھ نشانات مل سکتے ہیں؟"

"ہاں۔ میں تمہیں ایسے لوگوں کے پتے دے سکتا ہوں جن سے اس تک پہنچنے میں آسانی ہو گی۔"

"مجھے وہ پتے درکار ہیں مسٹر مکلینو" میں نے کہا۔

"نوٹ کر لو۔" مکلینو نے کہا اور میں نے انگلینڈ میں موجود چند لوگوں کے پتے نوٹ کر لیے۔

"کیا پروگرام ہے نواز؟" بنی نے پوچھا۔

"ہوریشو سے کھیل تو شروع ہو چکا بنی۔ اب اس کھیل کو آخری شکل دینا ہے۔"

"لیکن تم۔ کیا تم انگلینڈ جاؤ گے؟"

"ہاں!"

"کب؟"

"میرا خیال ہے بنی مسٹر مکلینو بھی اب یہاں آ گئے ہیں اور ہوریشو کے پاؤں یہاں سے اکھڑ گئے ہیں اب وہ ادھر کا رخ تو نہیں کرے گا۔ اس کے علاوہ تم لوگوں کو مال بھی کافی مل گیا ہے اور برابر ملتا رہے گا۔ تم اس رقم سے برابر خریداری کرتی رہو اور سپلائی بڑھالو۔ میں ہوریشو سے نمٹ کر واپس آؤں گا تو پھر ہم باہر کی منڈیوں کو دیکھیں گے۔ اس دوران تم جس طرح چاہو کام کر سکتی ہو۔"

"لیکن نواز۔ انگلینڈ جانے کی کیا ضرورت ہے کہیں اور دیکھ لیں گے اسے کہیں نہ کہیں تو ٹکرائے گا۔" بنی نے بے قراری سے کہا۔

"اس بارے میں بعد میں فیصلہ کر لیں گے بنی۔" میں نے بات ختم کرنے کے لیے کہا۔ میں جانتا تھا کہ بنی میرے جانے کو پسند نہیں کرے گی لیکن بہرحال کرنا وہی تھا جو میرے ذہن میں تھا اور میں بھلا کسی کی مداخلت کو کیوں پسند کرتا۔

بنی اس رات بھی میرے ساتھ تھی۔ اور اس رات وہ صرف اس بات کے پیچھے پڑی رہی کہ میں لندن نہ جاؤں۔ میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی لیکن اس معاملے میں وہ صرف عورت تھی۔

بہرحال میں خاموش ہو گیا۔ میں نے اسے کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا تھا لیکن دل ہی دل میں میں نے اپنا پروگرام ترتیب دے لیا تھا چنانچہ دوسرے دن سے میں نے ہراتا کو اس کام پر مامور کر دیا۔

"میرا خیال ہے ہراتا' تم کافی بور ہو رہے ہو آج کل۔"

"کیوں مسٹر نواز؟"

"بھئی میں محسوس کر رہا ہوں۔"

"محسوس کیا کریں۔ مجھے بس ایک ہی شوق ہے کھاؤں' ورزش کروں اور سو جاؤں۔ دراصل میں نے زندگی کی تمام ضرورتوں کو سمیٹ لیا ہے انسان بہت مختصر ہے۔ اس مختصر وقت کے لیے وہ اتنا پھیلاؤ کیوں اختیار کرے۔"

"لیکن زندگی کے اصول؟" میں نے سوال کیا۔

"یہ صرف تمہاری سوچ ہے اپنی پسند کی زندگی گزارنے کے لیے تم اصول تخلیق کرتے ہو۔ حالانکہ موت کسی اصول کا تعین نہیں کرتی۔"

"تم زندگی سے بیزار ہو؟"

"نہیں۔ یہ تو میرا مذہب ہے چیف۔"

"اوہ' تو تمہارے ذہن میں زندگی کے لیے کوئی خاص مقام نہیں ہے۔"

"مقام بے معنی لفظ ہے میں اس پر بھروسہ نہیں کرتا۔"

"تم تو فلاسفر بھی ہو ہراتا۔ بہرحال میں تم سے بحث نہیں کروں گا۔ میں تمہیں اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ ہم انگلینڈ چل رہے ہیں۔"

"خوب' کسی خاص پروگرام کے تحت؟"

"ہاں۔ ہوریشو وہاں ہے۔"

"لندن میں؟"

"ہاں۔"

"تصدیق شدہ بات ہے چیف؟"

"ہاں مکلینو نے پورے وثوق سے بتایا ہے۔"

"تب پھر بات غلط نہیں ہو گی؟" ہراتا نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم تیار ہو؟"

"خوشی سے چیف۔ بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے لیکن پروگرام کیا رہے گا چیف؟"

"اس بار براہ راست اس تک پہنچیں گے۔"

"وہ کس طرح چیف؟"

"ہوریشو وہاں خریداری کر رہا ہے۔"

"اوہ پھر؟"

"ہم مال لے کر چلیں گے۔" میں نے جواب دیا اور ہراتا میری شکل دیکھنے لگا۔ پھر اس نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔

"آپ اسے گردن دبا کر ماریں گے چیف یا گولی ماریں گے" اور اس کے اس انداز پر مجھے ہنسی آ گئی۔

"مجھے بتا دیں تاکہ مجھے اس کی موت کے بارے میں اندازہ ہو جائے۔"

"وہ فنون سپہ گری کا ماہر ہے ہراتا۔ جوڈو کراٹے بھی جانتا ہے میرے ایک بڑے اچھے دوست کو اس نے اپنے فن کی مدد سے قتل کیا تھا۔" میں نے جواب دیا اور ہراتا چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ اس کا چہرہ عجیب تاثرات سے پر تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیوں' کیا سوچنے لگے تھے؟"

"کوئی خاص بات نہیں ہے چیف۔" ہراتا نے مضمحل سی آواز میں کہا۔

"کوئی بات ہے ضرور ہراتا۔"

"ہاں چیف۔ آج تم سے کچھ مانگنے کو دل چاہ رہا ہے لیکن اگر تم نے منع کر دیا تو افسوس ہوگا۔ لیے بہتر ہے کہ۔۔۔۔۔"

"ہراتا کیا مانگنا چاہتے ہو؟ مجھے شرمندہ کر رہے ہو۔"

"چیف! بہت قیمتی شے ہے' خوفزدہ ہوں' تم منع کر دو گے۔"

"سسپنس پیدا کر رہے ہو۔ بتا دو۔"

"تب چیف ہوریشو کو مجھے دے دو۔ میں اسے قتل کر دوں گا۔" ہراتا نے کہا اور میں واقعی حیران گیا' ہراتا نے گردن جھکالی تھی۔

"اوہ ہراتا دوست' کیا یہ۔ یہ ضروری ہے؟"

"میں اور کوئی بات نہیں کہوں گا چیف۔"

"ٹھیک ہے ہراتا۔ میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے مارنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن میں نے ساری زند اپنے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔ ہوریشو تمہیں دیا۔"

"بہت بہت شکریہ مسٹر نواز۔ آپ یقین کریں اچانک ہی زندگی سے دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ ہم کہ چل رہے ہیں؟"

"کچا مال انگلینڈ بھجوانا ہے اور باقی تھوڑے سے انتظامات اور کرنے ہیں بس اس کے بعد روا لیکن یہ سارے کام بھی میں تمہارے سپرد کر رہا ہوں۔"

"حاضر ہوں چیف۔" ہراتا نے کہا اور میں نے اسے تفصیلات سمجھا دیں ہراتا پوری طرح سمجھ گیا اور وہ دھن کا پکا نکل گیا۔ اور پھر اس وقت واپس لوٹا جب سارے کام کرا آیا۔ یہ میری خوش نصیبی کہ مجھے ایسے ہی ساتھی ملتے تھے جو ہر طرح میرے لیے عمدہ ثابت ہوتے تھے۔ ہراتا ایک مٹی کے ڈھیلے مانند مجھے ملا اور میں نے اسے صاف ستھرا کیا تو وہ ایک چمکدار ہیرا نکل آیا۔

لیکن ہوریشو کے سلسلہ میں مجھے تردد تھا۔ ہراتا نے ہوریشو کو قتل کرنے کی فرمائش کی تھی۔ نے اس سے وعدہ کر لیا تھا لیکن گولڈمین کا حشر میں نے دیکھ لیا تھا۔ گولڈمین کسی سے کم تو نہیں تھا لیکن چالاک ہوریشو کے مقابلے میں نہ جم سکا۔ اور ہوریشو نے نہایت آسانی سے اسے قتل کر دیا۔ کہیں ہراتا اس کا شکار نہ ہو جائے۔

میرا دل اس بات کو قبول نہیں کر رہا تھا کہ ہراتا اسے قتل کرے میں خود ہوریشو کے مقابلہ پر آنا تھا۔ بہر حال جب وہ وقت آئے گا دیکھا جائے گا۔

تیاریاں مکمل ہو گئیں اور اب میں روانگی کے لیے تیار تھا۔ لندن کے بارے میں' میں نے طرح خاموشی اختیار کر لی تھی کہ بنی کے ذہن سے بات نکل ہی گئی تھی۔ میں بھی خاموش تھا۔ اور پھر آخری کام بھی مکمل ہو گیا تو میں نے اچانک اسے اطلاع دی۔

"بنی! میں لندن جا رہا ہوں۔"

"کب؟" اس نے بے اختیار پوچھا۔

"آج شام کو۔ یہاں سے بلجیم جاؤں گا۔ وہاں سے ان لوگوں کے انداز میں سفر کروں گا جو منشیات چھوٹے تاجر ہوتے ہیں۔"

بنی چند ساعت خاموش رہی پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے گردن ہلاتے ئے کہا۔

"تمہاری کامیابی کے لیے صرف دعائیں کروں یا کوئی عملی حصہ بھی لے سکتی ہوں۔"

"خلوص بھرے دل کی ایک دعا بہت سے عملی اقدامات سے بڑھ کر ہوتی ہے" میں نے غور سے بنی دیکھتے ہوئے کہا۔

"بس تو میں تمہاری کامیابی کے لیے دعا کروں گی اور تم کامیابی کا یقین رکھنا۔ اب مجھے بتاؤ میں ارے لیے کیا کروں؟"

"صرف دعا۔"

"نہیں۔ میرا مقصد ہے روانگی کے سلسلہ میں۔"

"سب کچھ ہو گیا ہے اب کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔"

"تعجب ہے' ویسے اصلی شکل میں جاؤ گے؟"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور پھر یہ خطرناک بھی ہے" میں نے جواب دیا۔

"گویا تم نے سارے انتظامات کر لیے۔ کمال ہے پاسپورٹ وغیرہ بھی میک اپ کی تصویروں سے لئے ہوں گے۔"

"ان معاملات میں اجنبی نہیں ہوں اس لیے دقت نہیں ہوئی۔" بنی ایک طویل سانس لے کر رانے لگی تھی۔ تب میں نے بنی سے کہا "ایک بات بتاؤ بنی؟"

"جی۔"

"پہلے تم نے میرے لندن جانے کی شدید مخالفت کی تھی لیکن اب تم نے نہایت سکون سے یہ خبر ی ہے۔"

"کیا؟"

"بعض معاملات میں میرا تجربہ ابھی ناقص ہے اس موضوع پر مکلینو سے گفتگو ہوئی تھی۔ اس محسوس کر لیا تھا کہ مجھے تمہارا لندن جانا پسند نہیں ہے۔ انہوں نے مجھ سے اس موضوع پر بات کی ۔" بنی نے جواب دیا۔

"کیا کہا تھا مکلینو نے؟"

"پپا نے کہا کہ تم ایک آفاقی انسان ہو' ہمیں تمہاری اس قدر قربت نصیب ہو گئی ہے۔ یہ ہماری نصیبی ہے اور خوش نصیبی قید نہیں کی جا سکتی وہ تو بس مل جاتی ہے۔ پپا نے کہا کہ تم ایک مشن ر مشن صرف مشن ہوتے ہیں۔ انہیں کوئی اور حیثیت دی جائے تو نقصان اٹھانے پڑتے ہیں۔"

"واہ!" میں نے گردن ہلائی" یہ حقیقت ہے بنی۔ تمہیں میرے تمام حالات معلوم ہیں۔ میری گی کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ اگر اس بے مقصد زندگی میں کوئی مقصد آجائے تو وہی تو اس زندگی کا سرمایہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوتا ہے۔"

"یقیناً۔"

"تو مجھے خوشی سے رخصت کر رہی ہو؟"

"ہاں تمہاری کامیابی کی دعاؤں کے ساتھ۔"

"اور کوئی ہدایت میرے لیے۔"

"واپس آجانا۔" بنی نے کہا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی بہرحال یہ مرحلہ بھی خوش اسلوبی سے طے ہوگیا اور پھر اسی وقت میں اور ہراتا بلجیم کے لیے چل دیئے۔ سفر کے لیے ایک خاص پروگرام ترتیب دیا گیا تھا اسی کے تحت ہمیں سفر کرنا تھا کیونکہ جس انداز میں ہم ہوریشو تک پہنچنا چاہتے تھے وہ خاصا الجھا ہوا تھا لیکن اس سے فائدہ یہ تھا کہ ہم بغیر کسی دقت کے براہ راست اس تک پہنچ جاتے۔

ہم نے اپنے حلیے آوارہ گردوں کے سے بنائے تھے اس لیے ہمیں انہی کے انداز میں سفر کرنا تھا۔ سب سے پہلا قیام روٹرڈیم میں کیا گیا اور اس کے بعد ہم برسلز پہنچ گئے۔ ہمیں اپنے مقصد کے لوگوں کی تلاش تھی۔ یہ سفر بس ایک وقت گزاری تھا اور دوسرے دن صبح بلجیم کی بندرگاہ اسٹینڈ پہنچ گئے۔ یہاں سے ہمیں انگلستان کی بندرگاہ ڈوور کے لیے اسٹیمر مل سکتے تھے اور ہمارا یہی پروگرام تھا۔

جو کام دوسرے مقامات پر نہیں ہوسکا تھا وہ یہاں ہوگیا۔ بندرگاہ پر بے شمار ہپی مل گئے۔ وہی جانے پہچانے لوگ، وہی جانے پہچانے مشاغل۔ ہراتا نے میری طرف دیکھا اور مسکرایا۔

"تم بھی تو اس ماحول میں ایک طویل عرصہ گزار چکے ہو۔"

"اور سچ پوچھو چیف تو مجھے یہ لوگ برے نہیں لگتے۔"

"ہاں بے ضرر ہیں کسی طور بار نہیں بنتے۔"

"ان لوگوں سے دوستی کرنا ہے؟"

"ہاں، ان کے ساتھ ہی لندن میں داخل ہوں گے جو پروگرام ہم نے بنایا ہے اس میں ان لوگوں کا ساتھ ضروری ہے۔"

"کیوں چیف؟"

"نشہ آور اشیاء کی چھوٹی تجارت یہی لوگ کرتے ہیں اور مال کی خریداری کرنے والے ان سے سستے داموں خرید و فروخت کرلیتے ہیں کیونکہ یہ لوگ کسی باقاعدہ گروہ سے تو تعلق نہیں رکھتے۔ اپنے طور پر تھوڑا سا مال رکھتے ہیں۔"

"اوہ۔ تجربے کی بات ہے۔"

"یقیناً!"

"ٹھیک ہے چیف۔ ان سے دوستی تو مشکل کام نہیں ہے۔" ہراتا نے مسکراتے ہوئے کہا اور لوگ، ہپیوں کے گروہ میں شامل ہوگئے۔ ایک دوسرے سے بے نیاز اپنے اپنے مشاغل میں مصروف بے تاثر چہرے۔ مرد اور عورتیں دونوں ہی تھے۔

پھر ڈوور جانے کے لیے ہم جس اسٹیمر میں سوار ہوئے اس میں سب آوارہ گرد تھے۔ دوسرے لوگوں نے ان کے ساتھ اسٹیمر میں سفر مناسب نہیں سمجھا تھا۔ ساڑھے تین گھنٹے کے اسٹیمر کے سفر میں ہم

ہپیوں سے جان پہچان پیدا کرلی۔ ان میں قابل ذکر دانتے تھا۔ ایک قوی ہیکل فرانسیسی جو خاصا خوبصورت تھا۔ قلاش بھی نہیں تھا اور اس کے پاس کافی رقم تھی۔ بڑا مست قسم کا آدمی تھا۔ اس نے بڑی محبت سے ہمارا استقبال کیا۔

"تمہاری زندگی کا کوئی مشن ہے؟" اس نے پوچھا۔

"زندگی کیا چیز ہوتی ہے؟"

"گردش۔" اس نے جھٹ سے جواب دیا۔

"کیا گردش کے تابع ہوتی ہے؟"

"نہیں۔"

"پھر اس پر تسلط کیسے قائم ہو سکتا ہے۔"

"خوبصورت بات کہی ہے وہی بات جو ترلوکا کہتا ہے۔ ہری کرشنا ہری اوم۔ ترلوکا کی آواز کہاں کہاں پھیلی ہوئی ہے۔"

"تم نے مشن کی بات کیوں کی تھی؟" میں نے سوال کیا۔

"بس نظریات ہیں۔ میں ان سانسوں کو بھی قرض سمجھتا ہوں اور اگر سانسوں پر واجب قرض کے لیے کوئی نظریہ قائم کرلیا جائے تو برا نہیں ہوتا۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"نروان۔ اگر نروان حاصل کرلیا جائے تو یہ سانس بوجھ نہیں بنتے دوسری صورت میں بڑی گھٹن ہوتی ہے۔"

"سچ کہا تم نے، لیکن نروان کہاں ملتا ہے؟"

"ترلوکا کے قدموں میں!" اس نے جواب دیا۔

"تم کہاں جارہے ہو؟"

"نروان کی تلاش میں!" اس نے بڑی عقیدت سے کہا۔

"اور نروان ترلوکا کے قدموں میں ہے؟"

"ہاں۔ وہ زندگی کے ہر راز سے واقف ہے، وہ انسان کی حقیقت سے آشنا ہے۔ اسی نے انسان کے کاندھے سے یہ بوجھ اتارے ہیں۔ ایک بار اس کا قرب حاصل کرلو۔ زندگی اتنی ہلکی ہو جاتی ہے کہ تم تصور بھی نہیں کرسکتے۔"

میں نے خاموشی اختیار کرلی۔ کوئی ایسی بات نہیں کہنا چاہتا تھا جس سے اس کی دوستی کھو بیٹھوں لیکن ذہن میں عجیب خیالات آئے تھے لیکن ان لوگوں میں ضم ہونے کے لیے مجھے خاموش رہنا تھا۔ بالآخر ہمارا انگلستان عبور کرلیا گیا اور ہم ڈوور پہنچ گئے ڈوور کا اسٹیشن کہر سے ڈھکا ہوا تھا۔ ٹرین موجود تھی۔ اپنے آوارہ گردوں کے ساتھ میں اور ہراتا بھی ٹرین کے ایک کمپارٹمنٹ میں جا گھسے اور یہ ٹرین انگلستان کے ہرے ہرے کھیتوں کے درمیان سے گزرنے لگی۔

وکٹوریہ اسٹیشن تک کوئی قابل ذکر بات نہیں ہوئی۔ دانتے ایک طرح سے ہمارا رہنما تھا۔ ٹرافلگر اسکوائر سے تھوڑی دور بڑے فوارے کے نزدیک ہمارا پڑاؤ ہوا۔ یہاں کے فٹ پاتھ ہپیوں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیے سب سے بڑی قیام گاہ تھے۔ چاروں طرف افراتفری کا عالم تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے شہر کسی حادثے کا شکار ہو ہو اور پناہ گزینوں نے یہ فٹ پاتھ آباد کر لیے ہوں۔

سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ وہی کام جن کا کوئی مقصد نہیں ہوتا بس سانسوں کا بوجھ سمیٹنے کے لیے متحرک رہنا پڑتا ہے۔

میں نے اور ہراتا نے بھی فٹ پاتھ کا ایک کونا سنبھال لیا۔ ہراتا کے چہرے کا سکون ابدی تھا۔ میں نے اس شخص کو صرف اس وقت تردد کا شکار دیکھا تھا جب کوئی چنچل لڑکی اسے پریشان کر رہی ہوتی ورنہ عام طور سے وہ پرسکون رہتا تھا۔ فٹ پاتھ پر اس نے اسی اطمینان سے قیام کیا تھا جیسے اپنے آبائی مکان میں آ گیا ہو۔

شام ہو گئی تھی اور ریجنٹ کے پہلو میں آکسفورڈ اسٹریٹ کے سامنے سالبسری ایونیو اور ان سڑکوں کے درمیان مشہور زمانہ پکاڈلی سرکس کے گرد لاکھوں روشنیاں جگمگا اٹھیں۔ اور یہ روشنیاں جیسے ان سوتے اور اونگھتے ہوئے ہپیوں کی زندگی کا حصہ نہیں تھیں۔ وہ بیدار ہو گئے اور زندگی کے ہنگاموں میں مصروف ہو گئے۔ میں اور ہراتا بھی ان ہنگاموں میں شامل ہو گئے دانتے ہم سے زیادہ دور نہیں تھا۔ مسکراتا ہوا ہمارے پاس پہنچ گیا۔

"تم لوگوں کی مالی حالت کیسی ہے۔" جیب میں کچھ ہے یا خالی ہے؟"

"کیوں دانتے تمہیں کچھ چاہیے؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں۔ میرے پاس ابھی کافی رقم ہے۔ میں تو تم سے پوچھ رہا تھا۔ اگر قلاش ہو تو قرض لے لو مرنے کے بعد ادا کر دینا۔" اس نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں شکریہ' اگر ضرورت ہوتی تو تمہیں تکلیف دیتے۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ ایسے دوست زیادہ دلچسپ ہوتے ہیں جن کی جیبیں بھی بھری ہوں۔" دانتے نے کہا۔ اور پھر بولا۔ "پہلے کھانے سے فارغ ہو جاؤ اس کے بعد تمہیں جنت کی سیر کراؤں گا۔"

"ضرور۔ آؤ کسی ریستوران میں چلتے ہیں۔" میں نے اسے دعوت دی۔

"اوہ' یہی دعوت میں تمہیں دینا چاہتا تھا۔"

"آج ہماری طرف سے سہی' تم پھر کسی دن دے دینا۔"

"چلو کوئی حرج نہیں ہے۔" اس نے لاپرواہی سے کہا اور ہمارے ساتھ چل پڑا۔ ایک چھوٹے سے خوبصورت ریستوران گینس بیئر کے سامنے ہم رکے اور اندر داخل ہو گئے۔ نہایت خوبصورت اور پرسکون ریستوران تھا۔ ویٹر نے ہمیں اچھی نظروں سے نہیں دیکھا تھا۔ غالباً ہمارے جیسے آوارہ گردوں نے انہیں کافی پریشان کیا تھا۔ تاہم اس نے آرڈر نوٹ کیا اور سرو بھی کر دیا لیکن اس کے انداز میں جھجک تھی۔

دانتے نے بے تکلفی سے کھانا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ مسکراتا بھی جا رہا تھا۔ "کیا بات ہے مسٹر دانتے؟" میں نے تیسری بار اسے مسکراتے دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں خاصا خشک ہے۔"

"اس کی وجہ سمجھتے ہو؟"

"میرا خیال ہے کوئی خاص نہیں ہے۔ یہاں آنے والے ہمارے جیسے لوگ نہیں ہوتے

یہ ہماری جیب کی طرف سے مشکوک ہیں۔"

"بالکل ٹھیک۔ میں ان کی پریشانی سے لطف اندوز ہو رہا ہوں۔"

دانتے نے پلیٹوں پر ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ویٹر کو بلا کر چند اور چیزوں کا آرڈر دیا۔ ویٹر نے اس کی تعمیل بھی کر دی۔ خوب اچھی طرح کھانے پینے کے بعد ہم نے بل منگایا اور پھر بل کی ادائیگی کے ساتھ خاصا بڑا ٹپ بھی دیا۔ یہاں بیٹھے تمام لوگ جو سسپنس میں تھے' ایک دم کھل اٹھے۔

"اٹھو۔" دانتے نے کہا اور ہم دونوں اٹھ گئے۔ ریستوران سے باہر نکل کر تھوڑی دیر تک ہم بازاروں کی رونق سے لطف اندوز ہوتے رہے اور پھر دانتے نے پوچھا۔ "کیا پسند کرو گے؟"

"کیا مطلب؟"

"جوان رات کے تحفوں میں سے کسی خاص تحفے کا انتخاب؟"

"تمہارے ذوق پر چھوڑا۔"

"یہ بات ہے تو آؤ۔" دانتے نے کہا اور پھر وہ اپنے سامان کے پاس پہنچ گیا۔ خوبی تھی اس جگہ کی کہ سامان محفوظ تھا اور کسی نے اسے چھوا بھی نہیں تھا" حالانکہ منشیات کی چوری جائز ہے لیکن یہاں کوئی سچا طلب گار نہیں ہے ورنہ اس قیمتی خزانے کو نہ چھوڑتا۔" دانتے نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اپنے سامان کو ٹٹول کر اس میں سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی۔ اس کے ساتھ ہی سگریٹ کا پیکٹ بھی۔ پھر اس نے شیشی کھول کر تمباکو پر دو قطرے ٹپکا دیئے اور ایک ایک سگریٹ ہم دونوں کو پیش کر دیا۔ میں اس محلول کے بارے میں جانتا تھا دانتے کہنے لگا۔

"اسے استعمال کرو اور مجھے بتاؤ کیا ہے۔" ہم نے کوئی جواب نہ دیا اور سگریٹ پینے کے بعد اس کی کافی تعریف کی۔ دانتے بہت خوش نظر آ رہا تھا "قدر دانوں کے لیے ہم' تھوڑے دن کے بعد یہاں عام استعمال ہونے لگے گا۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب؟" "دانتے نے پرخیال نگاہوں سے ہمیں دیکھا پھر مسکراتا ہوا بولا۔ "بہرحال تم دونوں شریف لوگ ہو اور تمہارے اوپر شک نہیں کیا جا سکتا۔"

"کیسا شک دانتے؟" میں نے اسے دلچسپی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس اس محلول کی دو ہزار شیشیاں ہیں۔ دراصل اس سفر میں ایسی چیزوں کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ تھوڑی سی رقم کاروبار کے لیے ضرور محفوظ رکھو۔ جہاں کوئی ڈھنگ کی چیز مل جائے خرید لو اور کسی مناسب جگہ اسے فروخت کر دو۔ اس طرح تمہارا سفر خرچ آسانی سے نکل آئے گا۔ میں نے ایک سیاح سے پورا مال خرید لیا تھا مگر اسے ریٹیل میں بیچوں تو خطرہ رہتا ہے لیکن مال خریدنے والی پارٹیاں آسانی سے پورا مال خرید کر ادائیگی کر دیتی ہیں۔ اس لیے انہیں یہاں بیچ دوں گا اور جب یہاں سے جانے لگوں تو کچھ خرید لوں گا۔"

"اوہ دانتے' تم تو واقعی کام کے آدمی ہو۔"

"ہاں۔ شاہراہ حشیش پر سفر کرنے والوں کو اس سنہرے اصول سے واقف ہونا چاہیے ورنہ بھیک مانگے بغیر چارہ نہیں رہتا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم یہ مال کسے فروخت کرو گے؟"
"یہاں سپلائی کرنے والی کسی بھی پارٹی کو۔"
"لیکن یہ پارٹی تمہیں ملے گی کس طرح؟"
"کہیں جانے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی۔ یہیں اسی کیمپ میں بے شمار ایجنٹ ہوں گے بس ذرا سی پبلسٹی ہو جائے کہ تمہارے پاس مال ہے۔"
"دراصل دانتے۔ ہم اس سلسلہ میں تمہارے شریک کار ہی ہیں۔"
"کیا مطلب؟"
"میرے اس جاپانی دوست کے پاس خام مال کا بڑا ذخیرہ ہے۔"
"واقعی؟" دانتے تعجب سے بولا۔
"ہاں۔ خاصا گہرا آدمی ہے۔ ہوا بھی نہیں لگنے دیتا۔ یہ بات اس نے یہاں آکر بتائی ہے۔"
"لیکن وہ ذخیرہ ہے کہاں؟"
"میں نے کہا ناں۔ کافی گہرا آدمی ہے ویسے دل کا بہت اچھا آدمی ہے ضرورت پڑنے پر کام آنے والا لیکن ذہن کاروباری پایا ہے۔"
"اس سے کیا فرق پڑتا ہے ویسے تمہاری ملاقات کہاں ہوئی تھی؟"
"ایمسٹرڈیم میں۔ میں نے کہا ناں کہ دوست اچھا ہے۔"
"ٹھیک ہے اس کا مال بھی بکوا دیں گے۔ یا وہ خود کوشش کرے گا۔"
"نہیں۔ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ کوشش کروں' یوں بھی اس کے پاس رقم ختم ہو رہی ہے۔"
"اگر مجھے کوئی ایجنٹ مل جائے تو میں کوشش کروں؟"
"ضرور۔" میں نے جواب دیا اور دانتے نے وعدہ کر لیا کہ وہ اپنے مال کی نکاسی کے ساتھ ہمارے لیے بھی بندوبست کروے گا۔ اس دوران ہراتا ہماری گفتگو سے بے تعلق رہا تھا اور دانتے کی شیشی سے اس نے دوسرا سگریٹ تیار کر لیا تھا۔

اسی وقت کچھ فاصلے پر ہری کرشنا ہری اوم کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور دانتے ہمیں پوری شلت بخش کر ان لوگوں میں چلا گیا۔

موسیقی اور بھجن الاپنے کی آوازیں تیز ہوتی جا رہی تھیں بہت سے لڑکے اور لڑکیاں موسیقی کی تال پر ہری کرشنا ہرے رام کے راگ الاپ رہے تھے دو لڑکیاں ہندو مندروں کی داسیوں کا روپ دھارے رقص کر رہی تھیں لیکن نشے کی وجہ سے یہ رقص عجیب و غریب کیفیت اختیار کر گیا تھا۔ لڑکیوں کے سر منڈے ہوئے تھے۔ انہوں نے سفید دھوتیاں اور کھڑاویں پہن رکھی تھیں ان کے ہاتھوں میں چمٹے گھنٹیاں اور گلوں میں ڈھولکیاں لٹکی ہوئی تھیں۔ ہم دلچسپی سے ان ہری کرشنا کے پجاریوں کو دیکھتے رہے پھر واپس اپنی قیام گاہ پر آ گئے جو فٹ پاتھ کا ایک حصہ تھا۔

میں نے ہراتا کو اس بارے میں تفصیل سمجھائی اور اسے اپنے آئندہ پروگرام کے بارے میں ضروری ہدایات دیں۔ ہراتا نے پوری طرح ان شرائط کو ذہن نشین کر لیا تھا۔ اہم کردار اسے ہی انجام دینا تھا۔ میں اس پروگرام میں پس پردہ رہنا چاہتا تھا۔

دوسرا دن بھی حسب معمول تھا لیکن شام کو دانتے ہمیں تلاش کرتا ہوا ہمارے پاس پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ ایک حسین لڑکی تھی۔ خاصی خوبصورت تھی۔ اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔
"مس دانیا ٹائنڈ۔" دانتے نے تعارف کرایا۔ "اور مسٹر برونو۔"
"بڑی خوشی ہوئی۔" دانیا نے میری طرف ہاتھ بڑھایا۔ "آپ کے ساتھی؟" دانتے نے سوال کیا۔
"اوہ۔ وہ ذرا لڑکیوں سے کم ملاقات کرتے ہیں۔"
"یہ لڑکی نہیں ہے۔" دانتے نے مسکرا کر کہا۔
"اوں۔" میں نے تعجب سے دانیا کو گھورا۔
"میرا مطلب ہے کوئی عام لڑکی نہیں۔ وہ ہے جن کی ہمیں تلاش تھی۔"
"یعنی؟"
"ایجنٹ۔" دانتے نے جواب دیا اور میں تعجب سے اس خوبصورت ایجنٹ کو دیکھنے لگا۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے گردن خم کی تھی۔
"میرے مال کی تو مس دانیا نے کھڑے کھڑے قیمت ادا کر دی۔" دانتے نے کہا۔
"حسب پسند؟"
"ایک پیسہ کم نہیں کیا انہوں نے۔" دانتے کافی خوش نظر آ رہا تھا۔
"خوب۔ مبارک۔" میں نے کہا۔
"کافی مال ہے چرس غالباً سو پونڈ' افیون سو پونڈ' گانجا دو سو پونڈ اور بھی کچھ چیزیں ہیں جن کے بارے میں مجھے تفصیل معلوم نہیں ہے۔"
"اتنا بڑا ذخیرہ لیکن آپ اسے لائے کس طرح؟"
"میرا ساتھی معمولی انسان نہیں ہے۔ یہ تو وہ مقدار ہے جو میرے علم میں ہے نہ جانے اور کیا ہو گا اس کے پاس۔"
"میں ان سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔"
"میں بات کرتا ہوں۔" میں نے کہا اور پھر میں نے ہراتا کے پاس پہنچ کر ایسی آواز میں کہا کہ لڑکی بھی سن لے وہ مقامی پارٹی کی ایجنٹ ہے مسٹر ہراتا۔"
"تم نے بات کی؟" ہراتا نے پر رعب آواز میں پوچھا۔
"ہاں لیکن تفصیل سے آپ ہی گفتگو کریں گے؟"
"بلاؤ۔" ہراتا نے کہا اور میں نے لڑکی کو اشارہ کیا۔ لڑکی ہراتا کے پاس پہنچ گئی اور اس نے ہراتا کی صورت دیکھی اور دیکھتی رہ گئی۔ "کیا آپ کی پارٹی مالی طور پر مضبوط ہے؟" ہراتا نے سوال کیا۔ لیکن لڑکی کھوئی کھوئی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔ اس نے ہراتا کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔
"میں نے آپ سے کچھ پوچھا تھا۔" ہراتا کا پارہ چڑھنے لگا۔
"جی؟" وہ چونک پڑی۔
"آپ نے میرا سوال ہی نہیں سنا۔" ہراتا بدستور اسی انداز میں بولا۔ اور لڑکی نے بے بسی سے ہراتا اور دانتے کی طرف دیکھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مسٹر ہراتا نے پوچھا تھا کہ کیا آپ کی پارٹی مالی طور پر مضبوط ہے؟" میں نے سوال دہرایا۔

"ہاں یہاں کی پوری مارکیٹ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ہم اعلیٰ پیمانے پر مال کی خریداری کرتے [illegible] پوری قیمت ادا کرتے ہیں۔" اس نے جواب دیا۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ لڑکی کس قدر مضمحل [illegible] ہے۔ ورنہ اس سے قبل وہ خاصی چاق وچوبند تھی۔

"تب معاملے کی بات کس سے کی جائے؟"

"میں حاضر ہوں۔ جناب۔" اس نے جواب دیا۔

"میرے پاس کافی مال ہے۔"

"ہم بڑے تاجروں کی پوری پوری عزت کرتے ہیں۔ مال کی خریداری کی بات بعد میں [illegible] جائے گی آپ اگر پسند کریں تو پہلے میں آپ کے قیام کا بندوبست کروں؟"

"اوہ۔ ہم یہاں بھی ٹھیک ہیں۔" ہراتا نے جلدی سے جواب دیا۔

"نہیں باس۔ آپ راتوں کو ٹھیک سے سو بھی نہیں سکتے۔ لندن جیسے عظیم شہر میں ہم خود کو [illegible] یارومددگار محسوس کر رہے ہیں۔ اگر مس دانیا ہماری مدد کر رہی ہیں تو آپ کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے اخراجات ہم خود کریں گے۔"

ہراتا نے رحم طلب نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ پھر گردن جھکا کر بولا۔۔۔۔۔۔ "ٹھیک ہے اگر مناسب سمجھتے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔"

"یہ فٹ پاتھ آپ کے لیے نہیں ہیں جناب۔ آپ کی جگہ تو دل میں ہونا چاہیے۔ آیئے باقی [illegible] بعد میں ہو جائیں گی۔" دانیا نے کہا اور پھر دانتے سے بولی۔ "ٹھیک ہے مسٹر دانتے۔ اگر مسٹر ہراتا سے [illegible] سودا ہو گیا تو ایک فیصد کے حساب سے آپ کو ادائیگی کر دی جائے گی۔"

"میں یہیں انتظار کروں؟"

"ظاہر ہے۔"

"سودا مکمل ہو جائے گا؟"

"ہم کاروبار کے کھرے لوگ ہیں۔" دانیا نے جواب دیا اور دانتے نے شانے ہلا دیئے۔ پھر بولا۔

"ٹھیک ہے مسٹر برونو۔ میرا کام ہونہ ہو آپ کا تو ہو ہی جائے گا۔ دانتے کو اچھے الفاظ سے یاد [illegible] گے۔" اور پھر وہ دوسری طرف مڑ گیا۔

"آپ کا سامان جناب؟" دانیا نے پوچھا۔

"کوئی سامان نہیں۔"

"تعجب ہے آپ کے پاس اتنا مال ہے اور آپ اس طرح؟"

"مسٹر ہراتا دوسری طبیعت کے مالک ہیں۔ ترلوکا کے پیروکار۔ لیکن مال کی خرید و فروخت [illegible] حیثیت رکھتی ہے۔"

"سچ کہا آپ نے۔ زندگی گزارنے کے لیے کچھ سہاروں کی ضرورت تو ہوتی ہی ہے۔ ان [illegible] بڑا سہارا دولت ہے۔ آیئے۔" اس نے کہا۔ اور ہم اس کے ساتھ چل پڑے۔ لڑکی ہمیں لے کر ایک [illegible] کار کے نزدیک پہنچ گئی۔ جو ریجنٹ پارک کے سامنے کھڑی تھی۔

"ہمارا کام ایسا ہے کہ ہمیں روپ بدلنا ہوتے ہیں۔ آپ مجھے اجازت دیں میں لباس تبدیل کرلوں۔" اس نے ڈکی سے لباس نکالا اور پارک کے ایک گوشے میں چلی گئی۔ میں اور ہراتا کار میں جا بیٹھے

"مسٹر نواز۔" ہراتا نے بھرائی ہوئی آواز میں پکارا۔

"جان من۔"

"اس کے ساتھ جانا ضروری ہے کیا؟"

"بات کام کی معلوم ہوتی ہے ہراتا' کیا تم خوفزدہ ہو۔"

"ہاں چیف۔ آپ نے اس عورت کی حرکات نہیں دیکھیں۔"

"عورت کہہ کر اس کی توہین مت کرو ہراتا۔ انیس بیس سال سے زیادہ کی نہیں ہوگی اور کافی خوبصورت ہے۔"

"یہ عورت میرا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔"

"یار مجھے تیری فطرت پر حیرت ہے۔ عورت دیکھ کر اس طرح بدکتا ہے جیسے کوئی عصمت ماب لڑکی غنڈوں کو دیکھ کر۔"

"میں ایک عصمت ماب مرد ہوں چیف۔"

"ضرور ہو گے ہراتا۔ حالات کو ہینڈل کرنا سیکھو۔"

"سارے حالات ہینڈل کر سکتا ہوں چیف سوائے ان حالات کے ایسی لڑکیوں سے میری روح فنا ہوتی ہے۔"

"اس کے باوجود ہراتا۔ پلیز۔" میں نے کہا اور ہراتا ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

"چند ساعت کے بعد خوبصورت لڑکی ہمارے نزدیک آگئی۔ میں اور ہراتا اسے دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔ اس وقت وہ اسکرٹ میں تھی اور بے حد اسمارٹ نظر آ رہی تھی۔

"تعجب ہے مس دانیا۔" میں نے کہا۔

"کیوں؟" وہ اسٹیرنگ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"آپ تو بالکل تبدیل ہو گئیں۔"

"میں نے کہا تھا ناکہ۔ ہمارا کام ایسا ہے کہ ہمیں روپ بھرنا ہوتے ہیں۔ یہاں کے لوگوں میں ان جیسا بن کر ہی کام کرنا۔ پڑتا ہے۔"

"آپ کی پارٹی کونسی ہے؟" میں نے سوال کیا۔ اور دانیا چند ساعت کے لیے خاموش ہو گئی۔ اس نے سیلف لگا کر گاڑی اسٹارٹ کی۔

"مکلینو گروپ۔ شاید آپ نے اس کا نام سنا ہو۔" لڑکی نے جواب دیا اور پھر عقب نما آئینے میں ہماری شکلیں دیکھیں۔ "کیا آپ نے یہ نام پہلے کبھی سنا ہے؟"

"نہیں۔"

"مکلینو گروپ دو ٹکڑوں میں ہے' بگ باس ہوریشو ہے اور وہی اس گروہ کو کنٹرول کرتا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"خوب۔ مضبوط پارٹی ہے؟" میں نے سوال کیا اور لڑکی استفہامیہ انداز میں ہنسنے لگی۔
"تلواقف بیوپاری ہو۔ اس لیے یہ سوال کر رہے ہو۔"
"کیا مطلب؟"
"اس وقت پوری دنیا میں اس سے بڑا گروپ کوئی نہیں ہے۔"
"اوہ۔ تب ٹھیک ہے' دراصل ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے مال کی پوری پوری قیمت یکمشت مل جائے۔ ہم نے نیا نیا کاروبار شروع کیا ہے اور اپنی ساری پونجی اس میں جھونک دی ہے۔"
"فکر مت کرو۔ پوری رقم مل جائے گی لیکن مسٹر ہراتا بالکل خاموش طبیعت کے مالک ہیں۔"
"میرا باس بہت کم بولتا ہے۔" اس نے کہا اور لڑکی گردن ہلانے لگی۔ اس کے بعد راستے بھر خاموشی رہی۔ پھر لڑکی اسٹرینتھم کے خوبصورت علاقے میں ایک بلڈنگ کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی۔ اس بلڈنگ کی تیسری منزل پر اس کا کشادہ فلیٹ تھا۔
"فی الحال آپ کی قیام گاہ۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"آپ بھی یہاں رہتی ہیں؟"
"ہاں صرف ایک ملازمہ کے ساتھ۔" وہ مسکرا کر بولی۔
"عمدہ جگہ ہے۔"
"آپ اس چھوٹے سے فلیٹ کو اپنا سمجھ کر یہاں قیام کریں۔ میں آپ کے لیے دوسرے بندوبست کرتی ہوں۔ تھوڑی دیر کے لیے اجازت" اس نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔ ہراتا بدستور خاموش تھا۔ اس بڑے کمرے کے ایک کونے میں باتھ روم تھا۔ میں باتھ روم کی طرف چل پڑا۔ اور اندر داخل ہو کر میں نے باتھ روم کا دروازہ بند کر لیا۔
"یہ صرف اتفاق تھا کہ یہ باتھ روم دونوں طرف سے استعمال ہوتا تھا۔ یعنی دو کمروں کے درمیان تھا۔ دوسری طرف سے ٹیلی فون نمبر ڈائل کرنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ نہ جانے کیوں میں نے باتھ روم کے استعمال کا ارادہ ترک کر دیا اور دروازے سے کان لگا دیے۔
"ہیلو۔" آواز لڑکی ہی کی تھی۔ "مسٹر گبن سے بات کراؤ۔ دانیا بول رہی ہے۔" اور پھر چند ساعت کی خاموشی۔ اس کے بعد پھر لڑکی کی آواز سنائی دی۔ "مسٹر گبن! دانیا بول رہی ہے۔ جی۔ ہاں خاص بات ہے جی۔ دراصل آج اسٹیشن نمبر تین سے کچھ خریداری کی ہے۔ ہاں جی۔ فور کی شیشیاں ہیں تقریباً ہزار۔ لیکن اصل بات یہ نہیں ہے۔ ایک اور پارٹی سے ملاقات ہوئی ہے۔ بڑا ذخیرہ ہے کئی لاکھ پونڈ کا۔ ایک جاپانی ہے اور دوسرا غالباً اسپینش ہے کئی اقسام کا مال ہے لیکن مسٹر گبن۔ میرے ذہن میں کچھ اور ہے۔ ہاں۔ جاپانی کچھ خشک ہے دوسرا ٹھیک ہے لیکن مال جاپانی کا ہے اور اسی کے پاس ہے۔ میں جاپانی پر ہی ٹرائی کر رہی ہوں۔ اول تو میں اپنی کوشش میں کامیاب ہو جاؤں گی نہ ہو سکی تو پھر دوسرے پر جال ڈالوں گی۔ اجازت چاہتی ہوں۔ ہاں مسٹر ہوریشو سے بھی آپ ہی اجازت لے لیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ہوشیاری سے کروں گی۔"
"لڑکی نے ٹیلی فون بند کر دیا۔ میں نے ایک گہری سانس لی اور پھر الٹے پاؤں باتھ روم سے نکل آیا۔ اس سلسلہ میں میں نے ہراتا سے کوئی بات نہیں کی تھی۔

لڑکی نے کافی خاطر مدارات کی۔ اس نے مجھے اور ہراتا کو الگ الگ کمرے دیئے تھے۔ اس فلیٹ میں کمرے تھے لیکن عمدہ بات یہ تھی کہ دو دو کمروں کے لیے ایک ایک باتھ روم تھا۔ اس کے بارے میں دانیا نے بتا دیا تھا۔
ہم نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس دوران دانیا ہراتا سے بدستور وابستگی کا اظہار کرتی رہی تھی اور ہراتا ہنس رہا تھا۔ رات کو کافی دیر تک وہ ہم سے باتیں کرتی رہی لیکن اس میں کاروباری بات ایک بھی نہیں تھی۔ پھر ہم نے سونے کی اجازت مانگی اور اپنے اپنے کمروں میں آ گئے۔
اپنے کمرے میں آ کر سب سے پہلے میں نے باتھ روم چیک کر لیا۔ اور درمیانی دروازہ کھول لیا تاکہ دروازہ کھولنے کی آواز سنائی نہ دے۔ میرا ایک اندازہ تھا اور یہ اندازہ درست نکلا۔ بہت دیر نہیں گزری تھی کہ باتھ روم کے دوسری جانب سے ایک آواز ابھری اور میں اچھل پڑا۔ دوسرے لمحے میں غڑاپ سے باتھ روم میں تھا اور میں نے دروازے سے کان لگا دیے۔
"تم اندر کس طرح آ گئیں؟" یہ ہراتا کی آواز تھی۔
"ناگوار گزرا تمہیں ہراتا؟" دانیا کی دلآویز آواز سنائی دی۔
"نہیں' لیکن اس وقت؟"
"نیند نہیں آ رہی تھی۔" خمار آلود لہجہ تھا۔
"کیوں؟"
"تم کیوں جاگ رہے ہو؟"
"نئی جگہ ہونے کی وجہ سے۔"
"اوہ! تمہیں یہاں کوئی تکلیف ہے؟"
"نہیں' تکلیف کوئی نہیں ہے۔"
"میں بیٹھ جاؤں؟"
"بیٹھو------" خلاف توقع ہراتا کا لہجہ نرم تھا اور مجھے اس لہجے پر تعجب ہوا تھا۔
"شکریہ! تم سے باتیں کرنے کو دل چاہ رہا تھا۔"
"باتیں کرو۔"
"تم کون ہو؟"
"ہراتا۔" ہراتا نے جواب دیا۔
"میری بات پر یقین کرو گے' میں نے جب تمہارے چہرے پر پہلی نگاہ ڈالی تو دنگ رہ گئی' میں تو اکثر خوابوں میں تمہیں دیکھتی رہی ہوں۔ مجھے جاپان کی لوک کہانیاں بہت پسند ہیں۔ وہاں کے جری نوجوانوں کی بے شمار کہانیاں میں نے سنی ہیں۔ تم ان کہانیوں کا پرتو ہو۔ تمہارے اندر شہزادوں کی سی شان ہے۔"
وہ خاموش ہو گئی۔ ہراتا بھی خاموش ہو گیا۔
"تم بات نہیں کرو گے؟" بالآخر اس نے کہا۔
"تمہاری اس گفتگو میں میرے بولنے کی گنجائش کہاں ہے۔" ہراتا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
"تم جاپان کے شہزادے ہو؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"نہیں۔ میں وہاں کے ایک جولاہے کا لڑکا ہوں۔ میرا باپ پوری زندگی کپڑا بنتے بنتے مر گیا۔ میں نے وہ زندگی قبول نہیں کی اور اس راستے پر نکل آیا۔"

"میں تمہیں کیسی لگتی ہوں؟"

"جیسی لڑکیاں ہوتی ہیں۔"

"کوئی خوبی نہیں مجھ میں؟"

"رات میں میری نگاہ کمزور ہو جاتی ہے بچپن سے یہ بیماری ہے۔"

"میرا مذاق اڑا رہے ہو۔"

"بالکل نہیں۔ سچ کہہ رہا ہوں۔"

"تمہاری زندگی میں کوئی لڑکی نہیں آئی۔"

"لڑکیاں کس طرح آتی ہیں؟"

"جیسے میں۔"

"تم تو کمرے میں آئی ہو زندگی میں کہاں؟"

"ہراتا مذاق مت کرو۔ میں تو پہلی ہی نگاہ میں تمہیں دیکھ کر زخمی ہو گئی تھی۔ بس تمہیں چاہنے لگی ہوں ہراتا۔ تمہیں یہاں لانے کی وجہ بھی یہی تھی۔ ورنہ وہیں سودا ہوتا اور۔"

"دیکھو دانیا۔ میں دوسری قسم کا آدمی ہوں۔ میں عورت کو کبھی اپنے قریب نہیں آنے دیتا۔ سیدھے سیدھے سودا کرو اور ہماری چھٹی کرو۔ میں زیادہ انتظار نہیں کر سکتا کل اس کا فیصلہ ہو جانا چاہیے۔"

"اتنے سخت ہو پرنس؟"

"پرنس نہیں جولاہا۔"

"بہرحال تم میرے مہمان ہو، میں تمہیں کبھی پریشان نہیں کروں گی دل کی کیا بات ہے یہ تو اپنے ہمیں ورغلاتا ہے۔ اگر تمہیں میرا یہاں آنا پسند نہیں آیا تو میں جا رہی ہوں تم آرام کرو۔" ہراتا نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

اور پھر دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ میں جلدی سے باتھ روم سے نکل آیا اور باتھ روم کا دروازہ بند کر کے اپنے بستر پر آ گیا گویا اب میرے لیے چانس تھا۔ میں تجھے مایوس نہیں کروں گا حسین لڑکی نے دل ہی دل میں سوچا لیکن مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ میری یہ خواہش اتنی جلدی پوری ہو جائے گی۔ میرے کمرے کا دروازہ بند تھا لیکن شاید یہ دروازے باہر سے بھی کھولے جا سکتے تھے چند ہی ساعت کے بعد دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور میں نے دانیا کو اندر جھانکتے دیکھا۔ میں نے جلدی سے آنکھیں بند کرلیں۔

وہ اندر آ گئی۔ اور پھر اس نے دبی آواز میں مجھے پکارا۔ "مسٹر برونو۔" "مسٹر برونو۔"

"کون ہے؟" میں نے نیند اسی آواز میں پوچھا۔

"میں دانیا ہوں۔ برونو۔"

"اوہ۔ مس دانیا۔ خیریت؟" میں جلدی سے اٹھ بیٹھا۔

"نہیں برونو ڈیئر! گھبرانے کی بات نہیں ہے بس یونہی چلی آئی ہوں بعض اوقات میرے اوپر

زلزلے کے دورے پڑتے ہیں۔" اس نے بے تکلفی سے کہا۔ نیلے بلب کی مدھم روشنی میں، میں نے اس کا لباس دیکھا کھلے گلابی رنگ کے باریک لبادے میں ملبوس تھی جس سے اس کا بدن جھانک رہا تھا۔ ہراتا واقعی ایک نمبر کا گدھا تھا۔

"میں تو پریشان ہو گیا تھا کہ نہ جانے کیا بات ہوئی۔"

"معذرت خواہ ہوں۔ برونو تمہیں نیند سے جگایا لیکن نہ جانے کیوں مجھے نیند نہیں آ رہی۔ ذہن میں بے شمار خیالات آ رہے تھے کیا تمہیں میرا یہاں آنا ناگوار گزرا ہے؟"

"اوہ نہیں مس دانیا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"شکریہ برونو۔ نہ جانے کیوں بعض اوقات کچھ صورتوں سے ایسی اپنائیت محسوس ہوتی ہے جیسے ان سے برسوں کی شناسائی ہو۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"تمہاری بات کر رہی تھی یقین کرو برونو۔ ہم بیوپاریوں کو اس طرح گھروں پر نہیں لاتے میں نے یہ اقدام صرف تمہارے لیے کیا ہے۔"

"اوہ دانیا۔ میں بے حد شکر گزار ہوں لیکن؟"

"لیکن کیا؟"

"جانے دو۔ مجھے یہ بات نہیں کرنی چاہیے۔"

"نہیں ڈیئر! بے تکلفی سے کہو۔" وہ میرے نزدیک کھسک آئی۔

"میں نے تمہارا جھکاؤ مسٹر ہراتا کی جانب دیکھا تھا۔"

"ہاں تمہارا خیال درست ہے لیکن اس کی بھی ایک وجہ تھی۔"

"کیا؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔ شاطر عورت کی ساری چالیں میری نگاہ میں تھیں اور میں ان سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"پہلے میں نے تم سے ہی گفتگو کی تھی۔"

"ہاں۔"

"اور پھر تم نے بتایا کہ کاروبار کی ساری بات تمہارے باس سے ہوگی میں نے یہی سوچا کہ پہلے جاپانی کو رام کروں تاکہ تمہاری قربت نصیب ہو جائے۔"

"اوہ یہ بات تھی" میں نے کسی قدر مسرور لہجے میں کہا۔

"سو فیصدی۔"

"میں نہیں سمجھ سکا تھا۔ بہرحال تمہاری اس محبت کا شکریہ۔ میں بے حد خوش ہوں۔"

"وہ جاپانی کسی طرح قابل توجہ نہیں ہے اور بس مجھے تو بچپن ہی سے جاپانی پسند نہیں۔"

"شاید اس لیے کہ وہ دوسری جنگ عظیم میں ہٹلر کے ساتھی تھے۔"

"نہیں۔ مجھے اس سیاست سے کوئی دلچسپی نہیں ہے بس ان کے چہروں پر مردانگی نہیں ہوتی نسوانی چہرے ہوتے ہیں۔"

"لیکن ہراتا کا چہرہ تو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بس میرے ذہن میں یہ بات جم گئی ہے۔" اس نے درمیان سے میری بات کاٹ دی پھر
لیکن تم اس سے کیسے منسلک ہو گئے؟"
"آوارہ گرد ہوں۔ قلاش ہو گیا تھا۔ اس نے مجھے سہارا دیا اور اس کے بعد میں نے اس کی ملاز
اختیار کر لی۔"
"افسوس ہوتا ہے اس وقت جب تم اسے باس کہتے ہو۔"
"کیوں؟"
"تمہاری شخصیت بے حد شاندار ہے تمہارے مقابلے میں کوئی اس کی طرف توجہ بھی نہیں د
سکتا۔ گو اس کے پاس دولت ہے لیکن دولت ہی تو سب کچھ نہیں ہوتی۔ شخصیت بہر حال بڑی حیثیت ر
ہے" اور پھر وہ خاموش ہو گئی۔
"ہاں کیا کہہ رہی تھیں تم۔"
"ممکن ہے ------ اس کے پاس منشیات کا اتنا بڑا ذخیرہ نہ ہو۔"
"نہیں اس کے پاس بہت کچھ ہے وہ بے حد گہرا انسان ہے۔"
"لیکن اس نے وہ سب کچھ کہاں رکھا ہے؟"
"میں نے کبھی معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی لیکن اگر میں معلوم کرنا چاہوں تو میرا خیال ہ
مشکل نہیں ہو گا۔" میں نے جواب دیا اور وہ خاموش ہو گئی۔
"میں نے تمہیں کافی پریشان کیا ہے برونو۔ اگر نیند آ رہی ہو تو میں چلی جاؤں گی۔ گو تمہارے پا
سے جانے کو جی نہیں چاہ رہا۔"
"تکلفات میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے ڈارلنگ اگر تم یہ رات میرے نزدیک گزارنا چاہ
ہو تو میری خوش نصیبی ہو گی۔" میں نے اس کی جھجک مٹادی اور وہ کھل گئی۔ پوری طرح کھل گئی۔ رات
کے آخری حصے میں اس نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔
"اور اگر میں تمہیں برے راستے پر ڈال دوں تو؟"
"ڈال دو۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"مجھ سے بدظن تو نہیں ہو گے؟"
"نہیں۔"
"تب ایک تجویز ہے میرے ذہن میں۔"
"کیا؟"
"کیوں نہ ہم اس جاپانی کو درمیان سے ہٹا دیں۔"
"میں نہیں سمجھا۔" میں نے تعجب سے کہا۔
"کوئی غلط بات مت سوچو۔ میں اسے قتل کرنے کے لیے نہیں کہہ رہی۔"
"جو کچھ اس کے پاس ہے۔ اس کے مالک تم بن جاؤ۔ ہم چالاکی سے اس کی ذخیرہ گاہ معلوم کر لیں
اور پھر ذخیرے پر قبضہ کر لیں۔ میں اس کی ادائیگی تمہیں کرادوں اور پھر ہم دونوں عیش کریں۔ کافی بڑی ر
ہو گی۔"

"اوہ۔" میں نے متحیر رہنے کی اداکاری کی اور دیر تک خاموش رہا پھر ایک گھٹی گھٹی سانس لے کر
"کیا یہ ممکن ہے دانیا؟"
"تم جانتے ہو برونو! میرا تعلق منشیات فروخت کرنے والے اتنے بڑے گروہ سے ہے۔ ہوریشو
الاقوامی شخصیت کا مالک ہے اس کے سامنے ہراتا کیا حیثیت رکھتا ہے۔"
"ہاں۔ یہ تو ہے لیکن؟"
"تم پریشان ہو گئے ہو؟"
"ہاں۔ میرے ذہن میں اس سے قبل ایسا کوئی خیال نہیں آیا لیکن اگر ایسا ہو جائے تو اس سے عمدہ
ور کیا ہو گی۔ ہماری زندگی بن جائے گی اور اگر زندگی کے سفر میں تم جیسی کوئی ساتھی ہو تو دانیا میں تمہیں
بے پناہ چاہنے لگا ہوں۔"
"میں بھی ڈارلنگ۔ ورنہ اس طرح کیوں سوچتی۔"
"اوہ۔ دانیا لیکن یہ کیسے ممکن ہے؟"
"ہم دونوں مل کر کوئی عمدہ سی ترکیب سوچ لیں گے۔"
"تب پھر سوچو۔" میں نے بے قراری سے کہا۔
"جلد بازی نہ کرو۔ یہ سوچ لو تم میرے ساتھ تعاون کرو گے۔"
"خلوص دل سے دانیا۔ تم میرے لیے اتنے اچھے انداز میں سوچ رہی ہو اور میں تمہارے ساتھ
اون نہیں کروں گا۔"
"تب پھر ہم کل ہراتا سے اس کی بات کریں گے۔ اس کی منہ مانگی قیمت قبول کر لیں گے اور اس
مال کے نمونے مانگیں گے۔ تم سو فیصدی اس کے وفادار کی حیثیت سے تعاون کرو گے اور نمونے حاصل
کرتے وقت اس کے پاس رہو گے۔ اس طرح ہم اس جگہ کے بارے میں اندازہ لگا لیں گے۔ اور پھر ہراتا کی
ال کہ وہ ہم سے جیت جائے۔"
"ٹھیک ہے۔" میں نے خوش ہو کر گردن ہلا دی اور دانیا مجھے چومنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد میں
نے آنکھیں بند کر لیں۔ میں سونے کی اداکاری کر رہا تھا۔ اور محسوس کر رہا تھا کہ دانیا بے چین ہے۔ کافی دیر
وہ ساکت و جامد لیٹی رہی پھر اس نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ "برونو ڈارلنگ۔" وہ آہستہ سے بولی۔
انداز ایسا تھا جیسے وہ جگانا نہ چاہتی ہو بلکہ صرف یہ اندازہ لگا رہی ہو کہ میں سو گیا ہوں یا نہیں۔ چنانچہ
بے خبر رہا۔ اور یہ اطمینان کرنے کے بعد کہ میں گہری نیند سو گیا ہوں وہ آہستہ سے اٹھ گئی۔
اس کے کمرے سے نکلنے کے بعد میں نے آنکھیں کھول دیں۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل
گئی تھی اور پھر یہ ملحقہ غسل خانے میرے لیے دوبارہ کارآمد بن گئے۔ میں بے آواز اندر داخل ہو گیا۔
دوسری طرف ٹیلی فون کے نمبر ڈائل کرنے کی آواز سنائی دی اور میں سانس روک کر دوسری طرف سے
آنے والی آواز سننے لگا۔
"ہیلو۔ ہیلو۔ ہاں دانیا بول رہی ہوں۔ ہاں معافی چاہتی ہوں۔ لیکن ایمرجنسی میں اجازت ہے۔ ہاں
مسٹر ہوریشو۔ کیوں نہیں۔ تم ٹرائی کرو میں ذمے دار ہوں۔ ہاں یہ کیس اب مسٹر ہوریشو کا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صورت حال بدل گئی ہے۔ اب ڈبل فراڈ کرنا اور ہوریشو کو اس سے لاعلم نہیں رکھا جاسکتا۔ ہاں اب
لے کر ایمرجنسی کے لیے کہہ دیں۔ یہ بھی اس کا حکم ہے۔"

اور پھر وہ کئی منٹ تک خاموش رہی اور پھر ایک دم بول پڑی۔ "دانیا بول رہی ہے۔ جناب
سوگیارہ۔ جی صورت حال ایسی ہی تھی کہ براہ راست آپ سے رابطہ قائم کرنا پڑا۔ ایک جاپانی نوجوان
اس کا نام ہراتا ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ اس کے پاس کئی سو پونڈ مال ہے اور اس وقت ہمیں مال کی
ضرورت ہے ہمیں اندازہ ہے کہ گروہ اس وقت مالی بحران کا شکار ہے اور ہم مناسب ادائیگیاں کرنے کے
قابل نہیں ہیں۔ اس لیے میں یہ کوشش کر رہی تھی کہ مال ہاتھ لگ جائے۔ جاپانی تو گدھا ہے لیکن اس کے
ساتھ ایک اور نوجوان ہے وہ کام کا ثابت ہوا ہے۔ میں نے اسے پھانس لیا ہے اور وہ اس بات پر آمادہ
ہے کہ جاپانی سے مال ہتھیا لے۔ کل ہم نمونے حاصل کر رہے ہیں۔ اس کے بعد وہ دوسری طرف کی
سننے لگی اور پھر بولی "جی ہاں۔ مال اتنا ہی اس کے پاس ہے۔ میں آپ سے مدد چاہتی ہوں۔ بہتر' شکریہ"
اس نے کہا اور فون بند کردیا۔

میں نے ایک طویل سانس لی اور واپس اپنی جگہ آگیا۔ دوسری صبح دانیا نے ہماری خوب خاطرمدارات
کی۔ وہ مصروف تھی۔ میں نے ہراتا کو پوری صورت حال سمجھادی اور ہراتا نے میری ہدایات پر عمل کرنے
کا وعدہ کرلیا۔

تب دانیا نے میرے سامنے ہی اس سے گفتگو کی "پھر کیا خیال ہے مسٹر ہراتا' سودے کی بات ہو
جائے۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔" ہراتا نے جواب دیا "لیکن کیا سودے کی بات چیت آپ ہی کریں گی
مس دانیا؟"

"ہاں۔"

"تب میں ایک فہرست بناتا ہوں آپ اس کے مطابق سودا کریں۔"

"مناسب۔" دانیا نے جواب دیا اور کاغذ قلم نکل آئے۔ ہراتا نے مال کی تفصیل نوٹ کرائی اور دانیا
تعجب سے اسے دیکھنے لگی۔

"کمال ہے مسٹر ہراتا' اتنا بڑا ذخیرہ آپ نے منتقل کیسے کیا؟"

"یہ میری کوشش تھی مس دانیا۔ آپ کو اس کے لیے نہیں الجھنا چاہیے۔"

"ٹھیک ہے میں الجھ نہیں رہی بلکہ آپ کو داد دے رہی ہوں۔"

"میں نے یہ مال چھ ملکوں میں منتقل کیا ہے بس میری مرضی کے مطابق سودا نہیں ہو سکا اس لیے
میں اسے لیے لیے پھر رہا ہوں۔"

"معمولی بات نہیں ہے۔ اتنی اعلیٰ کارکردگی آپ کی بے پناہ صلاحیت ظاہر کرتی ہے۔ بہرحال
آپ اپنی مطلوبہ رقومات لکھ دیں۔" اور ہراتا مصروف ہوگیا۔ اس نے فہرست کے سامنے فی پونڈ کا ریٹ
لکھ دیا۔ اس حساب سے یہ مال اسی لاکھ پونڈ کی مالیت رکھتا تھا۔

"اوہ مسٹر ہراتا۔ کیا یہ قیمت بہت زیادہ نہیں ہے؟"

"اگر میں اسے یہاں فروخت نہ کرسکا پھر دوسرے ملک لے جاؤں گا۔ اور وہاں اس کی قیمت

بڑھ جائے گی کیونکہ میں اسے گھاٹے سے فروخت نہیں کروں گا۔ آخر اسے منتقل کرنے میں اخراجات بھی تو
آئے ہیں۔" ہراتا نے جواب دیا اور دانیا ہنس پڑی۔

"لیکن آپ کب تک اس پر اخراجات کرتے رہیں گے؟"

"اس وقت تک جب تک یہ ضائع نہ ہو جائے۔ یعنی پولیس کے ہاتھ نہ لگ جائے یا پھر فروخت نہ
ہو جائے۔" ہراتا نے جواب دیا۔

"یہ بات آپ کی ضدی فطرت پر دلالت کرتی ہے۔ بہرحال یہ قیمت بہت زیادہ ہے لیکن اس کے
باوجود میں اسے منظور کرانے کی کوشش کروں گی۔ آپ براہ کرم مجھے اس کے نمونے فراہم کردیں۔"

"بہتر۔ جواب کب مل جائے گا؟"

"نمونے حاصل ہونے کے چھ گھنٹے کے اندر اندر۔"

"کسی قسم کا دھوکہ یا فریب؟"

"اوہ نہیں۔ ہم کروڑوں کی خریداری کرتے ہیں۔ افسوس صرف یہ ہے کہ آپ ہوریشو کے گروہ
سے واقف نہیں۔"

"کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے صرف کاروباری بات کی تھی۔ بہرحال نمونے مہیا کرنے اور سودا
ہونے تک ہم یہاں رہ سکتے ہیں؟"

"سر آنکھوں پر۔ اگر سودا نہ بھی ہوسکے تب بھی مہمان بہرحال ایک حیثیت رکھتا ہے۔" دانیا نے
مسکراتے ہوئے کہا اور ہراتا نے گردن ہلادی۔ پھر میری طرف دیکھ کر بولا۔

"مسٹر برونو! آپ میرے ساتھ چلیں۔"

"بلاشک چیف۔" میں نے گردن ہلادی اور پھر تھوڑی دیر کے بعد ہم دونوں باہر نکل آئے اور ایک
ٹیکسی میں بیٹھ کر چل پڑے۔

"ایروز کے مجسّمے کے گرد لاتعداد ہپی نظر آرہے تھے۔ سوہو سے گزرتے ہوئے گینس بیئر پہنچے
اور پھر سٹریتھم اور پھر یہاں سے کارن بی اسٹریٹ پہنچ کر ٹیکسی سے اتر گئے۔

"کیا خیال ہے چیف' تعاقب تو نہیں کیا گیا۔" ہراتا نے پوچھا۔

"اندازہ تو نہیں ہوسکا چیف۔" میں نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ہراتا ہنسنے لگا۔

"اب کیا پروگرام ہے؟"

"ہاں نمونے دینے ہیں لیکن ایک بات اور ذہن میں ہے۔"

"کیا؟"

"ممکن ہے سودے کی بات خود ہوریشو نہ کرے۔"

"ہوں۔ ممکن ہے۔"

"ایسی صورت میں؟"

"دیکھا جائے گا ہراتا۔ ہوا میں ہی تیر چلا رہے ہیں کہیں نہ کہیں جاکر لگے گا۔ ہوریشو چوہے کو بل
سے نکالنا ہی پڑے گا۔"

"مال حاصل کرنے ہم میں سے ایک آدمی جانا چاہیے ممکن ہے کوئی الجھن پیش آجائے اس طرح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسرا مدد کر سکے گا۔"

"ٹھیک ہے تم جاؤ میں ساؤتھ اینڈ پر تمہارا انتظار کروں گا۔"

"اوکے۔" ہراتا نے جواب دیا۔ اور پھر وہاں سے ہم دونوں چل پڑے میرے ذہن میں بہت خیالات چکرا رہے تھے۔ میں نیشنل گیلری سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ ساؤتھ اینڈ رن سی' سمندر کنارے ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو لندن سے تیس میل کے فاصلے پر ہے۔ لیور پول اسٹیشن سے الیکٹر ٹرین ساؤتھ اینڈ چل پڑی۔ راستے میں چھوٹے چھوٹے کئی قصبے پڑتے تھے لیکن ساؤتھ اینڈ کا انتخاب میں لندن کے نقشے کے مطابق کیا تھا۔

یہ قصبہ میری توقع کے مطابق تھا۔ قدیم و جدید کا امتزاج تھا۔ یہاں ایک قدیم قلعہ تھا۔ جس ایک بڑے حصے کو منہدم کر کے جدید عمارتیں تعمیر کردی گئی تھیں لیکن دوسرا حصہ بدستور تھا۔ اس کی فصیلوں کے نیچے ٹکراتے ہوئے سمندر میں سیاہ چٹانیں ابھری ہوئی تھیں۔ یہ خطرناک علاقہ تھا لیکن اس کچھ پرے باقاعدہ تفریحی ساحل تھے جہاں گرم دنوں میں کافی رش رہتا تھا۔

دیر تک میں اس علاقے میں گھومتا رہا اور پھر ساؤتھ اینڈ اسٹیشن پہنچ گیا۔ ہراتا میری توقع سے پہلے ہی آگیا تھا اور کسی قدر بے چینی سے میرا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے دور ہی سے مجھے دیکھ لیا تھا اور تیزی سے میری طرف بڑھ آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک خوبصورت بڑا سا تھیلا نظر آرہا تھا۔ نزدیک پہنچ کر وہ مسکرایا۔

"بہت جلدی آگئے ہراتا؟"

"دس منٹ پہلے پہنچا ہوں۔"

"کوئی دقت تو نہیں ہوئی۔"

"دقت ہوتی تو اتنی جلدی کیسے پہنچ جاتا؟"

"ٹھیک ہے' آؤ میرے ساتھ۔" میں نے کہا اور ہراتا تھیلا ہاتھ میں لٹکائے میرے ساتھ چل پڑا تھوڑی دیر بعد میں اسے قلعے کے اسی حصے میں لے گیا اور فصیل کے قریب کا سمندر دکھاتے ہوئے بولا۔

"کیا خیال ہے ہراتا؟"

"کیسی جگہ ہے؟"

"رومانٹک' بے حد دلکش' ہراتا نے مسکراتے ہوئے کہا اور میں چونک پڑا۔ اور پھر میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"تم اس نام سے واقف ہو؟"

"رومانٹک سے؟"

"کیوں نہیں چیف۔ حسِ لطیف و فطرت کی تکمیل ہوتی ہے۔"

"لیکن اسے میں حسِ کثیف کہہ سکتا ہوں۔"

"وہ کیوں؟"

"تم اس بھیانک جگہ کو رومانٹک کہہ رہے ہو جسے دیکھ کر ہول آتا ہے۔"

"بات یہیں سے بگڑ جاتی ہے چیف۔ کائنات کی کوئی تخلیق بے مقصد نہیں ہوتی۔ ہر چیز جس وجود رکھتی ہے اسی طرح افادیت اور دلکشی بھی بات صرف فطرت کی ہے۔ میں عورت پسند نہیں"

کیونکہ کائنات میں عورت بزدلی کی علامت ہے اگر ہم کسی کو بزدل ہونے کا طعنہ دیتے ہیں تو اسے عورت کی کسی ادا سے تشبیہ دیتے ہیں گویا عورت بزدلی کی ابتدا اور انتہا ہے۔ دورِ قدیم کا مرد بزدل نہیں تھا اسی لیے وہ عورت پرست نہیں تھا اور اسے بالوں سے پکڑے پکڑے گھسیٹے پھرتا تھا۔ آج کا مرد عورت کو دو دیکھ کر سیٹیاں بجاتا ہے' اس کے حصول کے لیے نہ جانے کیا کیا جتن کرتا پھرتا ہے اور عورت جس قدر اس کے قریب آتی جاتی ہے اسے پھولوں سے پیار ہوتا جاتا ہے۔ اسے خوشبو بھلی لگتی ہے اس کے برعکس دوسرا مرد خطرات پسند اور جری ہوتا ہے اور اسے ایسے ہر پھول ویرانے میں پسند آتے ہیں۔ میں فصیل کے نیچے ان بھوکے بھیڑیوں کی مانند اوپر کو تکتی ہوئی چٹانوں کو دیکھ رہا ہوں جو شکار کو ہڑپ کرنے کے لیے منہ کھولے کھڑی ہیں اور دورِ قدیم کا انسان....."

بس بس اے دورِ قدیم کے انسان۔ تم یہاں اپنی پسند کا خونی ڈرامہ کھیل سکتے ہو۔ مجھے بور مت کرو۔" میں نے ہراتا کو خاموش کرا دیا۔

"نہیں چیف۔ لندن میں ایک پسندیدہ جگہ نظر آئی ہے۔ میں اکثر یہاں آتا رہوں گا۔"

"چلو ٹھیک ہے' اب واپس چلیں۔" میں نے کہا اور ہم واپس چل پڑے۔

☆ ☆ ☆

"بہت بہت شکریہ۔" دانیا نے نمونے سنبھالتے ہوئے کہا اور پھر بولی۔ "آپ لوگ یہاں آرام کریں۔ میں تھوڑی دیر کے لیے جاؤں گی۔"

"ٹھیک ہے آپ بات کریں۔" ہراتا نے جواب دیا۔

"اگر کوئی حرج نہ ہو تو آپ میرے ساتھ چلیں' مسٹر برونو۔ مجھے خوشی ہوگی۔"

"چیف کی اجازت؟" میں نے ہراتا سے پوچھا۔

"چلے جاؤ۔" ہراتا نے جواب دیا اور میں نے دانیا کی طرف دیکھ کر شانے ہلا دیئے۔

"پھر چلتے ہیں۔" دانیا نے کہا اور ہم دونوں اس عمارت سے نکل آئے۔ حالات بے حد سنسنی خیز تھے جو کچھ ہو رہا تھا بظاہر بے حد ٹھوس حقیقت رکھتا تھا لیکن حتمی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ اس کا نتیجہ مرضی کے مطابق ہی نکلے گا۔۔۔۔۔ دانیا کی کار سڑکیں طے کرتی رہی وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی پھر اس نے چونک کر میری جانب دیکھا۔ "مسٹر برونو۔"

"ہوں۔" میں نے اس کی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھا۔

"بہت خاموش ہو؟"

"کوئی خاص بات نہیں ہے۔"

"تم اپنے ارادوں میں متزلزل تو نہیں ہو۔"

"کون سے ارادے ہیں؟"

"میرا ساتھ دو گے نا؟"

"کیا یہ سوال بار بار کرنے کی ضرورت ہے اس میں ہم دونوں کا مفاد ہے بلکہ میری تو خواہش ہے کہ اس کام کے بعد تم مجھے بھی اپنے گروہ میں شامل کر لو۔"

"اوہ' کیوں تم گروہ میں کیوں شامل ہونا چاہتے ہو۔"

"دراصل دانیا۔ میری زندگی بھی عجیب ہے۔ نہ جانے کیوں ہمیشہ سے ایک غیر مطمئن انسان رہا ہوں۔ زندگی کے کسی دور میں قرار نہیں رہا ہے بہت کچھ کیا ہے کسی چیز سے ایسا احساس نہیں ہوا۔ اس سے آگے سب کچھ بیکار ہے۔"

"یہ تو انسانی فطرت ہے۔"

"نہیں۔ میں نے پرسکون لوگوں کو بھی دیکھا ہے جو زندگی کی کسی منزل پر آکر مطمئن ہو جاتے ہیں۔"

"نہیں مسٹر برونو۔ تم انہیں مطمئن انسان نہیں کہہ سکتے۔"

"پھر۔"

"تم انہیں تھکا ہوا شخص کہہ سکتے ہو جن میں آگے بڑھنے کی ہمت نہیں ہوتی لیکن تمہاری یہ خواہش تمہاری تھکن کا اظہار تو نہیں کرتی۔"

"ہاں میں تھکا نہیں ہوں لیکن بے مقصد زندگی کو ختم کر دینا چاہتا ہوں کوئی ایسی راہ اپنانے کا خواہشمند ہوں جس پر چلتے ہوئے زندگی کے کسی مقصد کا احساس ہو۔"

"میں سمجھ گئی۔"

"مدد کرو گی میری؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں لیکن ایک شرط پر۔"

"کیا شرط ہے؟"

"راہ پر جانے کے لیے کسی ساتھی کی تلاش نہیں کرو گے۔"

"ساتھی۔"

"میری مراد خود سے ہے۔ یہ نہیں چاہو گے کہ اس راہ پر میں ہمیشہ تمہاری ہمسفر رہوں۔ شخص کے سامنے زندگی کی منازل ہوتی ہیں۔ ممکن ہے میں تم سے پہلے کسی منزل کا تعین کر چکی ہوں۔ اس صورت میں تمہارے لیے یہ سب کچھ کر کے میں گھاٹے میں رہوں گی۔"

"وعدہ کرتا ہوں ایسا نہیں ہوگا۔" میں نے دل ہی دل میں اسے گالی دی۔ الو کی پٹھی خود کو نہ جانے کیا سمجھتی ہے۔

"تب میں تمہارے لیے کوشش کروں گی۔"

"لیکن ایک بات اور ہے۔"

"وہ کیا؟"

"کیا تم لوگوں کو اجازت ہے کہ ------ اپنے طور پر ایسا کوئی کام کر کے گروہ سے سودے کر سکو۔"

"ہاں مسٹر ہوریشو کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔" اس نے جواب دیا اور میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ چالاک لڑکی ہے اور بے وقوف بنانے کے فن میں ماہر بشرطیکہ سامنے والا اتنا ہی بے وقوف ہو۔ بہر صورت میں فون پر اس کی گفتگو سن چکا تھا۔

تب ایک خوبصورت عمارت کے گیٹ کے سامنے اس نے کار روک دی اور ہارن بجا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قوی ہیکل شخص نے گیٹ کھول دیا اور وہ کار اندر لے گئی۔ پورچ میں کار روک کر وہ نیچے اتر آئی اور پھر مجھے ساتھ لیے ہوئے اندر چلی گئی۔

ایک خوبصورت سے کمرے میں پہنچ کر اس نے چاروں طرف دیکھا اور مجھ سے بولی "بیٹھ جاؤ۔" میں ایک نشست پر بیٹھ گیا لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ کسی قدر متوحش ہے اور خود بھی یہاں سے آگے بڑھنے کی ہمت نہیں رکھتی۔

تب دو آدمی اندر داخل ہوئے ان میں ایک سفید فام تھا اور دوسرا؟ میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ دوسرا ایک سانولی رنگت اور بڑے بالوں والا آدمی تھا لیکن میری باریک بین نگاہیں اتنی کمزور نہ تھیں کہ میں ہوریشو کو اس میک اپ میں نہ پہچان سکتا۔ وہ ہوریشو ہی تھا جسامت اور خدوخال پر جو میک اپ کیا گیا تھا وہ انہیں چھپانے میں ناکام رہا تھا لیکن وہ اس طرح سامنے آجائے گا مجھے گمان بھی نہ تھا۔ چنانچہ میں بہت محتاط ہو گیا۔

"مسٹر البرٹ۔" لڑکی نے سفید فام کی طرف اشارہ کیا اور "مسٹر البرٹ یہ مسٹر برونو ہیں جن کے بارے میں میں بتا چکی ہوں۔"

"بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر مسٹر برونو۔" البرٹ نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا دیا میں اس قسم کی اداکاری کرنے لگا جیسے ان لوگوں سے نروس ہوں۔ "ان سے ملیے۔ یہ میرے دوست اور ہمارے ساتھی مسٹر ڈینو ہیں اسپینش ہیں بے پناہ خوبیوں کے مالک۔" البرٹ نے کہا۔

ڈینو نے دانت نکال کر گردن جھکائی اور ہاتھ بڑھا دیا۔ اور اب کوئی شبہ نہیں رہا۔ ہوریشو نے اپنے دانت چھپانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ میں نے اس سے بھی مصافحہ کیا تھا۔

"ہاں مس دانیا نمونے مل گئے؟"

"جی۔"

"کہاں ہیں۔" البرٹ نے پوچھا اور دانیا نے نمونے نکال کر اس کے سامنے رکھ دیئے۔ ڈینو نے بغور ان کا مطالعہ کیا تھا پھر اس نے گردن ہلائی۔

"ہاں اچھا ہے۔"

"تم نے مسٹر برونو کے بارے میں بھی کچھ کہا تھا دانیا۔" البرٹ نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لیے انہیں لائی ہوں۔"

"کیا خیال ہے مسٹر برونو؟"

"مس دانیا کا خیال درست ہے جناب۔ مم میرا مطلب ہے انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے۔" میں نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"آپ ہمیں بے تکلف دوستوں کی مانند محسوس کریں۔ مسٹر برونو! آپ ہمارے ساتھ جو تعاون کر رہے ہیں اس کے لیے ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔ ہم آپ سے یہ نہیں چاہتے کہ آپ ہمارے لیے بہت بڑی قربانی دیں۔ بس تھوڑی سی رعایت چاہیں گے تاکہ گروہ کو بھی فائدہ ہو۔"

"میں تیار ہوں۔"

"آپ کا اس جاپانی سے کیا تعلق ہے مسٹر برونو؟" اس بار ڈینو یا ہوریشو نے پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بس دوران سفر مل گیا تھا۔ میں قلاش آدمی تھا۔ اس نے میری کفالت کی۔ سنکی سا آدمی ہے لیکن بے حد پراسرار آدمی ہے میں آج تک اسے نہیں سمجھ سکا۔"

"اندازہ لگا سکتے ہو کہ اس کے پاس اتنا مال کہاں سے آیا۔"

"نہیں جناب' لیکن اس کے پاس دولت کافی ہے جہاں سے چاہتا ہے رقم حاصل کرلیتا ہے۔ میرا خیال ہے اس کی دولت بہت سے ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔"

"باقاعدہ کاروباری ہے؟" اسپنش نے کہا۔ "کیا اس کے ساتھ دوسرے لوگ بھی ہیں؟"

"میرا خیال ہے نہیں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ کرائے کے آدمیوں سے کام چلاتا ہے۔"

"اوہ۔ میں اس کے بارے میں اندازہ لگا سکتا ہوں۔ وہ چلتا پھرتا کاروباری ہے اور ایسے لوگ فائدے میں رہتے ہیں۔"

"میں نے مس دانیا سے ایک اور درخواست کی ہے جناب۔"

"کیا؟" اس بار البرٹ نے پوچھا۔

"مجھے بھی گروہ میں شامل کرلیا جائے۔"

"اوہ------وہ کیوں؟"

"اس طرح مجھے گروہ کی پناہ حاصل ہو جائے گی کیونکہ ممکن ہے اس کے بعد وہ جاپانی میرا دشمن بن جائے۔"

"لیکن مسٹر برونو۔ گروہ میں داخل ہونے کے لیے آپ کو اپنی کارکردگی دکھانا ہوگی۔"

"میں تیار ہوں۔"

"کیا کرسکیں گے آپ؟"

"اس بارے میں مجھے آپ کی رہنمائی درکار ہوگی۔" میں نے جواب دیا اور اسپنش مجھے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا "ٹھیک ہے مسٹر برونو۔ یہ بھی ہو جائے گا۔ آپ کو علم ہے کہ یہ گروہ کس کا ہے؟"

"جی ہاں!"

"کون ہے اس کا سربراہ؟"

"مسٹر ہوریشو۔"

"خوب! کس طرح سے جانتے ہو؟"

"مس دانیا نے کہا تھا۔"

"اس سے قبل اس کا نام سنا ہے؟"

"نہیں۔ دراصل میں اس لائن سے کبھی متعلق نہیں رہا ہوں لیکن میں کام کا آدمی ثابت ہوں گا مجھے ایک موقع ضرور دلوادیں۔"

"ہاں۔ میں پوری پوری کوشش کروں گا لیکن ہوریشو دوسری فطرت کا مالک ہے پہلے وہ تمہاری تربیت کرے گا۔ وہ صرف وفاداریاں چاہتا ہے۔"

"میں اس کے لیے گردن کٹوا سکتا ہوں۔"

"آزمالیا جائے گا۔ مسٹر البرٹ میرا خیال ہے آپ مسٹر برونو کو میرے حوالے کردیں اگر یہ کام کے آدمی ثابت ہوئے تو میں ان کی زندگی بنادوں گا۔"

"جیسا آپ پسند کریں مسٹر ڈینو۔"

"ٹھیک ہے مسٹر دانیا۔ نمونے دیکھ لیے۔ آپ آرام کریں۔ میں مسٹر برونو سے کچھ بات کروں گا۔ آپ بھی آرام کریں مسٹر البرٹ۔"

"جو آپ کی خواہش۔" البرٹ نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں باہر نکل گئے۔ بڑے سنسنی خیز لمحات تھے۔ ہوریشو میرے سامنے تھا میں اسے پہچان چکا تھا۔ پتہ نہیں وہ بھی مجھے پہچان گیا تھا یا نہیں بظاہر ایسے آثار نظر نہیں آرہے تھے۔

وہ مجھے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر ایک گہری سانس لے کر بولا۔ "ہراتا کے پاس اتنا بڑا ذخیرہ کہاں سے آیا مسٹر برونو؟"

"اس سلسلے میں میرا ایک خیال ہے۔"

"کیا؟"

"میرے خیال میں وہ چھوٹے چھوٹے لوگوں سے مال خریدتا ہے اور اسے اچھے داموں بیچنے کی فکر میں ہے زیادہ ریٹ ہونے کی وجہ سے اس کا مال ابھی تک فروخت نہیں ہوا ہے۔"

"میں ابھی تک نہیں جان سکا۔ دراصل اس انداز میں کبھی نہیں سوچا۔"

"لیکن اب تمہاری ذمے داریاں دوسری ہیں۔"

"جی۔"

"ہوریشو کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں جبکہ دوسرے لوگ اس سے اس قدر واقف نہیں ہیں۔ ان دنوں وہ کسی قدر مالی بحران کا شکار ہے اگر تم اس وقت اس کی مدد کرو گے تو میرا خیال ہے وہ تمہیں اپنے گروہ میں ایک خاص مقام دے سکتا ہے۔"

"میں نہیں سمجھا جناب۔"

"سمجھنے کی کوشش کرو۔ یہ لوگ اپنے طور پر مال حاصل کرکے دولت حاصل کرنا چاہتے ہیں تمہیں اس میں ایک بڑا حصہ مل سکتا ہے لیکن۔ اگر تم صرف اس رقم کو لے کر باقی زندگی کا انحصار کرو تو دوسری بات ہے اور اگر گروہ میں کوئی مقام چاہتے ہو تو ہوریشو کی مدد کرو۔ وہ اس قسم کا آدمی ہے کہ بہتر پوزیشن میں آنے کے بعد تمہیں سونے میں تول دے گا۔"

"اوہ۔" میں نے پرخیال انداز میں گردن ہلائی۔

"فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔"

"مجھے فوری طور پر گروہ میں شامل کرلیا جائے گا؟"

"ہاں۔ ظاہر ہے وہ تمہاری اس بات سے ضرور متاثر ہوگا۔"

"لیکن پھر یہ لوگ مجھ سے نفرت کرنے لگیں گے۔"

"کون لوگ؟"

"میری مراد دانیا وغیرہ سے ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ان کی کیا حیثیت ہے۔ تم جانتے ہو۔ کیا ان میں سے کوئی ہوریشو کے سامنے بولنے کی جرأت کر سکتا ہے؟"

"ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔"

"پھر کیا سوچا؟"

"ایک سوال اور ہے مسٹر ڈینو۔ براہ کرم اس کی تسلی اور کردیں۔"

"ضرور' پوچھو۔"

"اس دوران میری کفالت کیسے ہوگی میرا مطلب ہے میرے اخراجات"

"اس برے وقت میں بھی وہ تمہیں شہزادوں کی سی زندگی دے سکتا ہے۔ کیا سمجھتے ہو اسے۔"

"گویا گروہ میں شامل ہونے کے بعد میرے اخراجات گروہ کے ذمہ ہوں گے؟"

"پوری طرح"

"تب تیار ہوں۔ بہرحال میں ایک دیرپا سہارا چاہتا ہوں۔"

"میرا وعدہ۔ میں تمہیں گروہ میں ایک اعلیٰ مقام دلواؤں گا۔" ڈینو نے کہا۔

"مجھے بتاؤ ڈینو۔ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"تم براہ راست مجھ سے رابطہ رکھو گے۔" میں دانیا کو ہدایت دیتا ہوں کہ وہ ایک بڑی رقم ایڈوانس کے طور پر دے دے اور سودا کرلے۔ اس طرح اس کے ذہن سے شکوک و شبہات ختم ہو جائیں گے اور وہ تمہیں ضرور اپنا ساتھی بنالے گا۔ تم اس طرح مال کے ٹھکانے سے واقف ہو جاؤ گے۔ اور اور تم چل کر وہ ذخیرہ حاصل کریں گے۔"

"ویری گڈ۔ یہ تو کوئی خاص کام نہیں ہوگا۔" میں نے خوش ہو کر کہا۔

"ابھی صرف یہی کرنا ہے۔"

"میں خلوص دل سے تیار ہوں مسٹر ڈینو۔" میں نے کہا اور ڈینو نے میری طرف مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا میں نے گرمجوشی سے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"بس اب تم جاسکتے ہو۔" جتنی جلدی ہو یہ کام کرلو۔"

"بہتر۔"

"تم مجھے اطلاع کس طرح دو گے؟"

"جس طرح تم کہو۔"

"فون پر۔"

"ٹھیک ہے نمبر دے دو۔" میں نے کہا۔ اور ڈینو نے فون نمبر بتادیا جسے میں نے ذہن نشین کرلیا اور پھر وہ میرے ساتھ باہر نکل آیا۔ اس دوران میں اس کا اچھی طرح جائزہ لیتا رہا تھا اور اس بات کا یقین ہوگیا تھا کہ وہی ہوریشو ہے۔ ممکن ہے اس کے ساتھیوں کو بھی اس کی اہمیت معلوم نہ ہو۔ ڈینو میرے ساتھ باہر آیا تھا۔ البرٹ اور دانیا ایک کمرے میں موجود تھے ہمیں دیکھ کر وہ کھڑے ہوگئے۔

"مس دانیا۔ میں نے مسٹر برونو سے بات کرلی ہے۔ بلاشبہ یہ قابل بھروسہ اور کام کے آدمی ہیں۔ میں نے

انہیں ہدایت دے دی ہے کہ انہیں کیا کرنا چاہیے۔"

"مبارک مسٹر برونو۔" دانیا مسکرائی۔

"طے یہ کیا گیا ہے کہ مسٹر برونو اب آپ کے ساتھ واپس جائیں گے اور مسٹر ہراتا سے سودا کر کے ایڈوانس رقم دے دی جائے۔"

"مناسب مسٹر ڈینو۔"

"مسٹر البرٹ۔ آپ ایک بڑی رقم دانیا کو دیدیں جسے بطور ایڈوانس ہراتا کو ادا کیا جائے گا۔"

"مناسب جناب۔" البرٹ نے جواب دیا۔

"اور اب مجھے اجازت دیں۔" اس نے کہا۔ اور باہر نکل آیا۔

"آپ تشریف رکھیں مسٹر برونو۔ میں ابھی رقم لے کر آتا ہوں۔" البرٹ نے کہا اور باہر نکل گیا۔ دانیا مسکرا کر میری طرف دیکھنے لگی تھی۔

"کیسی گفتگو ہوئی مسٹر ڈینو؟"

"بس گروہ میں شمولیت کے بارے میں بات چیت ہوئی تھی۔"

"امید افزا صورت حال ہے؟"

"ہاں۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ اس گروہ میں تم بہت خوش رہو گے۔" مسٹر ہوریشو اپنے لوگوں کا کافی خیال رکھتے ہیں۔ بس انہیں مطمئن کرنا تمہارا کام ہوگا۔"

"مسٹر ڈینو تم لوگوں میں کوئی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں؟"

"ہاں۔ وہ ہوریشو کے دست راست ہیں۔"

"اوہ۔ تب پھر کام بن گیا۔"

"کیا مسٹر ڈینو تم سے پوری طرح مطمئن ہیں؟"

"ابھی نہیں۔ صرف باتوں سے ہی تو کام نہیں چلتا۔ کچھ کر کے دکھاؤں گا تب میری حیثیت معلوم ہوسکے گی۔"

"کیا کرو گے؟"

"آنے والا وقت بتائے گا۔"

"لڑائی بھڑائی میں کیسے ہو؟"

"بس بزدل نہیں ہوں گو کبھی واسطہ نہیں پڑا۔ لیکن کوئی مسئلہ آجائے تو پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں ہوں۔"

"دلیر آدمی کی مسٹر ہوریشو بے حد قدر کرتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ تم گروہ کے معیار پر پورے اترو۔ یہ بہت اچھا ہوا۔ حالانکہ تم کسی اور کام سے آئے تھے۔ لیکن تمہاری تقدیر اچھی معلوم ہوتی ہے۔" دانیا خاموش ہوگئی اور میں مسکرانے لگا۔

تھوڑی دیر کے بعد البرٹ سیاہ رنگ کا ایک بریف کیس لیے اندر آگیا اس نے بریف کیس کھول کر میرے سامنے کردیا۔ اندر نوٹوں کی گڈیاں چنی ہوئی تھیں۔ "یہ رقم ہم ایڈوانس کے طور پر دے رہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ رقم دیکھ کر میں نے اپنے چہرے پر تاثرات پیدا کر لیے تھے جیسے اتنی بڑی رقم دیکھ کر سخت مرعوب ہو گیا ہوں۔

"تو پھر اب اجازت مسٹر البرٹ۔" دانیا نے بریف کیس بند کرتے ---- ہوئے پوچھا۔

"ہاں آپ جائیں۔"

"یہ نمونے واپس لے جاؤں گی۔"

"کوئی حرج نہیں ہے۔" البرٹ نے جواب دیا۔ اور پھر میں اور دانیا کمرے سے نکل آئے۔ دیر کے بعد ہم کار میں واپس جا رہے تھے۔

"یہ رقم بھی تو بہت بڑی ہے مس دانیا۔"

"سب کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے برونو۔"

"کیا مطلب؟"

"مسٹر ہوریشو تو اس بڑے مال کے عوض اس رقم کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ لیکن ہم اسے تک کیوں جانے دیں۔"

"ٹھیک ہے لیکن کریں کیا؟"

"یہ سوچنا تو تمہارا کام ہے۔ بہرحال ابھی اس کے چکر میں پڑنا مناسب نہیں ہو گا۔ پہلے اصل اس کے بعد دیکھا جائے گا۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ دیر کے بعد ہم ہراتا کے سامنے تھے۔ ہراتا حسب معمول تھا۔ دانیا مسکراتی ہوئی اس کے سامنے پہنچ اس نے کہا۔

"میری طرف سے دلی مبارکباد قبول کریں۔ مسٹر ہراتا۔ سودا منظور ہو گیا ہے۔ ہمیں آپ قبول ہیں۔ مال بھی پسند آ گیا ہے۔ بس اس سلسلے میں آخری گفتگو کر لیں۔"

"ٹھیک ہے مجھے کیا اعتراض ہے۔" ہراتا نے جواب دیا۔

"تب پھر یہ ایڈوانس۔" دانیا نے بریف کیس اس کی طرف بڑھا دیا۔ ہراتا نے بریف کیس دیکھا اور پھر اسے بند کر دیا۔

"ٹھیک ہے۔ رقم کی ادائیگی کس انداز میں ہو گی؟"

"جس طرح آپ پسند کریں۔"

"امریکن ڈالر مل جائیں گے؟"

"کیوں نہیں۔ ہم تیار ہیں۔" دانیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تب پھر ادائیگی ڈالر میں ہونی چاہیے۔"

"مال کی ڈلیوری کب ملے گی؟"

"بس جلد سے جلد۔ آپ ڈالر بینک میں جمع کر کے بک مجھے دے دیں۔ میں اسی دن دوں گا۔"

"آپ صرف ہمیں ٹھکانہ بتا دیں گے۔ مال ہم خود اٹھوا لیں گے۔"

"جس طرح آپ مناسب سمجھیں۔"

"بہرحال اب اجازت دیں۔ مجھے خوشی ہے کہ خوشگوار ماحول میں سودا ہو گیا۔ آئندہ بھی امید ہے آپ مسٹر ہوریشو سے تجارت جاری رکھیں گے۔"

"یقیناً! ایک بڑی کھیپ اور پہنچنے والی ہے۔ میں اس کا سودا بھی آپ ہی سے کروں گا۔" ہراتا نے جواب دیا۔

"بہت بہت شکریہ' اجازت۔" دانیا نے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی میں اسے دروازے تک چھوڑنے آیا تھا۔

"اب تمہارا کام شروع ہو گیا ہے۔ برونو۔ نہایت احتیاط سے کہیں کھیل نہ بگڑ جائے۔" وہ سرگوشی کے انداز میں بولی۔

"فکر مت کرو۔ ڈارلنگ۔ اب میں ہوریشو کے گروہ کا ایک فرد ہوں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تو کام ہونے کے بعد ہی تم سے تفصیلی ملاقات ہو گی۔"

"میں انتظار کروں گا۔" میں نے عاشقانہ انداز میں کہا اور دانیا مجھ سے ہاتھ ملا کر چلی گئی۔ پھر میں کمرے میں داخل ہوا لیکن میں نے ہونٹوں پر انگلی رکھ لی تھی۔ ہراتا نے کچھ کہنے کے لیے ہونٹ کھولے لیکن پھر ایک دم خاموش ہو گیا۔ وہ متجبانہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔

"میں نے پھرتی سے ایک کاغذ اور پنسل کا بندوبست کیا۔ اور پھر تیزی سے اس پر لکھنے لگا۔

"مجھے ٹرانسمیٹر کا شبہ ہے ہراتا۔ اس لیے میں جو گفتگو تیار کروں اسی کے مطابق بات کرنا اپنی طرف سے کچھ نہ کہو بس یہ جملہ کہو گے کہ کیا مس دانیا چلی گئیں۔" ہراتا نے گردن ہلا دی تھی۔

پھر میں نے قدموں کی آواز پیدا کی اور اس کے ساتھ ہی ہراتا کی آواز گونجی۔" اوہ مس دانیا کو رخصت کر آئے مسٹر برونو۔"

"ہاں چیف۔ ایک منٹ کی اجازت دیں' میں ذرا باتھ روم ہو آؤں' اس کے بعد گفتگو کریں گے۔"

"اوکے اوکے۔" ہراتا نے کہا اور میں باتھ روم کی طرف چلا گیا۔ باتھ روم کا دروازہ کھول کر میں نے پانی کا نل کھول دیا۔ اور پھر واپس آ کر ایک کاغذ پر ہراتا سے گفتگو کا چارٹ تیار کرنے لگا۔ فوری طور پر میں ٹرانسمیٹر کی تلاش بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ہوریشو جیسے چالاک شخص پر قابو پانا کھیل نہیں تھا۔ چند ساعت میں چارٹ بناتا رہا اور اس کام سے فارغ ہو کر میں نے ہراتا کا کاغذ اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا ہراتا نے اسے غور سے پڑھ کر گردن ہلائی تھی۔ پھر میں نے دوبارہ قدموں کی چاپ پیدا کی۔ نل بند کیا اور ہراتا کے سامنے پہنچ گیا۔"

"میرا خیال ہے کافی منگواؤ برونو۔"

"اوکے چیف۔" میں نے کہا اور ویٹر کو بلوا کر کافی طلب کر لی۔ تب میں نے ہراتا سے کہا۔ "سودا آپ کی مرضی کے مطابق ہوا ہے مسٹر ہراتا۔"

"ہاں' میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے پاس گولڈ ہے جسے میں منہ مانگی قیمت میں فروخت کروں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گا۔"

"لوگ بھی کھرے ہیں۔"

"اس لائن میں عموماً کھرے لوگ ہوتے ہیں۔"

"ڈلیوری کب دیں گے؟"

"بس زیادہ سے زیادہ کل تک تاکہ اس کے بعد سکون سے سیرو تفریح کریں۔ بہرحال میرے اوپر ایک بوجھ ہے۔" ہراتا نے جواب دیا۔

"مجھے حیرت ہے مسٹر ہراتا آپ اتنے بڑے ذخیرے کو کس طرح گردش دیتے رہے ہیں۔"

"میرا اپنا ایک طریق کار ہے۔ میں کبھی دوسرے لوگوں کو خود پر مسلط نہیں رکھتا۔ بس جہاں ضرورت پڑی کرائے کے آدمی حاصل کر لیے۔"

"عمدہ طریقہ ہے۔ لیکن مال بھی موجود ہے؟"

"ظاہر ہے ورنہ میں نمونے کہاں سے دیتا۔ ابھی تھوڑی دیر کے بعد یہاں سے چلیں گے۔ میں تمہیں ذخیرے دکھادیتا ہوں لیکن ہوشیاری سے۔"

"کیا مطلب؟"

"اوہ۔ بے شک ہمارا واسطہ اچھے لوگوں سے ہے لیکن ہمیں محتاط رہنا چاہیے۔ ممکن ہے ہمارا تعاقب کیا جائے۔"

"اوہ میرا خیال ہے اس کی ضرورت نہیں ہوگی۔ تاہم آپ مناسب سمجھتے ہیں تو ٹھیک ہے۔" میں نے کہا اور ہراتا خاموش ہوگیا۔ اس نے مسکرا کر گردن ہلائی تھی۔ پھر وہ بولا۔ "یہ رقم گن لی جائے۔"

"ضرور لیکن کافی کا انتظار کریں۔" میں نے کہا اور پھر اس وقت تک خاموشی رہی جب تک ویٹر کافی نہ لے آیا اور پھر ہم کافی کے گھونٹ لیتے رہے پھر میں نے بریف کیس کھول دیا۔ یہ صرف احتیاط تھی لیکن بعض اوقات چھوٹی سی ذہانت بڑی کارآمد ہوتی ہے۔ بریف کیس کے ہینڈل میں سوراخ تھے۔ اور اندر ٹرانسمیٹر موجود تھا۔

ہراتا کی آنکھوں میں تحسین کے آثار تھے۔ پھر ہم نے کافی ختم کرلی اور ہم دونوں باہر نکل آئے۔ بریف کیس احتیاط سے چھپادیا گیا تھا۔

"باہر نکلتے ہی ہراتا بے قابو ہوگیا۔ "سمجھ میں نہیں آتا مسٹر نواز۔ آپ کے دماغ میں کیا چیز رکھی ہے۔"

"کیوں؟" میں ہنس کر بولا۔

"کیا ٹرانسمیٹر آپ کے سامنے رکھا گیا تھا؟"

"اگر میرے سامنے رکھتے تو انہیں فائدہ کیا ہوتا؟"

"پھر آپ کا ذہن اس طرف کیسے گیا؟"

"مقابلہ ہوریشو سے ہے۔"

"اب تو یہ نام مجھے مضحکہ خیز محسوس ہوتا ہے۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ آپ کے مقابلے میں اس کی چال ناکام ہے۔ اس لحاظ سے وہ آپ کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔"

"وہ حالات کا شکار ہوگیا ہے ہراتا۔ ورنہ معمولی چیز نہیں ہے۔"

"آپ کو اس کا پتہ چل گیا؟"

"نہ صرف پتہ چل گیا ہراتا بلکہ میری اس سے ملاقات بھی ہو چکی ہے میں نے تمہیں بتایا کہ وہ حالات کا شکار ہے ورنہ ہوریشو اتنے معمولی انداز میں کام نہیں کرتا۔ قدم قدم پر سامنے نہیں آتا۔"

"اوہو تو کیا آپ کی اس سے ملاقات ہوئی؟"

"ہاں۔"

"کیا وہ اپنی اصل شکل میں تھا؟" ہراتا نے سوال کیا۔

"نہیں۔ اصل شکل میں تو نہیں تھا لیکن میں نے اسے پہچان لیا۔"

"اور اس نے؟"

"وہ مجھے نہیں پہچان سکا ہراتا۔"

"ظاہر ہے پہچان بھی نہیں سکتا تھا۔"

"نہیں نہیں۔ غلط فہمی کا شکار نہ ہو۔ دراصل اس کے ذہن میں یہ بات نہ آسکی کہ راجہ نواز اصغر کسی ایسی شکل میں اس کے پاس پہنچ سکتا ہے' بہرصورت اس نے خود ہی مجھ سے ملاقات کی اور میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کے آدمی اسے اس میک اپ میں پہچان سکتے ہیں۔ ہاں میں نے اس کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔"

"بہت خوب چیف اور اس کے داؤ پیچ سے بھی پوری طرح ہوشیار رہے ہو؟"

"ہاں ہراتا۔ یہ ضروری تھا۔"

"میں تو متعجب تھا چیف۔ آخر بریف کیس تک تمہارا ذہن کیسے پہنچ گیا؟" ہراتا مسکراتا ہوا بولا۔

"بس ہراتا چند ایسی ہی باتیں ہیں۔ اور پھر میں اس کی طرف سے چوکنا بھی تو رہنا چاہتا ہوں۔ وہ بہرصورت اتنا احمق نہیں ہے۔ اس نے مجھے ایک پیش کش کی اور اپنے گروہ میں شامل کرنے کا وعدہ بھی کیا۔ اس کے بعد وہ جاننا چاہتا ہوگا کہ میری ذہنی حالت کیا ہے اور میں اس کے لیے کیا نیت رکھتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے چیف۔ اب کیا پروگرام ہے؟"

"بس ہراتا اس کھیل کو جلد از جلد ختم کردینا ہے۔"

"اوکے چیف۔ لیکن تمہیں اپنا وعدہ یاد ہے نا؟"

"ہاں ہراتا۔ ہوریشو کے اس طرح سامنے آنے کے بعد میری خواہش تو یہی تھی کہ ہوریشو کو خود ختم کروں' لیکن تم۔"

"نہیں چیف' بس ایک ہی چیز مانگی ہے تم سے۔ سو وہ دے دو اس کے بعد وعدہ کرتا ہوں کہ کچھ نہیں مانگوں گا۔" ہراتا نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔

کافی دیر تک ہم لوگ ادھر ادھر گھومتے رہے۔ ہم پورے طور سے اس بات کا خیال رکھ رہے تھے کہ کہیں ہمارا تعاقب تو نہیں کیا جارہا۔ لیکن ہوریشو نے یہ چھوٹی حرکت نہیں کی تھی' غالباً وہ کمرے میں

ہونے والی گفتگو سے مطمئن ہو گیا ہو گا۔

بہت دیر تک ہم گھومتے رہے' مختلف جگہوں پر ہم چکر لگاتے رہے۔ اس دوران ہم نے نہایت باریک بینی سے اس بات جائزہ لیا کہ ہوریشو کا کوئی آدمی ہمارا تعاقب تو نہیں کر رہا۔ ممکن ہے بہت محتاط انداز میں اس بات کا انتظام کیا گیا ہو۔ لیکن ہماری پہنچ کسی ایسی بات تک نہیں ہو سکتی تھی جس پر ہم شبہ کرتے۔ تب میں نے ہراتا کو اپنا فائنل پروگرام بتا دیا۔

"کیا آج ہی رات؟" ہراتا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اس کا فیصلہ تو بعد میں کریں گے ہراتا۔"

"یعنی اسے ٹیلی فون کرنے کے بعد۔"

"ہاں۔ اس کے بعد میں تمہیں پروگرام بتا دوں گا۔"

"لیکن ایسا نہ ہو چیف کہ تمہارے ٹیلی فون کرنے کے بعد وہ میرے اوپر نگاہ رکھنے کی کوشش کرے۔"

"یہ ذمہ داری تمہاری ہو گی ہراتا کیونکہ جب میں تمہیں ٹیلی فون کروں گا تو مجھے صورت حال کا پتہ چل ہی جائے گا' اس کے بعد تم انہیں ڈاج دینے کے لیے کوئی خوبصورت پروگرام ترتیب دو گے۔"

"ہوں۔ تو پھر ہوٹل واپس چلو۔" ہراتا نے کہا۔

"کیوں؟"

"بس میں ذرا اپنے پروگرام پر نگاہ ڈالنا چاہتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے چلو۔" میں نے ہراتا سے کہا۔

اور تھوڑی دیر کے بعد ہم واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ ہراتا نے اپنے کمرے کا جائزہ لیا۔ عقب میں کھڑکی موجود تھی۔ اس نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"بس ٹھیک ہے چیف میرا کام مکمل ہے۔ مجھے اپنے کام میں کوئی دقت نہیں ہو گی۔"

"میں سمجھ رہا ہوں۔ لیکن نہایت ہوشیاری سے' کہیں ایسا نہ ہو کہ تم وقت پر نہ پہنچ سکو۔"

"بالکل بے فکر رہو چیف۔ اب ہراتا اتنا احمق بھی نہیں ہے۔" ہراتا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ بات تو میں جانتا ہوں۔" میں نے بھی ہنستے ہوئے کہا اور پھر میں ہراتا کو آخری ہدایات دینے کے بعد کمرے سے نکل آیا۔ اب مجھے اپنا کام شروع کر دینا تھا۔ چنانچہ میں نے ہوریشو کے دیئے ہوئے ٹیلی فون نمبر رنگ کئے۔ اور ہوریشو سے تھوڑی دیر میں رابطہ قائم ہو گیا۔

"مسٹر ڈیئو سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"صرف ایک منٹ جناب۔ ابھی بلاتی ہوں۔" لڑکی کی آواز سنائی دی تھی اور تھوڑی دیر کے بعد ہوریشو ٹیلی فون پر تھا۔

"ڈیئو اسپیکنگ۔" اس نے بھاری لہجے میں کہا۔

"برونو بات کر رہا ہے۔"

"اوہ مسٹر برونو خیریت تو ہے۔"

"ہاں مسٹر ڈیئو۔ میرا کام مکمل ہو چکا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بہت خوب۔ بہت خوب۔ مجھے تم سے یہ امید تھی برونو۔ اور یہ اندازہ میں پہلے لگا چکا تھا۔ تو پھر کیا پروگرام ہے؟"

"جس طرح آپ کہیں چیف۔" میں نے مودبانہ لہجہ میں کہا۔

"اوہ۔ تم نے مجھے چیف کہنا بھی شروع کر دیا۔"

"ہاں ظاہر ہے میں آپ کا خادم ہوں۔"

"خادم تم ہوریشو کے ہو۔ میرے نہیں۔ بہرحال تم ایسا کرو کہ ٹرافلگر اسکوائر پہنچ جاؤ۔ یہاں ... اسٹور کے نام سے ایک اسٹور موجود ہے اس کے اندر آجاؤ میں تمہارا انتظار کروں گا۔" میں نے اثبات ... جواب دیا اور کچھ دیر کے بعد میں ٹرافلگر اسکوائر کی جانب چل پڑا۔

... رن اسٹورز ایک بہت ہی خوبصورت شوروم تھا۔ میں اندر داخل ہو گیا۔ کاؤنٹر گرل اس انداز میں ... جانب آئی تھی جیسے معلوم کرنا چاہتی ہو کہ میں کیا خریدوں گا۔ تب میں نے آہستہ سے کہا۔ "مسٹر ..."

"برونو؟" اس نے فوراً سوال کیا۔

"جی۔"

"آیئے۔" کاؤنٹر گرل نے کہا۔ اور وہ دل کش چال چلتی ہوئی شوروم کے اندرونی حصے میں داخل ... جہاں مینجر کا کمرہ تھا۔

شیشے کے دروازے کے دوسری جانب ڈیئو یا ہوریشو نظر آرہا تھا۔ ایک طویل و عریض میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔

اس نے ایک مصنوعی مسکراہٹ سے میرا استقبال کیا اور بھاری لہجے میں بولا۔ "ان لوگوں سے مجھے ... انسیت رہی ہے جو اپنے کام میں بہت پھرتیلے ہوتے ہیں۔"

"میں نے صرف ابتدائی طور پر اپنی کارکردگی دکھانے کی کوشش نہیں کی ہے جناب' بلکہ عملی زندگی ... اسی بات کا قائل ہوں کہ جو کام سپرد کیا جائے پہلے اسے انجام دے دو' اور اس کے بعد سکون سے بیٹھو۔"

"ایسے لوگوں کو میں کامیاب لوگوں میں شمار کرتا ہوں۔"

"شکریہ۔"

"بہرحال اب کام کی بات کرو۔"

"اسے میرے اوپر پورا اعتماد ہے۔"

"خوب۔"

"اور وہ سودا ہو جانے سے خوش ہے۔"

"ہونا بھی چاہیے۔ ایڈوانس کے بارے میں اس نے کچھ کہا۔"

"کوئی خاص بات نہیں۔"

"کہیں گئے تھے تم لوگ؟"

"ہاں۔ وہ مال چیک کرنے گیا تھا۔"

"اور تم اس کے ساتھ تھے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"جی۔"

"گویا تم نے وہ جگہ دیکھ لی جہاں مال پوشیدہ ہے؟"

"جی ہاں۔ یہی میرا اصل مقصد تھا۔"

"وری گڈ برونو۔ تم نے واقعی اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے' ہمارا کل کا معاہدہ ہے نا؟ ڈلیوری لینے کا؟"

"جی ہاں۔"

"تب تمہیں یہی کرنا چاہیے تھا۔ یعنی آج مال کے ٹھکانے کا پتہ لگا لینا چاہیے تھا۔ کہاں ہے پوشیدہ خزانہ؟"

"ساؤتھ اینڈ کی پہاڑیوں میں۔"

"ساؤتھ اینڈ۔" ہوریشو کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوگئی۔ پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے بہرحال چالاک آدمی ہے۔ ساؤتھ اینڈ کا استعمال ذہین لوگ ہی کرتے ہیں۔"

"جی ہاں۔ وہاں بے شمار غار ہیں۔"

"اوہ۔ مال تو کہیں بھی چھپایا جاسکتا ہے لیکن اسے یہاں تک لانے کے سلسلے میں اس نے سے کام لیا ہے۔"

"جی۔"

"تب مسٹر برونو۔ اب تمہارا کیا پروگرام ہے؟"

"جو حکم آپ دیں گے جناب۔"

"تم اس سے کیا کہہ کر نکلے ہو؟"

"عیاشی۔" میں نے آنکھ دبا کر کہا۔

"اسے کوئی اعتراض تو نہیں ہوتا؟"

"نہیں۔ میں بہرحال اس کا ملازم نہیں ہوں۔"

"تب میری جان۔ ابھی چند منٹ کے بعد تمہیں ایک خوبصورت لڑکی انعام میں ملے گی اور قول کو حقیقت کا رنگ دے دو گے۔"

"میں نہیں سمجھا جناب۔" میں نے کسی قدر تعجب سے پوچھا۔

"لڑکیوں کو سمجھنے کے لیے ذہن پر زور دینے کی ضرورت نہیں پیش آتی۔" ہوریشو نے ہوئے کہا۔ نہ جانے اس پراسرار آدمی کے ذہن میں کیا تھا۔ بہرحال اس نے میز پر لگی ہوئی گھنٹی بجائی شیشے کے دروازے کی جانب دیکھنے لگا۔

جو لڑکی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی وہ سیلز گرل کے لباس میں ہی تھی۔ لیکن ہوریشو سے دشمنی ختم کرنے کو جی چاہتا تھا۔

"کینی۔ یہ مسٹر برونو ہیں۔"

"ہیلو۔" وہ مسکرائی۔

"تم انہیں لے کر سارٹینو پہنچ جاؤ۔ سارٹینو کے بارے میں تمہیں بتانے کی ضر

نہیں ہے نا؟"

"ساؤتھ اینڈ سی؟" اس نے سوال کیا۔

"ہاں۔"

"بس دونوں عیش کرو۔ ایک رومانی جوڑے کی مانند۔ تو مسٹر برونو فی الوقت اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ میرا نمائندہ وہیں تم سے ملاقات کرے گا۔ محسوس مت کرنا۔ میں تمہارے جاپانی دوست کی طرف سے محتاط رہنا چاہتا ہوں۔"

"آپ فکر نہ کریں جناب۔"

"نہیں میرے دوست جس نے فکر نہیں کی اس نے کچھ نہیں کیا بس تم جاؤ۔"

"آؤ ڈارلنگ۔" کینی نے مسکراتے ہوئے کہا اور میں اس کے ساتھ اٹھ آیا۔ لیکن ذہن میں الجھن ضرور پیدا ہوگئی تھی۔

کینی مجھے لیے ہوئے اسٹورز کے ڈریسنگ روم میں آگئی اور پھر ایک خوبصورت سے کیبن میں پہنچ کر اس نے مسکراتے ہوئے میری جانب دیکھا۔

"برونو ڈیئر۔ میں لباس تبدیل کرلوں۔"

"ضرور۔" میں نے بھی ایک اوباش مرد کے انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اگر میں اس سے ذرا بھی شرافت کا اظہار کرتا تو وہ چونک جاتی کیونکہ یورپین مردوں کے لیے یہ کوئی عجیب بات نہیں تھی۔ بہرحال خود کو قابو میں رکھنا پڑا تھا۔

کینی نے بلاتکلف پہلے پورا لباس اتار دیا۔ اس کے انداز میں ذرا بھی جھجک نہیں تھی۔ لباس اتار کر اس نے ایک توبہ شکن انگڑائی لی اور مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھنے لگی۔

"کیا تم چاہتی ہو کہ میں پورے ماحول کو بھول جاؤں۔" میں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"چاہتی تو یہی ہوں۔ لیکن مسٹر ڈینو کی ہدایت۔ موت سے زیادہ اہم ہوتی ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہی مجبوری ہے۔ چنانچہ بہتر یہی ہے کہ آپ لباس پہن لیں۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا اور وہ لباس پہننے لگی۔

"تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک خوبصورت لباس میں تھی۔ بال وغیرہ درست کرکے اس نے مسکراتے ہوئے میری جانب دیکھا۔

"چلیں؟"

"چلنے کی تاب کہاں ہے کینی۔" میں نے کہا اور وہ دلاویز انداز میں مسکرانے لگی۔ تب ہم دونوں باہر نکل آئے۔ اس کی چھوٹی سی آسٹن اسٹارٹ ہو کر چل پڑی۔ میں اس کے نزدیک بیٹھا ہوا تھا۔

کار تیز رفتاری سے سڑکیں طے کرتی رہی اور ہم لندن کے پررونق علاقے پیچھے چھوڑتے رہے۔ وہ کبھی کبھی مسکرا کر میری طرف دیکھ لیتی تھی۔

"کبھی کبھی تو مسٹر ڈینو کی مہربانیاں بے حد دلکش ہو جاتی ہیں۔"

"کیوں؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اب اسی وقت کی بات لے لو۔ انہوں نے ایک خوبصورت کام میرے سپرد کیا ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خوبصورت کام۔" میں نے تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں اب بننے کی کوشش مت کرو۔ تم مجھے کافی پسند آئے ہو۔" لڑکی نے جس کا نام کینی تھا، مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ----- کچھ یہی کیفیت میری ہے۔ لیکن ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔" میں نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟" اس نے کہا۔

"مقصد یہ کہ مسٹر ڈیونو نے جو کام میرے سپرد کیا ہے اس کے سلسلے میں نجانے مجھے کب مصروف ہو جانا پڑے۔"

"پھر بھی تعارف تو ہو ہی گیا۔ آج نہ سہی کل سہی۔ دوبارہ سہی۔ ملاقاتیں تو ہوتی رہیں گی۔ اور ایک بات تو میں بھی سوچ سکتی ہوں۔ اور تم بھی سمجھ سکتے ہو۔" کینی نے کہا۔

"وہ کیا؟" میں نے سوال کیا۔

"وہ یہ کہ ظاہر ہے مسٹر ڈیونو نے جس اعتماد سے تمہیں میرے ساتھ کیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تم بھی ہمارے ساتھیوں میں سے ہو۔"

"اوہ ہاں۔ یہ بات دل خوش کن ہے۔ لیکن تم کینی مسٹر ڈیونو کو کب سے جانتی ہو؟"

"بس اب سوالات مناسب نہیں ہیں۔ ہمیں صرف پیار محبت کی گفتگو کرنا چاہیے۔" اس نے محتاط لہجے میں کہا۔ اور میں نے بھی گردن ہلا دی تھوڑی دیر کے بعد ہم سارٹینو پہنچ گئے۔ ایک خوبصورت ساحلی ہوٹل تھا جہاں بے شمار جوڑے نظر آرہے تھے۔ اس سے قبل جب میں ہراتا کے ساتھ یہاں آیا تھا تو اس ہوٹل پر نگاہ نہیں پڑی تھی یہ ذرا ساہٹ کر تھا۔ یعنی ان کھنڈرات اور پہاڑیوں سے تھوڑا ساہٹ کر جو میں نے ہراتا کے ساتھ دیکھی تھیں اور جہاں ہراتا نے اپنا آخری پروگرام ترتیب دیا تھا۔

ہم لوگ سارٹینو جاکر بیٹھ گئے اور کینی مسکراتی ہوئی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مجھے دیکھنے لگی۔ چند ساعت خاموشی رہی پھر اس نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا کھاؤ گے کیا پیو گے؟"

"بس جو تم مناسب سمجھو۔" اور اس نے ویٹر کو اشارہ کر کے تلی ہوئی مچھلیاں اور کچھ اور تلی ہوئی چیزیں منگالیں۔ اس کے ساتھ ہی کافی کے مگ بھی تھے۔ بہت ہی لذیذ چیزیں تھیں۔ ہم دونوں انہیں کھاتے رہے اس دوران ہم نے بہت ساری باتیں بھی کیں جن کا تعلق کسی بھی طور کاروباری مسائل سے نہیں تھا۔ بس آپس کی دلچسپیوں کی گفتگو تھی۔ میں نے اس کا پتہ دریافت کیا۔ اور اس نے اپنا پتہ دوہرا دیا۔ جسے میں نے ذہن نشین کرلیا۔

"اگر تم اجازت دو تو میں فرصت ملتے ہی تم سے اس پتے پر ملاقات کروں؟" میں نے سوال کیا۔

"یہ بھی کوئی اجازت لینے کی بات ہے۔ میں تمہیں ہمیشہ خوش آمدید کہوں گی۔" کینی نے مسکرا کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیکن میں یہ جانتا تھا کہ اس کے بعد اس حسین لڑکی سے ملنے کا موقع نہیں ملے گا۔ بہرصورت ایک خوبصورت لڑکی اتنے نزدیک آکر دور چلی جائے' اس کا افسوس ہونا تو ضروری ہی تھا۔ لیکن کیا کیا جاسکتا تھا۔ میں اس سے گفتگو کرتا رہا۔ یہاں تک کہ رات ہوگئی روشنیاں جگمگا اٹھی تھیں۔ تب دفعتاً" ہم نے ڈیونو کو دیکھا۔ کینی نے بھی مجھے اس کی جانب متوجہ کیا تھا۔

وہ چوڑے شانوں والا شخص ہماری جانب آرہا تھا۔ تب اس نے جھک کر ہم سے کہا۔ "اگر آپ اجازت دیں تو میں چند ساعت کے لیے آپ کی کمپنی حاصل کرلوں۔"

"ضرور تشریف رکھیے جناب۔" کینی نے مودبانہ لہجے میں کہا اور ڈیونو تیز نگاہوں سے اسے گھورنے لگا۔

"کیا تفریحی مقامات پر بھی ان تکلفات کی ضرورت ہے۔" اس نے خشک لہجے میں کہا۔

"سوری جناب۔" کینی سنبھل گئی۔

"تھوڑی دیر تک تم یہاں بیٹھو اور پھر ہم سے تعارف کرکے اٹھ جاؤ۔" ڈیونو نے بھاری لہجے میں کہا اور کینی کے چہرے کی چمک ماند پڑ گئی تھی اور پھر اس نے گردن ہلا دی۔ ہم نے ڈیونو کے لیے بھی کافی منگوائی ڈیونو خاموش بیٹھا تھا۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔

پھر کینی اٹھ گئی۔ اس نے جھک کر ہم سے معذرت کی تھی اور پھر وہ چلی گئی۔ تب ڈیونو کا انداز بدل گیا اس کے لہجے میں خوشگواری آگئی۔

"تمہارا ساتھی اپنے ہوٹل میں موجود ہے۔" اس نے مجھے اطلاع دی۔

"اوہ۔ کیا اسے چیک کیا گیا ہے؟"

"ہاں۔ یہ ضروری تھا۔"

"یقیناً۔ ویسے کیا یہ بات تمہارے ذہن میں نہیں آئی تھی۔"

"نہیں جناب۔" میں نے اعتراف کے انداز میں کہا۔

"حالانکہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر نگاہ رکھنا ضروری ہے۔"

"آپ نے ٹھیک کیا۔ لیکن اس کی ایک وجہ اور تھی۔"

"کیا؟"

"میں مطمئن تھا کہ اسے میرے اوپر کسی قسم کا شک نہیں ہو سکا ہے اسی لیے میں نے اس بات پر توجہ نہیں دی تھی۔"

"پھر بھی کسی طور سامنے والے سے مطمئن نہ رہو' کامیاب رہو گے۔ میں تمہیں خصوصی طور پر ہدایت دوں گا۔" ڈیونو نے کہا اور میں نے تشکرانہ انداز میں گردن ہلا دی۔

"تمہیں روانہ کرنے کے بعد میں نے بہت سے انتظامات کیے ہیں پہلے ہم اس ذخیرے کو دیکھ لیں اس کے بعد اپنے آدمیوں کو یہاں طلب کرلیں گے۔"

"اوہ جناب میرا خیال ہے انہیں طلب کرلیا جائے۔ اسے شبہ نہیں ہوسکے گا اور پھر یہاں اس کے زیادہ آدمی بھی نہیں ہیں۔"

"یہ کام مشکل نہیں ہے۔ آؤ اب اٹھیں۔ تم مجھے وہ جگہ دکھاؤ۔ اس کے بعد میں قرب و جوار کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نگرانی کروں گا۔ تمہارے دوست کے اندر ایک خرابی ہے ورنہ کوئی خطرہ نہ ہوتا۔"

"کیا خرابی ہے؟"

"عورت سے دور رہتا ہے اور ایسے لوگ زیادہ خطرناک ہوتے ہیں اگر ایسی بات نہ ہوتی تو اس وقت کوئی حسین عورت اس کے پہلو میں ہوتی، اور پھر کوئی خطرہ نہ رہتا۔"

"اوہ۔ ہاں۔ حسین سے حسین عورت اسے متاثر نہیں کرتی۔ لیکن مسٹر ڈیبو کیا آپ کے ہوٹل پر اس کی نگرانی نہیں کر رہے؟"

"فکر مت کرو۔ اگر اس نے باہر نکلنے کی کوشش کی تو اسے گولی مار دی جائے گی۔" ڈیبو نے کہا اور پھر پیٹر کو بل ادا کر دیا۔ "چلو۔" اور ہم دونوں اٹھ گئے قرب و جوار میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ یوں بھی عام لوگ اس طرف نہیں جاتے تھے۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ اور بالآخر ہم دونوں اس جگہ پہنچ گئے جہاں ہراتا کو موجود ہونا چاہیے تھا۔

"عمدہ جگہ ہے کیا یہاں ہی اس نے مال چھپایا ہوا ہے؟"

"ہاں۔ اس غار میں۔" میں نے اشارہ کیا۔ اور ہم دونوں اس غار میں داخل ہو گئے۔

"اوہ۔ وری گڈ۔" ہوریشو کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ پر اشتیاق انداز میں یہ سارا پکٹ دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے گردن ہلائی "برونو۔ تم ایک عمدہ اور قابل اعتماد شخص ہو۔ میں تمہیں ایک مقام دوں گا۔"

"شکریہ مسٹر ہوریشو۔" میں نے جواب دیا۔ طویل و عریض غار کے دہانے پر میں نے ہراتا کا [illegible] محسوس کر لیا تھا۔

لیکن ہوریشو چونک پڑا۔ اس نے سانپ کی مانند پلٹ کر مجھے دیکھا اور اس کی آنکھوں میں روشنی سی جل اٹھیں۔

"تم نے مجھے کس نام سے پکارا؟"

"ہوریشو۔ گریٹ ہوریشو۔"

"وہ میرا چیف ہے۔" ہوریشو گرجدار لہجے میں بولا۔

"نہیں میری جان۔ مجھ سے زیادہ اسے کون جانے گا۔" میں نے کہا اور اپنے چہرے سے میک اپ کی وگ اتار دی۔ ہوریشو کئی قدم پیچھے ہٹ گیا تھا اس کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار نظر آ رہے تھے۔

"نواز۔" اس کے منہ سے نکلا۔

"راجہ نواز اصغر۔" میں نے کسی قدر فخریہ انداز میں کہا۔ "میری خواہش ہے ہوریشو تم بھی چہرے کو نمایاں کر لو۔"

"اب تو ضرور کروں گا۔" ہوریشو ایک دم ہنس پڑا۔ اس کی کیفیت ایک دم بدل گئی تھی اور اس کی آنکھوں میں کسی کھلنڈرے بچے کی سی چمک نظر آئی تھی۔ اور پھر اس نے اپنا میک اپ بھی اتار دیا۔ "تم سے ملاقات کر کے مجھے واقعی بہت خوشی ہوئی ہے نواز۔"

"بہت سی باتیں کرنا ہیں تم سے۔"

"حاضر ہوں۔"

"اب جب تم ہو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ میرے ساتھ اس وقت کوئی نہیں ہے۔"

"ہاں مجھے علم ہے۔"

"گویا ہم دونوں یہاں تنہا ہیں؟"

"نہیں ہوریشو۔" یہاں ایک شخص اور موجود ہے۔"

"اوہ۔ کون ہے؟"

"میرا دوست ہراتا۔"

"کیا مطلب وہ تو؟" ہوریشو تعجب سے بولا۔

"وہ میرا ساتھی ہے۔ اس لیے تمہارے آدمی اس کی نگرانی کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔"

"مگر وہ تو اپنے کمرے میں موجود تھا اور میرے ساتھیوں کا کہنا تھا کہ دروازہ اندر سے بند ہے میں نے انہیں ہدایت بھی کر دی تھی کہ اگر وہ باہر نکلنے کی کوشش کرے تو اسے گولی مار دی جائے۔"

"ٹھیک ہے اس کے باوجود وہ یہاں موجود ہے۔"

"خوب۔ بہرصورت میں تمہاری ذہانتوں کا قائل ہوں۔ راجہ نواز اصغر۔" ہوریشو نے کہا۔

"شکریہ ہوریشو۔ تمہیں مجھ سے کیا باتیں کرنا تھیں۔"

"بہت سی باتیں نواز۔ ہاں اس کے ساتھ ساتھ میں چند باتوں کا اعتراف بھی کرنا چاہتا تھا۔"

"خوب کہو۔" میں نے جواب دیا۔

"سب سے پہلی بات تو یہ کہ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ میری زندگی میں تم جیسا آدمی پہلے کبھی نہیں آیا۔ مکلینو میرا باس تھا لیکن میں جانتا تھا کہ جس وقت بھی میں اس کے مقابلے میں اٹھوں گا اس کی طاقت میرے سامنے ریزہ ریزہ ہو جائے گی۔ وہ میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا اور تم نے دیکھا میری سوچ غلط نہیں تھی۔ وہی ہوا جو میرے ذہن میں تھا۔ میں نے جس وقت مکلینو کے سامنے [illegible] تو مکلینو آنکھوں سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اور اب وہ کسی خارش زدہ کتے کی مانند ادھر ادھر گھوم رہا ہے اس کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لیکن راجہ نواز اصغر اگر تم اس کی پشت پر نہ ہوتے تو آج شاید مکلینو کا نام و نشان بھی نہ ہوتا۔ گویا اگر میں موازنہ کروں تمہارا اور مکلینو کا تو مجھے یہ بات کہنے میں کوئی عار نہیں کہ تم مکلینو سے کہیں زیادہ خطرناک انسان ہو۔ رہی بات ہوریشو کی۔ تو ہوریشو ----- ان قوتوں کا مالک ہے جنہیں زوال نہیں ہے۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ تم نے کچھ عرصے کے لیے ہوریشو کو مفلوج کر دیا ہے لیکن تم کیا سمجھتے ہو کیا ہوریشو کسی ایک شخص کا نام ہے۔"

"تو پھر کتنے حصوں میں منقسم ہو مسٹر ہوریشو۔" میں نے تمسخرانہ لہجے میں کہا اور ہوریشو تیکھی نظروں سے مجھے دیکھنے لگا۔

"مذاق اڑانے کی ضرورت نہیں ہے راجہ نواز اصغر۔ میں تم سے بالکل درست کہہ رہا ہوں ہوریشو ایک طاقت کا نام ہے ایک قوت ہے جو ناقابل تسخیر ہے تمہارا وہ دوست کہاں ہے میں اس سے بھی ملنا چاہتا ہوں۔" ہوریشو نے کہا اور میں نے ہراتا کو آواز دی۔

"ہراتا سامنے آ جاؤ۔" میں نے کہا اور جاپانی شہزادہ ایک عجیب و غریب لباس میں سامنے آ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نجانے اس نے یہ لباس کہاں سے حاصل کیا تھا۔ اس میں وہ واقعی بے حد عجیب اور پراسرار لگ رہا تھا۔ ہوریشو اسے دیکھ کر مسکرایا۔

"خوب۔ خوب۔ جاپان کی روایات میرے سامنے ہیں۔ لیکن مجھے تعجب ہے نواز کہ تمہیں اتنی اعلیٰ صلاحیتوں کا انسان کہاں سے مل گیا۔ تم میرے خیال میں خاصے خوش قسمت انسان ہو کہ تمہیں اپنی مرضی کے مطابق لوگ مل جاتے ہیں مجھے تو بعض اوقات تلاش کے باوجود کوئی اچھا ساتھی نہیں ملتا۔"

"ہاں ہوریشو اسے قسمت ہی کی بات کہا جاسکتا ہے۔ اب تم دیکھو نا تمہارے سلسلے میں میں نے ہمیشہ یہی سوچا تھا کہ تمہیں چوہے کی طرح کھلا کر جب بھی ماروں گا اپنے ہاتھوں سے ماروں گا اور اس کی وجہ میرا دوست گولڈ مین تھا جو تمہارے ہاتھوں ہلاک ہوا۔ گولڈ مین کی موت کو میں کبھی نظرانداز نہیں کرسکتا۔"

"اوہ وہ گولڈ مین۔ لیکن میں نے اسے جنگ کا پورا پورا موقع دے کر شکست دی تھی۔"

"ہاں پھر بھی میں اس کی موت کا انتقام تو تم سے لینا چاہتا تھا۔"

"ٹھیک ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے تم اس کے لیے مجھ سے لڑ سکتے ہو۔ یہ دوسری بات ہے کہ میں تمہیں بھی اس کے پاس پہنچادوں۔"

"اوہ۔ اتنی غلط فہمی۔ لیکن مجھے افسوس ہے ہوریشو۔ میرا شکار مجھ سے میرے دوست نے مانگا ہے اس کا کہنا ہے کہ اگر میں تمہیں اس کے حوالے کردوں تو پھر وہ مجھ سے کچھ اور طلب نہیں کرے گا۔"

"اوہو۔ اوہو۔ اس جاپانی کو مجھ سے کیا پرخاش ہوسکتی ہے۔" ہوریشو نے کہا۔

اس کے انداز میں ذرا برابر خوف نہیں تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی پریس کانفرنس سے خطاب کر رہا ہو۔ بہرحال مجھے اس طرح کے نڈر لوگ بے حد پسند تھے۔

"کیوں مسٹر ہراتا' کیا خیال ہے تم مجھے شکست دینا چاہتے ہو؟"

ہراتا نے بڑے ادب سے گردن جھکائی اور بولا۔ جی ہاں مسٹر ہوریشو دراصل میرے چیف نے تمہاری اس قدر تعریفیں کی تھیں کہ مجھے تم سے ملاقات کا شوق پیدا ہوگیا تھا۔"

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے------ میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ تمہیں راجہ نواز اصغر جیسا انسان ملا۔ یہ اعلیٰ صلاحیتوں کا مالک شخص نہ صرف بہادر ہے بلکہ اعلیٰ ظرف ہے۔ میں اگر مر بھی جاؤں گا تو یہ اطمینان کر کے مروں گا کہ میرا سابقہ ایک ایسے شخص سے پڑا ہے جو نہ صرف بہادر ہے بلکہ اعلیٰ ظرف کا مالک ہے لیکن میں تم سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تم کیوں اس کے لیے جان دینے پر آمادہ ہو۔"

"یہ کوئی سوال نہیں ہے مسٹر ہوریشو جن لوگوں کی تعریفیں ان کے دشمن کریں کیا وہ اس قابل نہیں ہوتے کہ ان کے لیے جان دی جاسکے؟" ہراتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ حقیقت ہے یہ شخص قابل تعریف ہے ذہانت اور طاقت کی یکجائی کا تصور کیا جائے تو ذہن میں صرف ہوریشو کا نام ابھرتا ہے۔ لیکن اگر کوئی دوسرا نام بھی تخلیق کیا جائے تو اس کو نواز اصغر کے علاوہ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ میں اس شخص کی کون کون سی بات کا تذکرہ کروں۔ اس نے کہا تھا ہوریشو اگر تم بچ گیا تو زمین تم پر تنگ کردوں گا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اس وقت میرے لیے زمین بہت تنگ ہے۔"

"اس کے باوجود تم اسے نمبر دو کہتے ہو۔" ہراتا نے کہا۔

"ہاں ہوریشو تنہا ہے۔ بالکل تنہا۔ اس کا نمبر دو ہوسکتا ہے۔ اس کا نمبر ایک نہیں ہوسکتا۔"

"اس وقت کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"میری توقع کے خلاف ہے۔"

"یعنی۔"

"میں واقعی اسے نہیں پہچان سکا تھا۔ اگر مجھے شبہ ہوتا تو میں' اتنی لاپرواہی کا ثبوت نہ دیتا اور اس وقت کچھ لوگ میرے ساتھ ہوتے۔"

"اس کے باوجود وہ نمبر دو ہے۔"

"ہاں۔ تم خود دیکھ لوگے۔" ہوریشو اتنا نڈر تھا جیسے کوئی بات ہی نہ ہو۔ پھر وہ چونک کر بولا۔ "ہاں نواز۔ ایک بات تو بتاؤ۔"

"کیا؟"

"ہیرے کہاں ہیں؟"

"میرے پاس موجود ہیں۔"

"مجھے ان کا پتہ بتادو۔ اگر تم مجھے قتل کرنے میں کامیاب ہوگئے تو ظاہر ہے وہ تمہارے ہی رہیں گے۔ لیکن اگر میں نے تمہیں قتل کردیا تو پھر وہ تمہارے لیے بھی بے مصرف ہوں گے۔ میرے ہی کام آجائیں تو کیا ہرج ہے۔"

"ٹھیک ہے ہوریشو۔ مرتے ہوئے میں تمہیں ان کا پتہ ضرور دے دوں گا۔"

"اچھا ایک بات اور بتاؤ۔ بریف کیس میں ایک ٹرانسمیٹر موجود تھا کیا تم اس سے واقف ہوگئے تھے؟ کیونکہ تم نے گفتگو ایسی ہی کی تھی کہ میں دھوکے میں آگیا۔"

"ہاں۔ میں تم سے واقف تھا ہوریشو۔"

"تمہیں پہلی نگاہ میں ہی میرے اوپر شبہ ہوگیا تھا؟"

"یہ بھی حقیقت ہے۔"

"بہرحال میک اپ کے معاملے میں تم مجھ سے آگے ہو۔" اس نے گہری سانس لے کر کہا۔ پھر بولا۔ "لیکن راجہ نواز اصغراب ایک اہم بات اور کرنا ہے۔"

"وہ بھی کرلو۔"

"یہ تو میں جانتا ہوں کہ تم میں سے ایک مجھ سے جنگ کرے گا۔ لیکن اگر میں تمہارے ساتھی پر غالب آگیا تو کیا تم فوری مداخلت کروگے؟"

"نہیں ہوریشو۔" اس کی موت کے بعد ہی میں تم سے جنگ کروں گا۔"

"تمہارے پاس پستول ہے ہراتا؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں موجود ہے۔"

"مجھے اجازت دو کہ میں تمہارے دوست کی تلاشی لے سکوں۔ ہم لوگ ہتھیاروں کے بغیر جنگ کریں گے۔"

"ٹھیک ہے" ہراتا نے کہا اور پھر ہوریشو نے اپنا پستول' ایک خنجر اور زہریلی سوئیاں پھینکنے والی ایک چھوٹی سی مشین نکال کر میرے سامنے ڈال دی۔ "اس کے علاوہ میرے پاس اور کوئی ہتھیار نہیں ہے۔" پھر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ ہراتا کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ کیا تم نے اس سے قبل ایسے دشمن دیکھے ہیں ہراتا جنہیں ایک دوسرے پر اس قدر اعتماد ہو۔"

"تم دونوں عظیم ہو۔" ہراتا نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرا دشمن بے حد قابل بھروسہ ہے۔ میں جانتا ہوں میرے نہتا ہونے پر وہ مجھ پر وار نہیں کرے گا۔ اور چونکہ میں تم سے جنگ کر کے تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں اس لیے تم اسے خوشامد بھی نہیں کہہ سکتے۔" میں نے ہوریشو کی پوری تلاشی لی۔ بلاشبہ اس کے علاوہ اس کے پاس کچھ اور نہیں تھا۔

"میری خواہش ہے کہ تم لوگ بھی اپنے اپنے ہتھیار نکال کر ایک جگہ جمع کردو۔ کیونکہ نواز اس میں کوئی غلط بات تو نہیں ہے؟"

"نہیں۔"

"بلکہ میں تو ایک اور تجویز پیش کروں گا نواز۔" کیوں نہ ہم اپنے ہتھیار اس غار سے باہر پھینک دیں۔ تم اس بات کا یقین کر لو کہ یہاں دور دور تک میرا کوئی آدمی نہیں ہے بلکہ شاید کسی کو معلوم بھی نہیں ہے کہ میں تمہارے ساتھ یہاں آیا ہوں۔ حالانکہ میں واقعی نادانی کا ثبوت دے چکا ہوں لیکن پھر بھی اگر تم چاہو تو پہلے اپنا اعتبار کر لو یہ ضروری ہے اور وقت کا تقاضا بھی۔"

"نہیں ہوریشو۔ ہم خود بھی اتنے بے وقوف نہیں ہیں۔ ہراتا کیا تم باہر کے مناظر دیکھ چکے ہو؟"

"نہیں چیف۔" ہراتا نے دونوں گال پھلا کر کہا۔ وہ اس وقت بہت ہی کھلنڈرا نظر آ رہا تھا۔ ہم نے اپنے اپنے ہتھیار بھی نکال دیئے اور انہیں غار سے باہر اچھال دیا۔ جہاں وہ سمندر کی گہرائیوں میں جذب ہو گئے۔

عجیب و غریب جنگ تھی اتنی دلچسپ سچوئیشن میں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھی تھی۔

"ہوریشو ایک سیاہ بھوت کی مانند ہمارے سامنے کھڑا تھا۔ ہراتا حسب معمول پر وقار نظر آ رہا تھا۔ جبکہ میری حیثیت اس وقت نمبر تین ہو گئی تھی۔ لیکن ---- اس ماحول سے میں بھی کافی محظوظ ہو رہا تھا۔

تب ہراتا نے اپنا مخصوص لباس اتار دیا۔ دوسری جانب ہوریشو بھی اپنے اوپری بدن سے برہنہ ہو گیا۔ اس کا مضبوط کسرتی جسم غار میں ایک عجیب سی روشنی پھیلا رہا تھا۔ بڑا ٹھوس جسم تھا کسی سل کی مانند۔

ہراتا نے اپنا لباس اتارا اور اس کے بعد اس نے اپنے لباس سے کوئی چیز نکالی۔ یہ ایک پیلے رنگ کی ریشمی پٹی تھی۔ اس پٹی کو ہراتا نے بڑے احترام سے چوما اور اپنی پیشانی پر باندھ لیا۔

دوسری جانب ہوریشو بھی مڑ کر کچھ عمل کر رہا تھا۔ میں چاروں طرف سے چوکنا تھا کیونکہ یہ جنگ ---- میری نگرانی میں ہو رہی تھی' ایک عجیب سی صورت حال تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کہ میں اس جنگ کا ریفری ہوں۔

ہوریشو پلٹا اور میں حیران رہ گیا۔ ہوریشو کی پیشانی پر بھی ویسی ہی ایک پیلے رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ ہراتا کی آنکھوں میں تعجب کے آثار نظر آنے لگے۔ دوسری طرف ہوریشو بھی منہ پھاڑ کر رہ گیا تھا۔

"کیا مطلب؟"

"کیا مطلب؟ یاتان بوسو۔" ہوریشو نے تعجب سے پوچھا۔

"یاتان بوسو۔" ہراتا بھی تعجب سے بولا۔

"لیکن تم ---- تم ---- تم ----"

"ہاں میں جاپانی ہوں ---- اور ہوریشو تم؟"

"میں نے بھی یہ فن یاتان بوسو سے سیکھا ہے۔" ہوریشو نے جواب دیا اور ہراتا چند لمحات کے لیے ساکت رہ گیا۔ مجھے اس کے چہرے پر ہیجان سا نظر آنے لگا تھا۔ میں نے اس کی پریشانی محسوس کی اور اس کے پاس پہنچ گیا۔

"کیوں ہراتا؟ کیا بات ہے۔"

"چیف۔ چیف ---- میں ---- میں ---- میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔" ہراتا کی آواز میں لرزش تھی۔

"مگر بات کیا ہے۔ تم پریشان کیوں ہو؟"

"چیف یہ میرے ہی ملک کا آدمی ہے۔"

"تو پھر ----" میں ابھی تک تذبذب میں تھا۔

"یہ میرے اسی استاد کا شاگرد ہے جس سے میں نے تعلیم حاصل کی اور جسے میں اپنی زندگی سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ یاتان بوسو۔ یاتان بوسو اس ادارے کا نام ہے جو جوڈو۔ کراٹے جو جتسو اور دوسری تمام چیزیں سکھاتا ہے اور ایک روحانی قوت رکھتا ہے۔ ہم لوگ اس حیثیت سے روحانی بھائی ہیں یعنی چیف اس وقت اپنے عقیدے اور مسلک کے مطابق مجھے ساری دنیا کو بھول کر صرف اور صرف اپنے روحانی بھائی ہوریشو کا ساتھ دینا چاہیے کیونکہ وہ میرے ہی مسلک کا آدمی ہے۔ میرا روحانی بھائی ہے۔ چیف میں سخت پریشانی کا شکار ہوں۔ ہونا یہ چاہیے کہ اس وقت ہم دونوں مل کر تمہیں قتل کر دیں۔ کیونکہ جب یہ فن سیکھنے کے لیے ہم لوگ میدان عمل میں اترتے ہیں تو ہم سے ایک قسم لی جاتی ہے چیف۔ ایک ایسی قسم جس پر ہم ساری کائنات کو قربان کر سکتے ہیں۔ ہمیں قسم دی جاتی ہے کہ ہم کبھی اپنے فن کو لے کر اپنے روحانی بھائیوں کے مقابل نہیں آئیں گے۔ اب تم ہی بتاؤ چیف۔ میں کیا کروں۔ میں کیا کروں چیف۔" وہ بے حد پریشان نظر آ رہا تھا اور میں اس کی صورت دیکھ رہا تھا۔ دوسری طرف ہوریشو بھی سخت حیران تھا۔

"مجھے تعجب ہے ہراتا۔ مجھے تعجب ہے۔ تم نے کس سن میں یہ فن سیکھا تھا۔" ہراتا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ ادھر ادھر ڈول رہا تھا۔ تب میں نے ہراتا کے شانے پر ہاتھ رکھا اور آہستہ سے کہا۔

"کوئی بات نہیں ہراتا۔ تمہاری قسم پوری ہو گی۔ اب اگر تم اپنے مسلک کے مطابق دونوں یکجا ہو جاؤ اور مجھ سے جنگ کرو تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ میں یکے بعد دیگرے تم سے جنگ کرنے کو تیار ہوں۔" میں نے اپنا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ اور ہراتا کے چہرے پر زلزلے کے آثار نمودار ہو گئے۔

"مقدس عہد۔ مقدس باپ۔ مقدس استاد مجھے معاف کرنا میں آج سے تیرا مسلک چھوڑ رہا ہوں۔ یہ میری زندگی کی آخری جنگ ہو گی۔ محترم استاد اس کے بعد میں تیرا فن تیرے حوالے کر دوں گا۔ میں اس کے بعد اس فن سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاؤں گا۔ خواہ کوئی خارش زدہ کتا مجھے قتل کر دے۔ تیری مقدس امانت میں تجھے واپس کرتا ہوں۔ میں اپنے دوست نواز کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔ چنانچہ آج سے میں تیرا ساتھ چھوڑ رہا ہوں۔ میں تیرے مسلک کو پیروں تلے روند رہا ہوں۔ اس نے اپنی پیشانی سے پیلے رنگ کی پٹی کھول دی اور اسے اپنے پیروں تلے دبا لیا۔ گویا اس نے آج سے اپنے مسلک سے انحراف کر لیا تھا۔ اب وہ میرے لیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوریشو سے جنگ کرنے پر تیار تھا۔

☆ ☆ ☆

غار میں ہولناک خاموشی طاری تھی۔ ہوریشو کی آنکھوں میں آگ سلگ رہی تھی۔ وہ سخت نظروں کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا پھر وہ غضبناک لہجے میں غرایا۔ "او کتے۔ او بدبخت اس مقدس عہد کو اپنے پیروں کے نیچے سے نکال دے۔ آہ یاتان بوسو کی روح۔ میں تجھ سے شرمندہ ہوں کہ میرے عمل سے تیرے مسلک کی توہین ہوگی لیکن یہ میرا فرض ہے کہ تیرے اصول کے مطابق میں اس کی آنکھیں نکال کر تیری قربان گاہ میں جلا دوں۔ ہراتا کتے۔ تیار ہو جا میں تجھ سے یاتان بوسو کی توہین کا ہولناک انتقام لوں گا۔"

"میں تیار ہوں ہوریشو۔ یاتان بوسو اس وقت سے اب تک میری رگوں میں خون کی حیثیت رکھتا تھا۔ جب تک میں نے اس کے مسلک سے بحث کی تھی لیکن ہوریشو! کچھ معاملات ایسے ہوتے ہیں جن کے لیے انسان اپنی ساری زندگی قربان کر سکتا ہے اپنا حال' اپنا ماضی اپنا مستقبل اپنا سب کچھ' کچھ بھی اپنا نہیں رہتا۔ اور میں اس پوری زندگی میں صرف دو افراد سے متاثر ہوا ہوں۔ میرا آقا مالک یاتان بوسو اور جب اس نے اپنا مسلک اپنا فن مجھے دے دیا تو اس فن نے میری رہنمائی کی اور میں اس فن کے ناطے ناقابل تسخیر ہو گیا۔ یاتان بوسو جانتا ہے کہ اس کے احکامات کے مطابق میں نے کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا۔ میں ہمیشہ اس مقدس قسم کا پاس کرتا رہا جو میں نے اس کے سامنے کھائی تھی۔"

میں نے ہراتا کی جانب دیکھا جو کافی جذباتی ہو چکا تھا۔ ہوریشو آنکھیں پھاڑے اس کی باتیں سن رہا تھا۔ تب میں نے ہراتا کی جانب دیکھا وہ کہہ رہا تھا۔

"میرا دوسرا آقا جس سے میں روحانی طور پر متاثر ہوا یہ شخص ہے' یہ شخص جس کا نام راجہ اصغر نواز ہے۔ خود تجھ سے جنگ کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے تجھے اس سے مانگ لیا۔ اور اب جب کہ تو میرے مسلک کا ساتھی میرے استاد کا شاگرد میرے سامنے ہے تو مجھے دو میں سے ایک فیصلہ کرنا تھا یا تو یہ کہ میں اپنے ہاتھوں سے اپنے دوسرے آقا یعنی راجہ اصغر نواز کو ختم کر دوں جس سے میری روح متاثر ہوئی ہے یا پھر یاتان بوسو کو خیرباد کہہ دوں۔"

تو یہ بات نہیں ہے کہ یاتان بوسو اب اس دنیا میں نہیں ہے اور میرا یہ ساتھی میرے پاس موجود ہے بلکہ میرے دل نے یہی فیصلہ کیا کہ میں اس وقت اس کا ساتھ نہ چھوڑوں چنانچہ میں نے اپنا مسلک تباہ و برباد کر دیا اور جس چیز کی حقیقت ذہن و دل سے ختم ہو جائے اسے ہر لحاظ سے خود سے دور کر دینا بہتر ہوتا ہے چنانچہ یاتان بوسو کے اس عقیدے کو میں نے پیروں تلے روند دیا ہے۔ گویا ان سارے احکامات اور اس مقدس عہد سے سرتابی کرنے کے بعد میں اس کا اہل نہیں رہا ہوں کہ میں اس کی پابندی کر سکوں۔ میں نے اس مقدس عہد کو پیروں تلے کچل ڈالا ہے۔ لہٰذا اب میں اپنے دوسرے آقا کا ساتھ دوں گا اور اس کا ساتھ دینے کے لئے میں نے اپنے مسلک کی قربانی دے ڈالی ہے۔

رہی تیری بات تو تیرا مسلک تیرے سامنے روند اگیا ہے اور تجھے پورا حق ہے کہ زندگی کی جو انگلی مجھے دے سکے دے اور تجھے اس حق سے روکنے والا کوئی نہیں ہے۔

باقی رہا میرا مسئلہ تو میں نے جس مقصد کے تحت اپنا مسلک تباہ کیا ہے اسے حاصل کرنے کی پوری کوشش کروں گا اور اب بہتر یہ ہے کہ تو میرے سامنے آجا تاکہ میری روح کا بوجھ اتر جائے۔"

ہوریشو کا سیاہ چہرہ اتنا خوفناک اتنا بھیانک ہو گیا تھا کہ اسے دیکھ کر بدن پر جھرجھری سی طاری ہو جاتی تھی۔ اس سے پہلے میں نے کبھی اسے اس حالت میں نہیں دیکھا تھا۔ اس جیسے ٹھنڈے مزاج اور ٹھنڈے ذہن کا آدمی جو اس وقت دیوانگی کی حدود میں نظر آ رہا تھا۔ اس نے ایک بار پھر اپنے مسلک کی تعریف کی اور سامنے آ گیا۔

"اے یاتان بوسو وہ جو تیرا ہم وطن ہے' وہ جو تیری مٹی سے تعمیر ہوا ہے اس مٹی سے جس میں تیری بو شامل ہے تجھ سے باغی ہو گیا ہے لیکن تیرا یہ غلام تیرا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔ وہ اس مقدس عہد کو آنکھوں سے لگاتا ہے اور تیرے اس مسلک کے سہارے اپنی جنگ کی ابتدا کرتا ہے۔"

ہوریشو نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں عجیب سے انداز میں ٹیڑھی کر کے کھڑی کر لیں۔ اور اس نے ایک خاص پینترا بنایا اور پھر وہ ہراتا کے مقابل آ گیا۔ دوسری جانب ہراتا بھی دونوں ہاتھ سیدھے کیے ہوئے کھڑا ہوا تھا اور میں یہ عجیب و غریب جنگ دیکھنے کے لئے پیچھے ہٹ گیا تھا۔

میں نے ہوریشو کو تو اس انداز میں جنگ کرتے نہیں دیکھا تھا۔ اس سے قبل میں نے اسے صرف جنگی ہتھیاروں سے لڑتے دیکھا تھا جس سے اس نے گولڈ مین جیسے دیو ہیکل آدمی کو چشم زدن میں قتل کر دیا تھا لیکن آج میں اسے ایک نئے رنگ میں دیکھ رہا تھا جہاں وہ اپنے مسلک کے ساتھ تھا۔

ہراتا کی جو پراسرار قوت میں دیکھ چکا تھا وہ بھی میرے لیے خاص اہمیت رکھتی تھی لیکن نجانے کیوں مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ان دو شیروں میں سے کوئی کسی سے کم نہیں ہے' غار کا ماحول کچھ اور پراسرار ہو گیا تھا دونوں خاموشی سے ایک دوسرے پر نگاہیں جمائے پینترے بدل رہے تھے اور میں اپنے آپ کو احمق محسوس کر رہا تھا لیکن بہرصورت میرے ذہن میں سنسنی ضرور تھی۔ نہایت عجیب و غریب صورت حال تھی ممکن تھا ہراتا بھی گولڈ مین کی طرح ہوریشو کا شکار ہو جاتا اور اس کے بعد مجھے اس شخص سے نمٹنے کا موقع ملتا چنانچہ بہتر تھا کہ میں اس کے جنگ کرنے کا انداز دیکھ لیتا۔

دفعتاً" ہوریشو کے منہ سے ایک خوفناک آواز نکلی۔ اس نے اپنے ہاتھ اس انداز میں گھمائے کہ اس کے ہاتھوں کا ایک مخصوص زاویہ بن گیا اور اس کے ہاتھوں سے ہوا ٹکرا کر ایک خوفناک آواز پیدا کرنے لگی۔ وہ دونوں ہاتھ آگے بڑھاتا ہوا ایک خوفناک انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔

اور ہراتا پیچھے ہٹتا چلا جا رہا تھا لیکن اس کی آنکھیں سانپ کی آنکھوں کی مانند ہوریشو کے ساتھ ساتھ گھوم رہی تھیں۔ وہ اپنے آپ کو ہوریشو کے ان کھڑے ہوئے ہاتھوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ ہوریشو کے انداز میں دیوانگی تھی۔

لیکن اس وقت ہوریشو کو اپنا انداز بدلنا پڑا۔ جب اچانک ہراتا نے دونوں پاؤں جوڑ کر فضا میں قلابازی کھائی تھی۔ پھر وہ ہوریشو کے سر پر سے گزرتا ہوا دوسری جانب چلا گیا۔

ہوریشو سانپ کی مانند پلٹا تھا لیکن اچانک ہراتا کی لات اس پر پڑی۔ ہوریشو تقریباً" چار فٹ اچھل کر نیچے گرا تھا لیکن زمین پر ہاتھ ٹیکے بغیر وہ اسی انداز سے کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے سے ذرا بھی یہ تاثر ظاہر نہیں ہو رہا تھا کہ ہراتا کی لات اس پر اثر انداز ہوئی ہے۔

ہراتا پرسکون انداز میں سیدھا کھڑا تھا۔ عجیب و غریب جنگ تھی دونوں عجیب و غریب پینترے بدل رہے تھے لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اس کے بعد وہ دونوں ساکت و جامد کھڑے رہے بس نگاہوں ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نگاہوں میں وہ ایک دوسرے کو شکست دینے پر کوشاں تھے۔

دفعتاً" ہوریشو نے دونوں پاؤں اس طرح پھیلائے جیسے کہ وہ پھسل گیا ہو۔ اس کے دونوں پاؤں آگے بڑھے اور ہوریشو کا باقی بدن نیچے جا گرا تھا۔ وہ اس برق رفتاری سے آگے بڑھا تھا کہ میں حیران رہ گیا کہ یہ کونسا طریقہ تھا کونسا برقی انداز تھا اور ہراتا بھی اس انداز سے دھوکا کھا گیا۔

ہوریشو ہراتا کے پیروں کے نزدیک پہنچ گیا۔ ہراتا نے جھک کر دونوں پاؤں سنبھالنے کی کوشش تھی لیکن ہوریشو نے اس طرح اتنی چھلانگ لگائی کہ اس کے دونوں پاؤں ہراتا کے سینے پر جا کر پڑے۔ ہراتا اچھل کر دور جا گرا تھا۔ اور پھر وہ سر کے بل گرا تھا لیکن جوں ہی وہ گرا دوبارہ پھر اچھلا اور اس بار اچھلتے اس کی دونوں لاتیں ہوریشو کے منہ پر پڑی تھیں۔ ہوریشو کے حلق سے ایک کراہ نکل گئی۔ وہ بری طرح غار کی دیوار سے ٹکرایا تھا۔ اس کے ہونٹ زخمی ہو گئے۔

اسی اثناء میں ہراتا اپنا کام مکمل کرنے کے بعد پھر سیدھا کھڑا ہو گیا تھا اب ہوریشو کے انداز میں سنبھلنے کا سا انداز تھا۔ اور اس کے چہرے پر خون کے قطرے نظر آ رہے تھے۔ ہوریشو نے اس خون کو ہاتھ پر لگا کر دیکھا اور پھر اسے ماتھے سے لگا لیا۔ اس کے بعد اس نے دونوں ہاتھ سیدھے کیے اور آہستہ آہستہ پھر ہراتا کی جانب بڑھنے لگا۔ غالباً" یہ کوئی اور خوفناک انداز تھا۔

ہراتا اپنی جگہ ساکت و صامت کھڑا تھا نجانے ان لوگوں کے جسموں میں کون سی برقی رو تھی کہ جب وہ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے' انداز بڑا ہی خطرناک ہوتا۔

ہوریشو آگے بڑھتا گیا اور ہراتا اپنی جگہ کھڑا اطمینان سے اسے دیکھ رہا تھا۔

دفعتاً" ہوریشو نے اپنا ایک ہاتھ بلند کیا اور اپنا دوسرا ہاتھ گھما کر اس طرح ہراتا کے پیٹ پر مارا جیسے تلوار سے وار کیا جاتا ہے لیکن ہراتا نے اس کے وار کو آسانی سے خالی جانے دیا تھا۔

اور چند ہی لمحات کے بعد یہ واضح ہو گیا کہ ہراتا ہوریشو سے زیادہ چالاک پھرتیلا اور نڈر ہے۔ اس کے بعد ہراتا نے اپنی تابڑ توڑ کوششیں شروع کر دیں وہ ہوا میں اچھل رہا تھا اور اتنی اونچی اونچی چھلانگیں لگا رہا تھا کہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ غار کی چھت کافی بلند تھی۔ اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ اگر یہ جنگ مجھ سے لڑی جاتی تو شاید میں اسے برداشت کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

وہ دونوں اسی انداز میں اچھل کود کرتے رہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے پر تابڑ توڑ حملے بھی کرتے رہے۔ ہوریشو ہراتا سے بہت زیادہ کمزور ثابت نہیں ہوا تھا۔ اس نے بھی ہراتا پر کئی کاری وار کیے تھے لیکن بہرحال اس جنگ میں وہ پیچھے ہٹتا دکھائی دے رہا تھا۔

پھر ایک بار دوبارہ وہ ساکت ہو گئے۔ اس کے بعد ہوریشو آہستہ سے بولا "ہراتا اب ہم آخری دور میں داخل ہوتے ہیں۔"

"میں محسوس کر رہا ہوں کہ یاتان بوسو نے تجھے اپنا فن بڑی خوبصورتی سے دیا ہے۔" ہراتا نے کہا

"تو نے درست جانا ہراتا!" میں اس کے نام کی لاج رکھنے کے لیے تجھ سے جنگ کر رہا ہوں اور اس کا فن نہیں چھوڑوں گا کیونکہ میں اس کا عقیدت مند بھی ہوں۔" ہوریشو نے کہا۔

"اور میں منحرف۔" ہراتا نے جواب دیا۔

اور اسی کے ساتھ جنگ کا دوسرا دور شروع ہو گیا جس کے بارے میں ان دونوں نے ایک دوسرے کو آگاہ کیا تھا۔

یہ دوسرا دور پہلے دور سے کہیں زیادہ بھیانک تھا۔ اس میں وہ دونوں ایک دوسرے کے اوپر تابڑ توڑ حملے کر رہے تھے اور ان کے ہاتھ پاؤں زبردست انداز میں گردش کر رہے تھے۔ وہ ایک دوسرے پر شدید ضربیں لگا رہے تھے۔ بالآخر ہراتا پیچھے ہٹا اور اس نے ایک خوفناک غراہٹ کے ساتھ ایک ضرب ہوریشو کے بازو پر لگائی۔

ہوریشو کے حلق سے ایک تیز کراہ نکلی اور میں نے محسوس کیا کہ اس کے بازو کی ہڈی پر اثر پڑا ہے اور واقعی دوسرے لمحے ہوریشو کا بازو لٹک گیا تھا۔ بہرحال ہوریشو مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔ اس نے اپنے ٹوٹے ہوئے بازو کو دوسرے ہاتھ سے سنبھالا اور چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے بعد اس نے خوفناک انداز میں اپنا ایک پاؤں گھمایا لیکن ہراتا نے اس کے پاؤں کے وار کو اپنے پنجے پر روک لیا اور دوسرے پاؤں سے اس نے ہوریشو کے پاؤں پر ضرب لگائی اور دوسرے لمحے ہوریشو کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنائی دی اور وہ نیچے گر پڑا۔ اب وہ تکلیف سے تڑپ رہا تھا اس کے چہرے پر سخت اذیت کے آثار تھے۔ ہراتا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا اس نے دونوں ہاتھ سیدھے کھڑے کیے ہوئے تھے۔ تب ہوریشو بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میرا ایک پاؤں اور ایک ہاتھ بے کار ہو چکا ہے ظاہر ہے اس کے بعد میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں تجھ سے جنگ کروں گا۔ لیکن ہراتا میں نہیں جانتا کہ یاتان بوسو نے اسے کیوں نوازا جس سے وہ منحرف ہے اور اسے کیوں ختم کیا جسے اس سے عقیدت ہے۔ مجھے بتاؤ ایسا کیوں ہوا؟"

ہراتا نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور ہوریشو بے بسی کے عالم میں زمین پر پڑا تھا۔ پھر اس نے میری جانب دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"سنو راجہ نواز اصغر! تم دونوں ہی سے میرا کوئی نہ کوئی واسطہ ہے۔ ہراتا نے مجھے شکست دے دی ہے اور میں اس شکست کو دل و جان سے تسلیم کرتا ہوں' بلاشبہ یاتان بوسو کے دیئے ہوئے فن میں ہراتا مجھ سے کہیں زیادہ ہے اور ہوریشو کی زندگی کا اختتام اس کے ہاتھوں لکھا تھا۔ مجھے اس اختتام سے ذرا بھی انحراف یا اختلاف نہیں ہے لیکن نواز ایک اور خواہش ہے جسے میں تمہاری بلند ظرفی کی نذر کرتا ہوں۔ کیا تم اس شخص سے میری سفارش کر دو گے؟"

"کیا چاہتے ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"میں اس کے ہاتھوں نہیں مرنا چاہتا۔" ہوریشو نے جواب دیا۔

"پھر کیا چاہتے ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"میں تیرے ہاتھوں بھی مرنا نہیں چاہتا۔"

"تو کیا تم زندگی چاہتے ہو؟"

"نہیں سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ہوریشو دلیر ہے نڈر ہے' وہ ایک پورے قبیلے کا روحانی پیشوا ہے اور اب جب میں اپنے قبیلے کے سامنے ایک ٹوٹا ہوا ہاتھ اور پاؤں لے کر جاؤں گا اور انہیں درس دوں گا تو کیا میرا ذہن اس بات کو قبول کر سکتا ہے۔ نہیں۔ میں شکست خوردہ ہوں اور اب میری زندگی میں موت کے سوا کچھ نہیں آنا چاہیے۔ چنانچہ مجھے خودکشی کی اجازت دی جائے۔"

"خودکشی؟" میں نے چونک کر پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں۔ غار کے دوسری جانب نیچے گہرائیوں میں کھلی چٹانیں موجود ہیں میرا بدن ان چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے گا اور ہوریشو اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔ نواز تمہیں یاد ہے تم نے ایک مرتبہ طلب کرنے پر انتہائی قیمتی ہیرے میرے حوالے کر دیئے تھے۔ میں تمہاری اس بلند ظرفی کا دل سے قائل تھا لیکن افسوس میں تمہیں اس کا جواب نہیں دے سکتا لیکن آج۔ آج میں تم سے ایک اور چیز طلب کر رہا ہوں۔ بے شک تم لوگ قادر ہو اور ہوریشو بے بس ہے' مجھے میری پسند کی موت دے دو۔ میں تمہارا احسان مند رہوں گا۔"

تب میں نے ہراتا کی جانب دیکھا۔ ہراتا کے چہرے پر ایک سنگین خاموشی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اس پورے ماحول سے نا آشنا ہو۔ بھول گیا ہو کہ وہ کہاں ہے۔ اور اس کا وجود کیا حیثیت رکھتا ہے۔ تب میں نے آہستہ سے کہا۔ "ہراتا اگر تمہاری اجازت ہو تو میں ہوریشو کو اس کی خواہش پوری کرنے کی اجازت دے دوں؟"

لیکن ہراتا نے کوئی جواب نہیں دیا میں نے اسے جھنجھوڑا لیکن وہ پتھر کے بت کی مانند ساکت و جامد کھڑا رہا۔ اس کی نگاہیں جہاں جمی ہوئی تھیں وہیں جمی رہیں۔ مجھے تھوڑی سی پریشانی ضرور ہوئی لیکن میں نے ہوریشو کی جانب دیکھا وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ تب میں نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہوریشو جو تم چاہو تمہیں اجازت ہے۔" اور ہوریشو خوش دلی سے مسکرا دیا۔

پھر وہ منظر بڑا دلخراش تھا جب وہ اپنے ایک پاؤں اور ایک ہاتھ سے غار کے دہانے کی طرف گھسٹ رہا تھا میں اسے گھسٹتے ہوئے دیکھتا رہا۔ میرے دل میں اب بھی اس چالاک شخص کی جانب سے اطمینان نہیں تھا چنانچہ جب وہ اسی انداز میں گھسٹا ہوا غار کے دہانے سے باہر نکلا تو میں اس کے ساتھ ساتھ ہی تھا۔ وہ انتہائی کوشش کر کے اس جگہ تک پہنچ گیا جہاں سے وہ نیچے خونی چٹانوں کی طرف سفر کر سکتا تھا۔ پھر ہوریشو نے اپنے اکلوتے ہاتھ سے اپنے ماتھے کی پٹی کھینچی۔ اسے چوما آنکھوں سے لگایا اور پھر پانی میں اچھال دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھاڑ کے ساتھ اس نے خود کو گہرائیوں میں گرا دیا تھا۔

میں جھک کر اس کا انجام دیکھنے لگا۔ ہوریشو کا بدن لڑھکتا ہوا خونی چٹانوں کی جانب جا رہا تھا اور پھر وہ چٹانوں پر گر کر پاش پاش ہو گیا۔

فضا میں ایک عجیب سا سناٹا چھایا ہوا تھا اور پانی کا شور عجیب خوفناک سی آوازیں پیدا کر رہا تھا۔ اور میرے چاروں طرف گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ چند ساعت میں وہیں کھڑا رہا اور ہوریشو کے انجام پر غور کرتا رہا بالآخر ہوریشو موت کا شکار ہو گیا تھا اور ایک طویل کہانی ختم ہو گئی تھی نجانے کیا کیا تھا یہ شخص۔ اور اس کے بعد نجانے اس کا گروہ کس انداز میں آگے بڑھتا لیکن ہراتا کی کیفیت بھی میرے لئے عجیب سی تھی۔ ہوریشو کا بدن بے جان ہو چکا تھا چنانچہ اب وہاں رکنا حماقت تھی میں واپس غار میں آ گیا۔ ہراتا کی پوزیشن میں اب بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔

تب میں اس کے نزدیک پہنچ گیا اور میں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔ ہراتا نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ آنکھوں کی زندگی لوٹ آئی۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے ہراتا؟" میں نے پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں چیف۔ اب میں ٹھیک ہوں۔"

"اس نے خود کشی کر لی۔"

"مجھے معلوم ہے۔" ہراتا گہری سانس لے کر کہا۔

"اور تم نے اس پر فتح حاصل کر لی۔"

"میں نے نہیں تم نے چیف۔ ہراتا نے اس سے جنگ ہی نہیں کی۔ کر بھی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ وہ ں کے مسلک کا آدمی تھا اور ہمیں قسم دی جاتی ہے کہ کبھی ایک مسلک کے دو آدمی مقابل نہیں آئیں گے۔"

"میں تمہارے اس مسلک کے بارے میں تم سے گفتگو کروں گا۔" میں نے کہا۔

"ضرور کرنا باس' مگر اب کیا حکم ہے!"

"بس اب تو کھیل ختم ہو گیا ہراتا لیکن میں خود بھی ایک عجیب سی کیفیت محسوس کر رہا ہوں۔ ہراتا۔ ؤ چلیں۔ یہ مال اب یہیں رہنے دو بعد میں اس کے متعلق سوچیں گے۔" میں نے کہا اور ہم دونوں واپس ل پڑے واپسی کے سفر میں ہراتا بھی کافی دیر تک خاموش رہا تھا پھر اس نے اداس لہجے میں کہا۔

"تم کیا محسوس کر رہے ہو چیف؟"

"بس ہراتا یوں لگ رہا ہے جیسے زندگی کا سفر اچانک رک گیا ہے ایک دلیر دشمن کی موجودگی اس زندگی کا بہت بڑا سہارا ہوتا ہے ہوریشو کی زندگی ہر وقت خطرات کا احساس دلاتی رہتی تھی اور دل لگا رہتا تھا یکن اب ایک دم اکیلا اکیلا پن سا محسوس ہو رہا ہے اب نئے سرے سے زندگی کے لیے کوئی دلچسپی تلاش کرنا ے گی۔"

"تم خود بھی تو منفرد ہو چیف۔" ہراتا پھیکے انداز میں مسکرانے لگا۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم ہوٹل پہنچ گئے۔ ہراتا میرے کمرے میں ہی آ گیا تھا۔ لباس وغیرہ تبدیل رنے کے بعد ہم دونوں بیٹھ گئے۔ اب میں دوسرے انداز میں سوچ رہا تھا۔ پھر میں نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔

"ہوریشو کے دوسرے لوگ ہمارے لیے بیکار ہیں اس لیے ہم ان سے نہیں الجھیں گے۔"

"ہاں فائدہ بھی کیا۔ گروہ ہوریشو کے بغیر تو چل نہیں سکتا خود بخود منتشر ہو جائے گا۔ اس لیے اب ں سے لڑنا بے سود ہے۔"

"ٹھیک۔ کل ہم ہوٹل چھوڑ دیں گے۔"

"میک اپ بھی بدل دیں گے۔"

"ہاں' بہرحال جانے دو ان باتوں کو' مجھے اپنے مسلک کے بارے میں بتاؤ۔"

"نہ جانے ہوریشو کونسے دور میں یا تان بوسو کا خادم تھا۔ میں نے اسے نہیں دیکھا۔"

"یا تان بوسو کون تھا؟"

"ایک روحانی رہنما اور مارشل آرٹس کا خدا۔ اس کے فن میں تصوف تھا۔ ایسے ایسے گر تھے اس کے پاس کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ سب سے بڑی بات یہ تھی چیف کہ یا تان بوسو کے خادموں میں کوئی ایسا شخص شامل نہیں تھا جس کا شجرہ کسی اعلیٰ خاندان سے نہ ملتا ہو اور اس کا فیصلہ خود بوسو کرتا تھا۔ یعنی وہ اپنی روحانی قوت سے معلوم کرتا تھا اس کے پاس جو شخص اس کی شاگردی حاصل کرنے آیا ہے اس کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رگوں میں کون سا خون دوڑ رہا ہے اس کے تحت ہوریشو جو کچھ بھی تھا۔ بہرحال اس کی نسل اعلیٰ تھی۔"
"ہاں یقیناً" ایسا ہی تھا۔"
"تو میں نے یاتان بوسو سے کیا ہوا مقدس عہد توڑا تھا۔ اور عہد ٹوٹنے کے بعد کچھ نہیں رہا،
چنانچہ آج سے ہراتا بدل گیا ہے۔"
"بہرحال اپنے ذہن کو زیادہ خراب مت کرو ہراتا۔"
"نہیں چیف۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے میں ٹھیک ہوں' رہی بدل جانے والی بات تو انسان کی زندگی
میں مختلف ادوار آتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ میں نے خود کو بدلنے کے بارے میں کبھی نہیں سوچا تھا۔"
"ممکن ہے تمہارے اندر کوئی عمدہ تبدیلی پیدا ہو جائے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہراتا
ہنسنے لگا۔
"اب سونے کا پروگرام بنایا جائے چیف!"
"ہاں رات بہت گزر چکی ہے' میں نے کہا اور ہراتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ ہراتا کے بارے میں
مجھے معلوم نہیں کہ وہ سویا یا نہیں لیکن میری آنکھوں میں نیند کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ آنکھیں بند کرتا
ہوریشو ابھر آتا۔ نہ جانے کیا کیا یاد آتا۔ افریقی قبیلے کا روحانی سربراہ۔ ایک مطلق العنان حکمران کے روپ
میں۔ حکم دیتا ہوا مغرور اور ٹھنڈا انسان اور پھر بے بسی کے عالم میں دم توڑتا ہوا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں
زمین پر گھسٹتا ہوا۔ نہ جانے میری موت کس طرح آئے گی۔ میں بھی تو فاتح ہوں۔ میں بھی تو خود پر ناز
ہوں۔ ایک بار پھر ذہن پر جھنجلاہٹ کا حملہ ہوا۔ دل چاہا سب کچھ چھوڑ دوں۔ دنیا کے ہنگاموں سے منہ
کر جنگلوں میں نکل جاؤں۔ دیکھوں ویرانوں کی دنیا کیسی ہوتی ہے نہ جانے رات کے کونسے حصے میں نیند
دیوی کو میری حالت پر رحم گیا اور پھر دن کو بارہ بجے تک سوتا رہا تھا۔ کسی نے جگانے کی کوشش ہی نہیں
کی۔"
گھڑی پر نگاہ ڈال کر اٹھ گیا۔ اب کوئی کام نہیں تھا۔ تیار ہو کر ہراتا کے کمرے میں پہنچا اور
داخل ہو گیا۔ ہراتا ایک کرسی میں دراز اخبار دیکھ رہا تھا مجھے دیکھ کر اس نے اخبار رکھ دیا۔
"خوب سوئے چیف۔"
"ہاں رات کو بہت دیر سے نیند آئی۔" میں نے جواب دیا۔
"ناشتہ منگواؤں؟"
"منگوالو۔ تم نے بھی نہیں کیا ہوا گا؟"
"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"
"ابھی جاگے ہو؟"
"نہیں چیف۔ دیر ہوئی۔ تھوڑی سا کام بھی کر چکا ہوں۔"
"کیا کام؟"
"ساؤتھ رینج کے ایک ہوٹل بنیھم میں دو مختلف ناموں سے کمرے بک کرائے ہیں۔ اس
کے بارے میں میں نے ہوٹل بک سے معلومات حاصل کی تھیں۔"
"گڈ۔ عمدہ کام کیا۔ دوسرا عمدہ کام ناشتے کا ہے جلدی منگوالو۔" میں نے کہا اور ہراتا

تھوڑی دیر کے بعد ہم دونوں ناشتہ کر رہے تھے۔ ناشتہ کے دوران خاموشی رہی اور پھر ہم ناشتے سے فارغ
ہو گئے۔
"لندن ایک عمدہ شہر ہے چیف۔" ہراتا نے کہا۔
"ہاں۔ تمہیں آج احساس ہوا ہے۔"
"نہیں یہ بات نہیں لیکن اب تمہارا کیا پروگرام ہے؟ لندن میں قیام کرو گے یا اب واپسی کا ارادہ
ہے؟"
"کوئی کام تو باقی رہا نہیں ہے ہراتا بس اب فرصت ہی فرصت ہے۔ اس سلسلے میں فیصلہ کریں گے
کہ آگے کیا کرنا ہے اور جب تک یہ فیصلہ نہ کرلیں لندن چھوڑنے کی کوئی خاص ضرورت تو نہیں ہے۔"
"بس ٹھیک ہے چیف' ہم لندن کی سیر کریں گے۔" ہراتا نے جواب دیا اور میں نے متعجبانہ انداز
میں اسے دیکھا۔
سیر کا لفظ تو ہراتا کی لغت میں تھا ہی نہیں۔ کتنا لمبا ساتھ تھا میرا اور اس کا لیکن میں نے عام طور سے
اسے کسی نہ کسی کونے ہی میں گھسے دیکھا تھا نجانے یہ رد عمل تھا یا کوئی اور احساس۔
بہرصورت میں نے اس سے وعدہ کرلیا کہ جب تک وہ چاہے میں لندن ہی میں قیام کروں گا۔ خود
میری حیثیت بھی ڈانواں ڈول سی تھی۔ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کرپایا تھا کہ دوسرا قدم کونسا ہو۔ سردارے
ہالینڈ میں بیٹھا تھا اپنی فیکٹری چلا رہا تھا اور ہر طرح اپنی جگہ سیٹ تھا۔ اس نے کام جس انداز میں سنبھالا تھا' اس
سے ظاہر ہوتا تھا کہ اب وہ باقاعدگی سے کام جاری رکھنے کی صلاحیت پیدا کر چکا ہے۔ رہا میرا مسئلہ تو مجھے
صرف دولت کمانا تو مقصود نہیں تھا۔ ہوریشو سے چل گئی تھی بالآخر اسے کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ اب اگر میں
چاہتا تو سردارے کو اسی جگہ پر چھوڑ کر آگے بھی بڑھ سکتا تھا لیکن میں اب تک یہ فیصلہ نہیں کرپایا تھا کہ
واپس سردارے کے پاس جاؤں یا اپنے طور سے کچھ کرنے کی کوشش کروں۔ بہرصورت فیصلہ تو کرنا ہی تھا'
جو آج کل میں ہو جانا تھا۔
دوپہر کو لنچ سے پہلے ہم نے اپنا ہوٹل چھوڑ دیا۔ ہراتا میرے ساتھ تھا ہم دونوں بنیھم چل
پڑے'..... ہم دونوں ایک ہی ٹیکسی سے گئے تھے' بنیھم دیکھ کر میں نے دوسری بار متحیرانہ انداز میں پلکیں
جھپکائیں۔
ہراتا نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے ہوٹل بک میں دیکھ کر بنیھم کا انتخاب کیا ہے اور یقینی طور پر اس
بک میں بنیھم کے بارے میں تفصیلات درج ہوں گی کیونکہ اس قسم کی کئی کتابیں میں بھی دیکھ چکا تھا۔
بہرصورت ہم ہوٹل بنیھم میں پہنچ گئے۔ بنیھم جدید ترین ہوٹل تھا یہاں کا تقریباً" پچھتر فیصد
اسٹاف لڑکیوں پر مشتمل تھا۔ ہال سروس ٹاپ لیس تھی اور خاصے دلکش مناظر دیکھنے میں آ رہے تھے' بہر
صورت ہم وہاں سے گزر کر ہوٹل کی تیسری منزل پر اپنے کمروں میں پہنچ گئے جو برابر تھے۔
ہراتا نے بظاہر کسی خاص دلچسپی کا اظہار نہیں کیا تھا۔ ہمارا مختصر سا سامان ہمارے کمروں میں رکھ دیا
گیا تھا اور پھر ہراتا نے میری طرف دیکھا۔ اس کے بعد مسکراتا ہوا میری جانب بڑھ آیا اور کہنے لگا۔
"چیف! میں جاؤں گا۔"
"کہاں ہراتا؟"

"بس ذرا بازار تک۔"

"اوہو۔ کچھ خریداری کرنا ہے۔"

"ہاں۔"

"تو تمہیں پیسوں کی ضرورت تو ہوگی۔"

"کوئی خاص نہیں۔ ہاں اگر آپ چاہیں تو مجھے تھوڑی سی رقم دے دیں۔" ہراتا نے کہا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ اس میں میرے چاہنے کی کیا بات ہے۔" میں نے ہاتھ جیب میں ڈال دیا اور نوٹوں کی کئی گڈیاں نکال کر ہراتا کی طرف بڑھا دیں اور ہراتا نے تمام ہی گڈیاں قبول کر لی تھیں۔ پھر وہ باہر چلا گیا۔

مجھے ہراتا کے سارے انداز بدلے بدلے سے محسوس ہو رہے تھے۔ یہ شخص کچھ بگڑ سا گیا تھا اور بہر صورت مجھے اس کی وجہ بھی معلوم تھی' اس نے اپنا مسلک میرے لیے چھوڑ دیا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کس حد تک اس سے روحانی طور پر وابستہ تھا لیکن بہرحال جس انداز میں وہ متاثر تھا اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اپنے مسلک سے بے پناہ محبت کرتا تھا لیکن اس نے میری ذات کے لیے سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔

میں اپنے کمرے میں آرام کرتا رہا۔ بنیھم جس قسم کا ہوٹل تھا اسے دیکھتے ہوئے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا تھا کہ یہاں کافی تفریحات موجود ہیں۔ اور بہر صورت اس میں کیا ہرج تھا کچھ عرصہ لندن میں گزار لیا جاتا اچھا ہی تھا اور بنیھم اس انداز میں قیام کے لیے بہترین جگہ تھی۔

یہ سوچ کر میں مطمئن ہو چکا تھا۔ ہراتا کیا خریدنے گیا تھا اس بارے میں مجھے کچھ علم نہ تھا حالانکہ یہ بات بھی دلچسپی کا باعث تھی۔ میں ہراتا کا کافی دیر تک انتظار کرتا رہا۔ اور میرا انتظار شدت اختیار کر گیا تو ہراتا واپس آ گیا۔ میں نے اس کے انتظار میں لنچ بھی نہیں کیا تھا۔ یوں بھی ناشتہ ہم نے دیر سے کیا تھا اس لیے بھوک بھی نہیں لگ رہی تھی۔ ہراتا آیا تو اس کے ساتھ بے شمار پیکٹ تھے جسے دو خوبصورت لڑکیاں اٹھائے ہوئے تھیں۔ ہراتا نے وہ پیکٹ ایک طرف رکھ دیئے اور میرے پاس چلا آیا۔

"چیف ذرا آگے آؤ میرے ساتھ؟" اس نے کہا۔

"کہاں؟" میں نے پوچھا۔

"میرے کمرے میں۔" اس نے جواب دیا اور میں اس کے کمرے میں داخل ہو گیا۔ تب ہراتا نے کئی پیکٹ کھول کر میرے سامنے رکھ دیئے۔

"یہ تمہارے لیے لایا ہوں چیف۔"

"میرے لیے؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں۔ اور ان پیکٹوں میں تمہاری ہی طرح کے میرے بھی کچھ سوٹ ہیں۔"

"خوب! مگر ہراتا کیا تمہیں میرا سائز معلوم ہے؟"

"ہاں چیف۔"

"ٹھیک۔ پہن کر دیکھوں؟" میں نے کہا

"ہاں۔" ہراتا نے جواب دیا۔

اور ہراتا کا اندازہ درست ہی نکلا سوٹ میرے بدن پر بالکل فٹ تھے۔ میں نے تعریفی نگاہوں سے ہراتا کو دیکھا اور کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بہرحال ان سب کا شکریہ ہراتا لیکن انکی ضرورت کیوں پیش آئی؟" میں نے سوال کیا۔

"بس چیف میں چاہتا ہوں کہ جب ہم ایک نئے انداز کی زندگی گزارنے جا رہے ہیں تو پھر ذرا تھوڑی سی ٹیپ ٹاپ بھی کریں۔"

"اپنے لیے اور کیا لائے؟"

"بس سوٹ وغیرہ۔"

"خوب تو گویا اپنے آپ کو بدلنے کا فیصلہ کر چکے ہو۔"

"میں فیصلہ کیا کر سکتا ہوں باس! حالات نے مجھے خود ہی بدل دیا ہے۔" ہراتا نے جواب دیا۔

اور پھر وہ مجھے اپنے سوٹ وغیرہ دکھانے لگا۔ مجھے حیرت ہوئی تھی۔ بڑے ہی نفیس اور اعلیٰ قسم کے سوٹ تھے' میں نے اکثر اس بارے میں سوچا تھا کہ اگر ہراتا اعلیٰ قسم کے لباس پہنے تو وہ جاپانی ہونے کے باوجود صورت شکل میں بے حد اسمارٹ اور حسین معلوم ہوگا۔ خاص طور سے جسمانی طور پر وہ بے حد حسین نظر آتا تھا میں مسکرانے لگا لیکن جاپانی شہزادہ سنجیدہ تھا۔ سو میں نے اس سلسلے میں کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھا۔ ہاں وہاں کی شام بے حد دلکش تھی۔ ہم نے دوپہر کا کھانا گول ہی کر دیا تھا۔ ویسے اب کافی بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ شام کے تقریباً پانچ بج رہے تھے جب میں اپنے کمرے سے نکل کر ہراتا کے کمرے کی جانب آیا۔ ہراتا کے کمرے کا دروازہ اندر سے بند تھا۔

میں نے ہراتا کے کمرے میں دستک دی۔ دروازہ کھلا اور میں اس جاپانی شہزادے کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔

ہراتا کشمشی رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھا۔ ٹائی باندھے ہوئے بال سلیقے سے سنوارے ہوئے۔ اس کی تو جون ہی بدل گئی تھی۔ ہپیوں میں ملنے والا یہ جاپانی نوجوان اس وقت نہایت خوبصورت نظر آ رہا تھا' اس کے چہرے پر رنگ ہی رنگ بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے اسے تعریفی نگاہوں سے دیکھا اور ہراتا مسکرا کر پیچھے ہٹ گیا۔ میں دروازے سے اندر داخل ہو گیا تھا۔

"ہراتا تم واقعی عجیب ہو۔"

"کیوں چیف!"

"بہت ہی خوبصورت لگ رہے ہو۔"

"شکریہ! اس کے علاوہ اور میں کیا کہہ سکوں گا۔"

"کیا ارادے ہیں دوپہر کا کھانا تو ہم نے کھایا ہی نہیں شام کی چائے ڈائننگ ہال میں پئیں گے اس کے ساتھ کچھ کھا بھی لیں گے۔"

"نہیں چیف۔ اگر شام کی چائے میں بھی ہم نے کھانے پینے کا چکر چلایا تو پھر رات کا کھانا گول ہو جائے گا۔"

"جیسی تمہاری مرضی آؤ چلتے ہیں" اور ہم دونوں باہر نکل آئے۔ میں نے ایک لمحے میں ہی محسوس کر لیا تھا کہ بے شمار نگاہیں ہراتا کی جانب نگراں تھی۔ ان میں لڑکیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ یوں بھی بلاشبہ وہ انتہائی پرکشش نوجوان تھا۔ ہم ڈائننگ ہال میں پہنچ گئے۔ ڈائننگ ہال میں بھی بے پناہ رش تھا۔ رنگین لباس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور رنگین قہقہے بکھرے ہوئے تھے۔ اوپری بدن سے برہنہ لڑکیوں کے غول ہی غول موجود تھے لیکن مقا
لوگ ان سے متاثر نہیں لگ رہے تھے۔ ان کے لیے یہ معمول تھا۔ حیرت مجھے ہراتا پر ہوئی جس نے
مخصوص اشارے سے ایک لڑکی کو بلایا اور اسے کافی وغیرہ کا آرڈر دیا۔ لیکن وہ ذرا بھی متاثر معلوم نہیں ہو رہا
تھا۔

دیر تک ہم دونوں ڈائننگ ہال میں بیٹھے رہے پھر وہاں سے اٹھ گئے۔ رات کی روشنیاں جگمگا اٹھی تھیں، ہراتا نے ہال سے باہر نکل کر میری طرف دیکھا "کیا خیال ہے چیف' کیا کمرے میں واپس جاؤ گے؟"

"تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

"ہوگا وہی جو تم چاہو گے لیکن میری خواہش ہے کہ لندن کے کوچہ و بازار دیکھیں۔"

"ٹھیک ہے ہراتا۔ اس میں تھوڑی سی ترمیم کر دوں گا۔"

"وہ کیا چیف؟"

"ہم دونوں اپنے اپنے طور پر تفریح کریں لیکن کل صبح کو ناشتہ ساتھ ہی کریں گے۔ میرا مطلب سمجھ رہے ہو نا؟"

"ہاں ٹھیک ہے چیف۔ میں سمجھ رہا ہوں اور یہ عمدہ رہے گا۔ دراصل میں بعض معاملات میں اناڑی ہوں اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ تم پر اس کا اظہار ہو۔ اس لیے اس وقت تک کے لیے یہی طریقہ کار رہے گا جب تک میں خود کو ماہر نہ سمجھ لوں۔"

"اوہ' تو تم تفریحات میں مہارت حاصل کرنا چاہتے ہو؟"

"ہاں چیف۔ جب سب کچھ بدل گیا ہے تو ان سے فرار کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔" ہراتا نے کہا اور میں نے شانے ہلا دیے۔

بہر حال وہاں سے ہراتا چلا گیا۔ میں بھی تنہائی چاہتا تھا۔ میرا ذہن پھر پر سکون ہو گیا تھا——
بہرحال ایک ٹیکسی پکڑی اور نہ جانے کیوں ریجنٹ اسٹریٹ نکل گیا۔ بیسیوں کا گڑھ ریجنٹ اسٹریٹ دیکھا جانے پہچانے مناظر' لیکن دل ان لوگوں میں بھی نہیں لگا اور وہاں سے پیدل پکاڈلی کی طرف بڑھ گیا۔ پھر پکاڈلی سے کارن بی اسٹریٹ وہاں سے سوہو اور پھر لیسٹر اسکوائر۔ لندن کی راتیں جاگ اٹھی تھیں۔ ایک ہوٹل نظر آیا جس پر "ہی اینڈ شی" لکھا ہوا تھا۔ اندر گیا تو کان پھاڑ دینے والی موسیقی گونج رہی تھی سیاہ فاموں کا ایک گروہ بہت سے سازوں کو ادھیڑنے کی فکر میں سرگرداں تھا اور اسٹیج پر ایک سیاہ فام حسینہ محو رقص تھی——وہ اس برق رفتاری سے تھرک رہی تھی کہ اس میں اس کی اپنی کسی کوشش کا دخل نہیں معلوم ہوتا تھا۔

رات خاصی گزر گئی تو مجھے واپس چلنے کا خیال آیا۔ اگر چاہتا تو اس رات کا ساتھی کسی کو بھی بنا سکتا تھا لیکن اس حد تک طبیعت آمادہ نہیں ہوئی اور میں ہوٹل واپس پہنچ گیا۔ ہراتا کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔ خود بھی اپنے کمرے میں پہنچ گیا اور پھر بتی بجھا کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔

"دوسری صبح میں غسل سے فارغ ہو کر باہر نکل آیا۔ ہراتا کے کمرے کا دروازہ ابھی تک بند تھا حالانکہ نو بج رہے تھے۔ میں نے دروازے پر دستک دی تو چند ساعت کے بعد دروازہ کھل گیا لیکن دروازہ کھولنے والی ایک خوبصورت لڑکی تھی۔"

"فرمایئے۔" اس نے پوچھا۔ لیکن میں اسے ہٹا کر اندر داخل ہو گیا۔ ہراتا مسہری پر دراز تھا اور اس کے قریب ہی شراب کی دو خالی بوتلیں رکھی ہوئی تھیں میں نے گہری سانس لی۔ ہراتا کے رنگ بدلے ہوئے تھے تب میں نے اسے آواز دی اور ہراتا نے آنکھیں کھول دیں۔

"اوہ۔ مسٹر چیف۔ سوری کیا مجھے دیر ہو گئی؟"

"ہاں۔" میں نے بھاری آواز میں کہا۔

"بس چند منٹ کی اجازت اور دے دیں۔" وہ لجاجت سے بولا۔

"میں اپنے کمرے میں انتظار کر رہا ہوں۔" میں نے کہا اور واپس اپنے کمرے میں چلا آیا۔ دیر تک میں ہراتا کے اس بدلے ہوئے رنگ کے بارے میں سوچتا رہا۔ اس شخص کے اندر واقعی حیرت انگیز تبدیلی ہوئی تھی۔ وہ یکسر بدل گیا تھا۔ بہرحال تھوڑی دیر کے بعد وہ میرے کمرے میں آ گیا۔ اس کے چہرے پر کوئی خاص تاثر نہیں تھا۔

"میں نے ناشتے کے لیے کہہ دیا ہے چیف۔" اس نے کہا۔

"ٹھیک۔ وہ چلی گئی؟"

"ہاں۔" ہراتا نے جواب دیا۔

"کون تھی؟"

"عورت۔" ہراتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو میں نے بھی دیکھا تھا لیکن تمہارے ساتھ کس طرح لگ گئی؟"

"بڑی آسانی سے چیف بس میں نے نگاہ پھیر کر دیکھا اور وہ میرے نزدیک آ گئی۔ میں نے اس سے صاف صاف کہہ دیا کہ میں جنگلوں کا آدمی ہوں اور دنیا کی باتوں سے ناواقف ہوں اگر وہ میری رہنمائی کر سکتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اپنا وقت ضائع نہ کرے۔"

"تو کیا اس نے تمہاری رہنمائی کی؟"

"ہاں چیف اور ثابت کر دیا کہ عورت ایک بے حد دلکش وجود رکھتی ہے وہ تو آج بھی میرے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔"

"تو پھر تم نے کیا کیا؟"

"صاف منع کر دیا۔ چیف۔ میرے بھی کچھ تجربات ہیں۔ قربت محبت کو جنم دیتی ہے اور محبت کے لیے بہت کچھ چھوڑنا پڑتا ہے۔"

"اشارہ میری طرف ہے؟" میں نے مسکرا کر پوچھا۔

"ہاں سو فیصدی تمہاری طرف۔ میں نے تمہارے لیے بہت کچھ چھوڑ دیا ممکن ہے کل کوئی عورت تمہیں بھی مجھ سے چھڑانے کی کوشش کرتی۔"

"ہاں ہراتا مجھے اس کا افسوس ہے۔"

"لیکن مجھے افسوس نہیں ہے چیف تم نے ہراتا کی زندگی میں ایک نئے تجربے کی بنیاد ڈالی ہے اور میرے لیے یہ تجربہ بہت دلکش ہے اگر اس کی تحریک نہ ہوتی تو شاید میں پوری زندگی اپنے اس خول سے نکلتا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"چلو ٹھیک ہے ہراتا۔" میں نے ایک طویل سانس لے کر کہا اور ہراتا کسی سوچ میں گم ہو گیا اور اس کے بعد تو ہراتا نے کمال کر دیا۔ لندن کے شب و روز اس نے مخصوص کر دیئے تھے۔ ہر روز نیا لباس، ہر روز نئی لڑکی' حالانکہ مجھ سے اس نے صرف ایک محدود رقم لی تھی جو اتنی نہیں تھی کہ وہ اس طرح زندگی گزارے۔ لیکن ہراتا نے قیامت ڈھادی تھی۔ جوئے خانے میں بیٹھتا تو لاکھوں ہار جاتا کسی کو دینے پر آتا تو نہ جانے کیا کچھ دے دیتا۔ میں نے اس کے معاملے میں خاموشی اختیار کر لی تھی۔ اسے لڑکیوں کے جھرمٹ سے نجات ہی نہ ملتی جو میں اس سے گفتگو کرتا لیکن ایک دن وہ خود ان سے نجات حاصل کر کے میرے پاس آگیا۔

"ناراض ہو چیف؟" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں خیریت؟"

"بس میرا دل کہتا ہے تم ناراض ہو؟"

"آج کل تمہارا دل تم سے دغابازی کر رہا ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم ناراض کیوں نہیں ہو چیف؟"

"بھئی ناراض ہونے کی کوئی وجہ تو ہو؟"

"میں کئی دن سے تم سے نہیں مل سکا ہوں۔"

"مجھے تمہاری حرکتیں معلوم ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں تم نے چند ہی روز میں ساری کسر پوری کر دی ہے۔"

"اس کی وجہ کیا ہے چیف۔"

"کیا وجہ ہے؟"

"بلا مبالغہ کہہ رہا ہوں۔ اس سے قبل شریف انسان تھا۔ برائیوں سے بھاگنے والا خود کو اذیتیں دے کر نیک راستوں کا متلاشی لیکن جب نیکیوں کے راستے چھوڑے تو فطرت کی شدت پسندی عود کر آئی اور میں نے فطرت کے عین مطابق سوچا۔"

"یعنی؟"

"یعنی یہ کہ نیکیوں کے راستے تو اچھی طرح دیکھ لیے اب برا بنا ہوں تو برائیوں کو بھی خوب کھنگال ڈالوں۔ دیکھوں تو سہی دونوں میں سے کونسی چیز سود مند ہے۔"

"ایک بات پوچھوں؟" میں نے کہا۔ "جواب دو گے۔"

"ضرور چیف۔ غلام کی مجال۔"

"نہیں ہراتا تم خود کو میرا غلام کیوں سمجھتے ہو؟"

"عقیدت ہے تم سے۔ دل اندر سے کہتا ہے۔"

"بہرحال یہ بتاؤ آج کل تم اخراجات کہاں سے کر رہے ہو؟"

"کیا اس کا جواب ضروری ہے چیف؟" ہراتا مسکرایا۔

"مرضی ہے تمہاری۔ ویسے مجھے تعجب ہے۔"

"دراصل ہر طرح برا آدمی بن گیا ہوں۔ پرسوں رات ایک لڑکی مجھے اپنے گھر لے گئی تھی۔"

"ہاں پرسوں تم ہوٹل میں نہیں تھے۔"

"اعلیٰ قسم کی پیشہ ور لڑکی تھی۔ بہرحال رات کو میں نے اسے خواب آور گولیاں کھلا دیں اور پھر بینک لوٹ لیا۔ بیس لاکھ ڈالر ہاتھ لگے تھے۔ کئی دن کے لیے کافی ہیں۔ اس سے پہلے ایک بڑے آدمی کا بکس اڑا دیا تھا اس سے بھی بارہ لاکھ ڈالر ہاتھ لگ گئے تھے۔"

"اوہ۔" میں نے متحیرانہ انداز میں آنکھیں پھاڑ دیں۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا بہرحال پھر میں نے ...ب سے کہا۔

"لیکن تمہیں اس کی ضرورت کیوں پیش آگئی ہراتا؟"

"دولت کے بغیر عورت کی صحبت میں خطرہ پیدا نہیں ہوتا چیف میں نے اچھی طرح محسوس کیا ہے۔"

"ہاں۔ یہ تو حقیقت ہے لیکن خطرات مول لینا میرے خیال میں مناسب نہیں ہیں۔ میرے پاس ...ن کچھ ہے تمہیں جتنی ضرورت ہو لے لیا کرو۔"

"اوہ چیف۔ ایسے کاموں کے لیے اپنی رقم خرچ کرنا حماقت ہے پہلے دن جانتے ہو میں نے کیا کیا؟" ...راتا دلچسپی سے بولا۔

"کیا کیا؟"

"ایک عورت ہاتھ لگ گئی تھی اس نے چائے پر بلا لیا۔ ایک ہزار ڈالر اسے ادا کیے تھے۔ بے وقوف نے غلطی یہ کی کہ اسے میرے سامنے ہی تجوری میں رکھنے چلی گئی۔ میں نے اسے ایک رات کی قیمت ایک ہزار ڈالر ادا کی تھی اور جب واپس آیا تو سولہ ہزار ڈالر لے کر وہاں سے چلا آیا اور مفت میں رات بھی گزاری"

"اوہو۔ تو تم نے اسے ہی لوٹ لیا۔"

"ہاں۔" ہراتا نے جواب دیا۔

"لیکن مسٹر ہراتا لڑکیاں تو تمہیں پرنس ہراتا کے نام سے جانتی ہیں۔"

"بالکل جانتی ہیں چیف اور کیا کسی کی مجال ہو سکتی ہے کہ اس بات پر غور کرے کہ سولہ ہزار ڈالر پرنس ہراتا نے غائب کر دیئے۔ پرنس اور سولہ ہزار ڈالر۔ ایک پرنس کے سامنے اس کی کیا حیثیت ہے' پرنس تو سولہ ہزار ڈالر ویٹرز کو ٹپ میں دے دیا کرتے ہیں۔" ہراتا نے مسکرا کر کہا اور میں حیرت زدہ انداز میں گردن ہلانے لگا۔

یہ سیدھا سادا انسان کیا سے کیا بن گیا تھا' کیا یہ سب کچھ جو بھی ہو رہا تھا اس کی وجہ میں تھا؟ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہراتا ان راستوں پر چل نکلے گا۔ اور اب جبکہ وہ چل ہی نکلا تھا تو مجھے اتنا دکھ کیوں ہو رہا تھا۔ وہ بینک لوٹ چکا تھا اور اپنا نام بھی اس نے عام کر دیا تھا لڑکیاں اسے عام طور سے پرنس ہراتا کے نام سے جاننے لگ گئی تھیں۔

دیر تک میں ہراتا سے گفتگو کرتا رہا تھا اور ہراتا مجھے متحیر کرتا رہا پھر میں نے اس سے پوچھا۔

"لیکن ہراتا اب تمہارا کیا پروگرام ہے؟"

"بس چیف ہراتا رہے گا تو تمہارے ہی ساتھ' اس بات پر تم غور کر لو۔ یہ دوسری بات ہے کہ بعض

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جگہ اسکا دل لگ جائے مثلاً جیسے لندن بلاشبہ مجھے لندن بے حد پسند آیا ہے اور میں کچھ عرصہ یہاں قیام کرنا چاہتا ہوں لیکن اگر تم یہاں سے آگے بڑھے یا واپس ہالینڈ جانے کا پروگرام بنا ہی لیا تو پھر ہراتا تمہارے ساتھ ہالینڈ چلے گا۔ ویسے چیف اگر مناسب سمجھو تو مجھے اپنا پروگرام بھی بتا دو۔"

"پروگرام تو میرا کچھ بھی نہیں ہراتا۔ بس الجھا ہوا ہوں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں؟"

"الجھن کیا ہے چیف؟"

"کوئی خاص نہیں ہے ہراتا۔"

"پھر بھی چیف جو ہے وہ بتا ہی دو۔"

"بس ہراتا تم میرے بارے میں اب تو کافی کچھ جان چکے ہو تمہیں علم ہے کہ میرے پاس دولت کے انبار ہیں۔ اتنا کچھ میرے پاس ہے کہ اگر ساری زندگی شہنشاہوں کی مانند بسر کرنا چاہوں تو کوئی دقت نہیں ہوگی۔ میں جو کچھ کر رہا تھا اس میں میرا مطمع نظر صرف اپنے دشمن سے نمٹنا تھا جب تک وہ زندہ رہا مجھ پر مقابلے کی دھن سوار رہی۔ اس کے مر جانے کے بعد زندگی بے کیف ہو گئی ہے بعض دشمن بھی کیسی حیثیت رکھتے ہیں۔"

"ہاں چیف اس میں کوئی شک نہیں ہے بعض دشمنوں کی زندگی ضروری ہوتی ہے لیکن بعض اوقات آدمی کچھ ایسی الجھنوں کا شکار ہو جاتا ہے جن کا حل بہر طور اسکی سمجھ میں نہیں آتا۔"

"کیا تم بھی کسی ایسی ہی الجھن کا شکار ہو ہراتا۔"

"نہیں چیف۔"

"پھر ------"

"بس تم یوں سمجھ لو چیف کہ میں جو زندگی گزار رہا تھا اس سے بھی مطمئن تھا اور اب جو زندگی گزار رہا ہوں اس سے بھی مطمئن ہوں۔ میں نے دنیا کو چھوڑ رکھا ہے۔ نہ کبھی پہلے کوئی بات سمجھ میں آئی اور اب۔ بس زندگی کو ایسے ہی چھوڑ دیا ہے سوچا تھا' اسی طرح مر بھی جاؤں گا۔"

"لیکن اب!؟"

"اب کیا چیف۔ اب تو کچھ بھی نہیں ہے۔"

"جو کچھ بھی تمہارے ذہن میں ہے اسے جاننا چاہتا ہوں ہراتا۔"

"چیف اسی نئی زندگی میں آنے کے بعد بے شمار خواہشات میرے ذہن میں بیدار ہو گئی ہیں حالانکہ بعض اوقات میں خود بھی متعجب رہ جاتا ہوں۔ چیف میں تم سے کیا کہوں بعض اوقات جو خیالات چرخہ چلتا ہے تو ذہن رو نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہے۔ خیر چھوڑو۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ تم لندن سے باہر جانے کا ارادہ ہے یا نہیں' ہاں ایک بات اور بھی"

"کیا؟" میں نے پوچھا۔

"تم کیسی زندگی گزار رہے ہو چیف مجھے آج کل تمہارے مشاغل نہیں معلوم" ہراتا نے کیا۔

"بس ہراتا۔ ٹھیک ہے بے کیفی کا شکار ہوں۔"

"اوہ چیف حالانکہ تم نے مجھے بہت کچھ سکھایا ہے اور اس سے پہلے تو تم کہتے رہے ہو کہ زندگی

بے کیف نہیں ہے' حسن کا وجود زندگی میں ایک اہم حیثیت رکھتا ہے تو آج کل تم بے زار کیوں ہو' کیا کوئی خاص وجہ ہے یا یونہی ذہن اس طرف راغب نہیں ہو رہا؟" ہراتا نے سوال کیا۔

"میرے بارے میں تم تفصیل نہیں جان سکتے ہراتا' میری فطرت ہی کچھ ایسی ہے بعض اوقات دل لگتا ہے تو چھوٹی چھوٹی چیزوں میں لگ جاتا ہے خود کو بہلا لیتا ہوں اور جب بے زاری طاری ہو جاتی ہے تو دنیا کی کوئی شے پسند نہیں آتی۔" ابھی میں یہیں تک کہہ پایا تھا کہ ویٹر نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میرے اجازت دینے پر وہ اندر آگیا اس کے ہاتھوں میں ایک پلیٹ تھی جس میں ایک چھوٹا سا سنہری لفافہ رکھا ہوا تھا۔

"پرنس ہراتا۔" وہ جھک کر بولا اور ہراتا نے جھک پلیٹ سے لفافہ اٹھا لیا۔

"اوہو پرنسس اینڈریا۔" اس نے لفافے پر چھپی ہوئی سنہری مہر دیکھ کر کہا۔

"پرنسس اینڈریا؟" میں نے دوہرایا۔

"ہاں چیف۔"

"کون ہے وہ؟"

"بتاؤں گا اس کے بارے میں۔" ہراتا نے کہا اور پھر بولا۔ "کہاں ہیں؟"

"ہال میں جناب!"

"ٹھیک ہے تم جاؤ میں پہنچ رہا ہوں۔" ہراتا نے کہا اور ویٹر سر جھکا کر چلا گیا۔ تب ہراتا میری طرف پلٹ کر مسکرانے لگا۔

"کیا تعریف ہے ان خاتون کی؟" میں نے پوچھا۔

"کل ہی ملاقات ہوئی ہے کسی افریقی ملک سے تعلق رکھتی ہیں لیکن نقش و نگار میں وہ تیکھا پن ہے ملاحت ہے کہ بس نگاہ نہیں اٹھتی بہت حسین عورت ہے۔"

"خوب' تم سے کیا فرماتی ہیں؟"

"رقص کیا تھا میرے ساتھ۔ ایک ماہ کے لیے لندن آئی ہیں اور میری قربت چاہتی ہیں۔"

"پورے ایک ماہ کے لیے۔"

"وہ تو پوری زندگی کی رفاقت چاہتی ہیں لیکن اگر رعایت طلب کی جائے تو ایک ماہ میں معاف کر دیں گی۔" ہراتا نے اس انداز میں کہا کہ مجھے ہنسی آگئی۔

"عمدہ زندگی گزار رہے ہو۔"

"ملو گے چیف۔"

"کیا کروں گا تم ہی مل لو۔"

"اگر تمہیں پسند آجائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"نہیں ہراتا۔ تم عیش کرو۔"

"اگر تمہیں کسی کا انتظار نہ ہو تو چیف چلو۔"

"پرنسس کہاں کی ہے؟" میں نے پوچھا۔

"میں نے بھی پوچھا تھا' بڑا عمدہ جواب دیتی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیا جواب دیا۔"
"کہنے لگی من کی دنیا کی شہزادی ہے رقص کرتی ہے اور پرنس کے نام سے پکاری جاتی ہے بڑی
خاصی مالدار ہے بڑے قیمتی ہیرے پہنتی ہے۔"
"چلو تمہاری خواہش ہے تو مل لوں گا میں تیار ہوں۔" ہراتا نے میرے لباس کا انتخاب خود ہی کیا
تھا۔
کافی دیر کے بعد ہم دونوں ہال میں پہنچے۔ میں اپنی اصلی شکل میں ہی تھا۔ اور نہ جانے کیا کیا
تھا۔ بہرحال میں نے پرنس کو دیکھا تین یورپین لڑکیاں اس کے ساتھ موجود تھیں۔ اور اس کی خادمائیں
معلوم ہوتی تھیں۔
"ہیلو پرنس۔" اس نے پرتپاک لہجے میں کہا۔ وہ اپنی کرسی سے کھڑی ہو گئی تھی اس کے ساتھ
دوسری لڑکیاں بھی کھڑی ہو گئی تھیں۔
"ہیلو پرنس۔" ہراتا بھی مسکرا دیا۔
"بہت انتظار کرایا آپ نے۔"
"یہ میری عادت ہے۔"
"بڑی ظالم عادت ہے، اپنے پرستاروں کو تو معاف کر دیا کریں۔" وہ بولی اور پھر میری طرف دیکھنے
لگی۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات پیدا ہو گئے تھے۔ "یہ کون ہیں؟"
"میرے دوست میرے ساتھی برونو۔"
"کیا بات ہے پرنس۔ ساری دنیا کا حسن آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے سمیٹ لیا ہے آپ
کیا کم تھے کہ آپ کے ساتھی بھی....." اس نے معنی خیز انداز میں کہا۔
"آپ کو پسند ہیں پرنس اینڈریا؟"
"صرف پسند نہ کہیں۔"
"پھر؟"
"بڑے ہی دلکش ہیں بڑی انوکھی اور پرکشش شخصیت کے مالک۔"
"مجھے یقین ہے آپ دونوں کو ایک دوسرے کی قربت پسند ہوگی۔" ہراتا نے فراخ دلی سے کہا۔
"ان کا تعلق بھی ایشیا کے کسی ملک سے معلوم ہوتا ہے۔"
"ہاں۔"
"نہ جانے ایشیا کی آنکھیں اس قدر حسین کیوں ہوتی ہیں۔ اب تو یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ
دونوں میں سے کون زیادہ حسین ہے۔"
"میرا خیال ہے آپ الٹی گنگا نہ بہائیں۔" میں نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔
"کیا مطلب؟"
"آپ نے خود پر بھی غور کیا۔ آپ نے تو افریقہ کے ویرانوں کی ساری دلکشی خود میں سمیٹ لی
وہ ان دیکھے خطے اجاگر کر دیے جن کا حسن کنوارا ہے۔"
"اوہ۔ شاعر ہو۔"

"نہیں حقیقت پسند۔"
"اچھے ہو۔ کل میرے گھر آؤ۔" اس نے دعوت دی۔
"تفصیل تو معلوم نہیں ہے تمہارے بارے میں۔"
"پرنس ہراتا خود میں مگن رہنے والوں میں سے ہیں انہوں نے میرے بارے میں کچھ پوچھا ہی
نہیں۔" وہ ہنس کر بولی۔
"تو اب بتا دیں۔"
"معمولی سی رقاصہ ہوں لوگ مجھے پرنس کہتے ہیں قصور ان کا ہے میرا نہیں۔ بڑے بڑے ملکوں
میں جا کر پروگرام کرتی ہوں۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ ان پروگراموں سے اتنی دولت حاصل کر لیتی ہوں
کہ اگر چاہوں تو اپنی ایک چھوٹی سی ریاست بنا سکتی ہوں۔"
"خوب تو آپ فنکار ہیں۔"
"ہاں اور مجھے اپنے فن پر ناز ہے۔"
"تب تو ہراتا پرنس اینڈریا کے فن کا نظارہ کریں گے، میں آپ کی دعوت قبول کرتا ہوں پرنس
لیکن ایک شرط پر کہ ہم آپ کے رقص سے محروم نہیں رہیں گے۔ ہاں یہاں آپ نے اپنا پروگرام شروع
کیا یا نہیں؟"
"اوہ نہیں۔ ابھی میں لندن کے شب و روز سے لطف اندوز ہو رہی ہوں۔ اس ملک میں میں کئی بار
آ چکی ہوں اس کے باوجود مجھے یہ ملک بہت پسند ہے۔ میں جب بھی یہاں آتی ہوں کچھ دن آرام کرتی ہوں
اس کے بعد اپنی آمد کا اعلان کرتی ہوں۔ فی الوقت میں نے باقاعدگی سے اپنی آمد کا اعلان نہیں کیا، صرف چند
لوگوں کو معلوم ہے کہ میں یہاں آئی ہوں۔ اگر میرے پرستاروں کو میری آمد کا علم ہو جائے تو میرے گرد بے
شمار لوگ جمع ہو جائیں گے۔" اس نے کہا۔
"یقیناً" پرنس یقیناً"۔ لیکن اس کا فیصلہ تو آپ کا رقص دیکھنے کے بعد کیا جا سکتا ہے کہ ہم آپ
کے پرستاروں میں شامل ہو سکتے ہیں یا نہیں۔"
"میں چاہتی ہوں کہ آپ بھی مجھے پسند کریں۔" پرنس نے مسکراتے ہوئے کہا۔
دیر تک ہم اس کالی حسینہ سے باتیں کرتے رہے، اس کے انداز میں واقعی شہزادیوں کا سا وقار تھا اور
اس بات پر تعجب ہوتا تھا کہ وہ صرف ایک رقاصہ ہے ایک معمولی رقاصہ، بہرصورت ہم نے اس کے
دوسرے دن کی دعوت قبول کر لی اور پھر واپسی کے لیے اٹھ گئے۔
"کیا خیال ہے چیف، کیسی ہے۔" ہراتا نے راستے میں سوال کیا۔
"پرکشش۔"
"ہاں۔ حالانکہ اس کے ساتھ بہت سی سفید حسینائیں تھیں۔ اور یہاں ہال میں بھی ہیں لیکن اس
کے باوجود اس کی بات ہی دوسری تھی کالی ہونے کے باوجود وہ کتنے دلکش خدوخال رکھتی ہے اور میرے خیال
کے مطابق چیف وہ گفتگو بھی بے حد عمدہ کرتی ہے۔" ہراتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے ہراتا۔ اب تو تمہیں عورتوں کے بارے میں خاصی معلومات ہو گئی ہیں۔"
"ہاں چیف۔ ہراتا اگر اپنا نام بھی بدل دے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اب وہ بدلی ہوئی شخصیت

ہے' ہاں اب تم یہ بتاؤ کہ رات بھر تم کیا کرو گے؟"

"آرام سے سوؤں گا۔"

"چیف بڑی حیرت انگیز بات ہے۔"

"کیا؟"

"یہی کہ جب میں اس زندگی میں داخل ہوا ہوں تو تم اس سے نکل بھاگے ہو آخر کیوں؟"

"نہیں ہراتا۔ نکل نہیں بھاگا۔"

"تو پھر؟"

"بس میرے ذہن پر بے زاری طاری ہے۔"

"ابھی تک۔"

"ہاں۔"

"حالانکہ چیف میرا خیال تو یہ ہے کہ عورت کی موجودگی میں بے زاری کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ یہ لندن ہے چیف اور یہاں ایک سے ایک حسین لڑکی کچھ ڈالرز میں مل جاتی ہے۔"

"میری فطرت کچھ عجیب ہے ہراتا۔ عورت میرے لیے کوئی اہم شے نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"میں جانتا ہوں چیف' تو کیا تمہارے خیال میں ہوریشو تمہارے لیے ان حسین عورتوں سے زیادہ دلکش تھا۔"

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔"

"بہر صورت اب تو وہ مر گیا چیف اور ان لوگوں کو کیا یاد کرنا جو جدا ہو جاتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے ہراتا۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ ذرا اس کا نعم البدل ملے تو سوچ بنے۔ ان دنوں صرف اس الجھن میں پھنسا ہوا ہوں کہ زندگی کے کون سے راستے پر قدم بڑھائے جائیں۔"

"فی الحال تو میرے ذہن میں ایک راستہ ہے۔"

"کیا؟"

"حسن کا راستہ دیکھو۔" ہراتا نے ایک حسین لڑکی کی طرف اشارہ کیا جو لفٹ کی جانب جا رہی تھی اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی "یہاں کسی لڑکی کا حصول مشکل نہیں ہے۔ چیف۔ اگر اجازت ہو تو۔۔۔۔۔"

"ہاں جاؤ۔" میں نے کہا اور ہراتا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ میں ایک گہری سانس لے کر کمرے میں واپس آ گیا۔

طبیعت پر شدید اداسی چھائی ہوئی تھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس بے نام سی اداسی کو کیا سمجھوں؟ کہاں دفن کروں اسے' ہوریشو میرا بدترین دشمن تھا۔ دوسری جانب بنی تھی۔ مکلینو تھا۔ ان کے لیے یہ بات بہر صورت بڑی دھماکہ خیز اور خوشی کا باعث ہوگی کہ بالآخر ہوریشو میرے ہاتھوں مارا گیا تیسری جانب سردارے تھا جو ہالینڈ میں ایک بہت بڑی فیکٹری چلا رہا تھا۔ نجانے اس کی کیا کیفیت ہو۔ میں اس سے لا علم تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ اب میرے بارے میں اس کے کیا خیالات ہوں گے۔ بہر صورت وہ جس انداز میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کام کر رہا تھا اس سے تو یہ محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اپنے کام پر عبور حاصل کر چکا ہے۔

ان ساری باتوں کو سوچتے ہوئے میرے ذہن میں بہت سارے خیالات پیدا ہو گئے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ سردارے کے پاس واپس جاؤں یا یہیں سے صرف خاموشی کی راہ اختیار کر لوں۔

لیکن کونسی راہ۔ سکون کی تو کوئی راہ میرے ذہن میں نہیں آئی تھی۔ نجات کا کوئی راستہ سامنے نہیں تھا۔ جاتا تو کہاں جاتا۔ دولت کے انبار تھے جنہیں خرچ کرنے کے لیے طویل عمر بھی کم تھی لیکن ان ساری چیزوں کے باوجود میں سکون سے محروم تھا۔ بے سکونی اور صرف بے سکونی۔ زندگی میں اگر قہقہے تھے تو مصنوعی' ادائیں تو تھیں کرائے کی۔ لیکن سکون کہاں تھا نروان کہاں ہے۔

رات حسب معمول ویرانوں کی رات تھی۔ سوچ سے پیچھا چھڑاتا رہا اور جب نیند مہربان ہوئی تو کھیل ختم ہو گیا۔ اور صبح تو ہونا ہی تھی لیکن ناشتہ کے بعد سے ہراتا نے پرنس اینڈریا سے ملنے کی جو تیاریاں شروع کیں انہوں نے مجھے تنگ کر کے رکھ دیا۔ بہر حال ساتھ تو دینا ہی تھا۔

لیکن مجھے بار بار ہراتا پر حیرت ہوتی تھی۔ وہ تو بالکل ایک نوخیز اور نوجوان لڑکے کی حیثیت اختیار کر گیا تھا حالانکہ اس سے پہلے وہ ایک سنجیدہ اور بردبار انسان تھا۔

میں جب بھی اس کے بارے میں سوچتا میرے دل کو ایک شدید جھٹکا لگتا۔ ہراتا کی شخصیت مسخ کرنے کا باعث میں ہی تھا ورنہ اس سے پہلے وہ ایک اچھا انسان تھا لیکن میری وجہ سے وہ نجانے کہاں سے کہاں پہنچ گیا تھا اور اب دیکھنا یہ تھا کہ اس کی یہ حرکت اسے کس راستے پر لے جاتی ہے۔ بہر حال یوں لگتا تھا جیسے اس نے خود کشی کا راستہ اختیار کر لیا ہو یعنی ہوریشو کو قتل کرنے کے بعد اور اپنے مسلک کو چھوڑنے کے بعد یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس نے اپنی زندگی کا مقصد ہی ختم کر دیا ہو۔ بہر صورت وقت مقررہ پر ہم پرنس اینڈریا کی طرف چل پڑے۔ ہراتا بہت خوش تھا اور خوبصورت لباس میں نہایت حسین نظر آ رہا تھا۔ پرنس اینڈریا نے جو پتہ دیا تھا اسے تلاش کرنے میں کوئی خاص دقت نہ ہوئی۔ ہم اس خوبصورت عمارت تک پہنچ گئے۔ جس کے وسیع و عریض لاؤنج میں رنگ برنگے پھول کھلے ہوئے تھے۔ ہماری ٹیکسی پورچ میں جا کر رک گئی۔ ہمارا استقبال کرنے کے لیے پرنس اینڈریا موجود تھی۔ اس کے عقب میں اس کی خادماؤں کا غول تھا جن میں دو تین سیاہ فام لڑکیاں تھیں اور باقی سب سفید فام۔

اینڈریا کے ہونٹوں پر بڑی دلآویز مسکراہٹ تھی۔ بلاشبہ اگر اس کا رنگ سیاہ نہ ہوتا تو اسے دنیا کی حسین ترین عورت کہا جا سکتا تھا وہ نہایت ہی خوبصورت لباس میں ملبوس تھی۔۔۔۔۔ پھر وہ جھومتی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے نہایت دلکش انداز میں پہلے ہراتا کی جانب اور پھر میری طرف دیکھ کر گردن جھکائی۔

"اینڈریا اپنی عزت افزائی پر آپ کو خوش آمدید کہتی ہے پرنس ہراتا اور مسٹر برونو۔" اس نے دلآویز انداز میں کہا اور ہراتا نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔

"یہ جگہ پرنس کے شایان شان تو نہیں ہے لیکن یہاں اینڈریا کی محبت اور اس کا خلوص موجود ہے۔ اس لیے آپ کو یہاں ناگواری محسوس نہ ہوگی۔"

"بلاشبہ۔" ہراتا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پرنس اینڈریا نے ہم دونوں کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔

چند ساعت کے بعد ہم ایک وسیع و عریض ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ڈرائنگ روم کی سجاوٹ دیکھ کر پرنس اینڈریا کی خوش ذوقی اور اعلیٰ نفاست کا احساس ہوتا تھا۔ ہراتا بے تکلف قسم کا آدمی تھا

بیٹھنے کے بعد بولا۔

"کیا یہ آپ کی ذاتی عمارت ہے پرنس اینڈریا؟"

"نہیں۔ لیکن یہاں آنے سے پہلے میں نے اسے حاصل کر لیا تھا اور پھر اسے میری مرضی کے مطابق سجا دیا گیا۔"

"اس سے آپ کی خوش ذوقی کا اندازہ ہوتا ہے۔" میں نے بات سنبھالنے کی غرض سے کہا۔

"ہاں بس میں ایک مخصوص انداز میں رہنے کی قائل ہوں اور جہاں بھی جاتی ہوں وہاں اپنی ذہنی شگفتگی کے لیے اپنی رہائش گاہ کو اپنی طبیعت کے مطابق سجاتی ہوں۔"

"بلاشبہ' آپ کے ڈرائنگ روم کو دیکھ کر آپ کی اعلیٰ ذوقی اور نفاست کا احساس ہوتا ہے ہمیں یہاں بیٹھ کر بے حد فرحت محسوس ہوئی ہے۔"

"بہت بہت شکریہ! لیکن ابھی تو آپ نے میری خواب گاہ نہیں دیکھی اسے بھی دیکھ لیں" اس نے ایک عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ آنکھوں میں معنی خیزیت تھی۔ ہراتا نے میری جانب دیکھا اور میں خاموش ہو گیا۔

"کیا خیال ہے پرنس کیا آپ اسے دیکھنا پسند کریں گے؟"

"ابھی نہیں۔"

"کیوں؟"

"اس کے لیے خاصا وقت پڑا ہے" ہراتا نے بے باکی سے کہا اور یہ جملہ بھی میرے لیے تعجب خیز تھا۔

ہراتا اس قدر بے باک ہو گا۔ اس بارے میں میں نے سوچا بھی نہ تھا بہرصورت اینڈریا کی دلچسپ گفتگو جاری تھی اور چند ساعت کے بعد ایک اور سیاہ فام لڑکی جس کی شکل و صورت اینڈریا سے کافی مشابہ تھی اندر داخل ہوئی۔ اینڈریا نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ لڑکی بیٹھ گئی تب اینڈریا نے اس کا تعارف کراتے ہوئے بولی۔

"پرنس جوزینا میری چھوٹی بہن۔ آج ہی یہاں پہنچی ہیں۔" اس نے خوش اخلاقی سے کہا۔

"اوہو' بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" ہراتا جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جوزینا نے اس سے ہاتھ ملایا اور میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگی۔ میں نے اٹھ کر اس سے ہاتھ ملایا اور وہ اپنی جگہ جا بیٹھی۔

"کیا مس جوزینا بھی آپ ہی کی ہم پیشہ ہیں۔" میں نے اینڈریا سے سوال کیا۔

"زیر تربیت ہے صحیح طریقہ سے مقامی زبانوں سے بھی واقف نہیں ہے۔ میں اسے تربیت دے رہی ہوں میرا ہی پیشہ اختیار کرے گی۔"

"آپ کا کوئی جواب نہیں تھا پرنس اینڈریا لیکن اگر آپ کا کوئی جواب ہے تو وہ بھی آپ کے پاس ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں سمجھی۔" اینڈریا نے کہا۔

"مس جوزینا کی بات کر رہا ہوں۔"

"اوہ' ہاں وہ حیرت انگیز طور پر مجھ سے مشابہہ ہے۔" اینڈریا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ جوزینا

ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر صرف ایک مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ ناز نہیں تھا۔ لیکن نوخیزیت اس کے چہرے کو زیادہ دلکش بنا رہی تھی جب تک وہ نہیں آئی تھی حسن میں یکتا نظر آ رہی تھی لیکن جوزینا کے آنے کے بعد احساس ہوتا تھا کہ اینڈریا کچھ عرصہ ...ہوگی۔ تجربات کی چند لکیروں نے اینڈریا کو پختہ کار بنا دیا تھا۔

تکلف چائے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ اینڈریا کے خادموں میں دونوں قسم کے لوگ تھے اس کے ہم ملکی بھی اور مقامی بھی لیکن در حقیقت وہ شہزادیوں کے سے انداز سے سیر کرتی تھی۔

کافی دیر تک ناشتے کی میز پر گفتگو رہی۔ جوزینا اس دوران کچھ نہیں بولی تھی لیکن اس کے اندر ایک ایک نفاست ضرور موجود تھی۔ اور وہ اس طرز زندگی سے نامانوس نظر آ رہی تھی پھر ہم ناشتے کی میز سے اٹھ گئے اور اینڈریا ہمیں لیے ہوئے لان پر نکل آئی۔ لان پر بیٹھنے کے لیے عمدہ بندوبست کیا گیا تھا خوبصورت کرسیاں لگی ہوئی تھیں درمیان میں میزوں پر تازہ پھول سجے ہوئے تھے۔

"آپ کا طرز زندگی بہت خوبصورت ہے پرنس اینڈریا۔"

"زندگی میں صرف ایک ہی شوق ہے۔"

"کیا؟"

"نفیس ماحول اور بس۔ اچھے لوگوں کا ساتھ۔"

"مس جوزینا بہت زیادہ خاموشی پسند ہیں۔" میں نے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے جو بات ہے بس بتا چکی ہوں۔"

"یعنی؟"

"وہ ابھی صرف سمجھ سکتی ہے بول نہیں سکتی۔"

"اوہ ہاں۔ آپ نے بتایا تھا۔ ویسے آپ نے ایک وعدہ بھی کیا تھا پرنس اینڈریا۔" میں نے ...لاتے ہوئے کہا۔

"وعدہ؟" اس نے سوالیہ انداز میں مجھے دیکھا۔

"ہاں آپ نے کہا تھا کہ آپ اپنے فن کا مظاہرہ کریں گی۔"

"اوہ' میں اس سے منحرف تو نہیں ہوں۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا "لیکن وقت کافی گزر چکا ہے۔"

"وقت کو روک دیا ہے میں نے۔ آپ کا خیال ہے آپ جلدی سے یہاں سے چلے جائیں گے۔"

"شام کی چائے کا وقت ختم ہو گیا ہے۔"

"آپ ڈنر بھی ہمارے ساتھ کریں گے اور کل صبح ناشتہ بھی۔" اینڈریا نے مخصوص انداز میں ...لاتے ہوئے کہا۔ اپنے انداز میں وہ بے باک تھی۔ اور یہ بات اسے منفرد کرتی تھی۔ ہراتا خوشی سے ...لا پڑا تھا۔

"خود میری بھی یہی تجویز تھی پرنس اینڈریا۔ کیوں مسٹر برونو اس میں کوئی حرج نہیں ہے آپ کی ...رائے ہے؟"

"جو آپ کو لوگوں کی خواہش ہو۔ لیکن رات کے آخری حصے میں میں تنہائی محسوس کروں گا۔"

"کیوں؟" اینڈریا نے پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں تنہا سونے کا عادی نہیں ہوں۔"

"اوہ، جوزینا آپ کو انٹرٹین کرے گی۔"

"تب کوئی حرج نہیں ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے ہراتا کو آنکھ ماری اور ہراتا نے جھینپے [...] انداز میں گردن ہلا دی۔ اس کے بعد دیر تک مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ پرنس اینڈریا [...] گھاٹ کا پانی پئے ہوئے تھی اس کی گفتگو بھی دلکش تھی جوزینا بھی شریک رہی لیکن بمشکل ایک [...] بول لیتی تھی البتہ دو ایک بار وہ کھل کر ہنسی تھی اور اس کی ہنسی کافی دلکش تھی۔

پھر رات ہو گئی۔ اینڈریا نے تھوڑی دیر کے لیے ہم سے اجازت طلب کی تھی میں اور ہراتا [...] کرتے رہے تھے۔ پھر رات کے کھانے سے قبل اینڈریا نے ہمیں پیشکش کی۔

"میں اپنا وعدہ پورا کرنا چاہتی ہوں مسٹر برونو!"

"ہم منتظر ہیں پرنس۔"

"تب آپ تھوڑی دیر کے لیے ہمیں وقت دیں۔" اس نے کہا اور دونوں ہنستی چلی گئیں۔ [...] طویل عرصہ میں پہلی بار ہمیں تنہائی ملی تھی تب میں نے گہری سانس لے کر ہراتا کو دیکھا۔

"کیا لگ رہا ہے چیف؟" ہراتا پھٹ سے بولا۔

"عجیب۔" میں نے جواب دیا۔

"ایں۔ کیوں؟"

"بس میری عادت ہے ہراتا۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا چیف؟"

"پرنس اینڈریا ضرورت سے زیادہ مہربان ہیں۔"

"ہاں ہے!"

"کیوں؟"

"اوہ چیف، مانتا ہوں عورت کے بارے میں تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو لیکن اب تھوڑی [...] معلومات مجھے بھی حاصل ہوتی جا رہی ہیں۔"

"ہاں تمہاری ذہانت میں کوئی شک نہیں ہے مجھے۔" میں نے کہا۔

"شکریہ چیف۔ میرا خیال ہے عورت دنیا کی سب سے چالاک اور سب سے بے وقوف [...] ہے۔"

"خوب۔ تھوڑی سی وضاحت کرو۔"

"کچھ بھی بن جائے رہتی مظلوم ہی ہے اپنے آپ کو کچھ بھی سمجھ لے لیکن اپنے مصرف [...] واقف ہوتی ہے۔ اب یہ عورت۔ ایک عمدہ حیثیت کی مالک ہے لیکن اسے اپنی حیثیت برقرار رکھنے [...] دولت اور اچھے اسٹیٹس کی بھی ضرورت ہے۔"

"دولت کی تو اس کے پاس بھی کمی نہیں۔"

"ہاں لیکن اس کی فطرت!"

"یعنی؟"

"ندرت کی تلاش۔ ہمیں اس نے دوسروں سے مختلف پایا ہے اور یہی چیز اس کے لیے دلکش ہے رہی دولت کی بات تو اگر وہ دولت چاہتی ہے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے ہم اس کی قیمت مقرر کر سکتے ہیں۔"

"اس نے کچھ طلب تو نہیں کیا۔"

"نہیں۔"

"اس کا اظہار بھی نہیں کیا۔"

"نہیں۔ ابھی تو وہ صرف اپنی پسند کا اظہار کرتی رہی ہے لیکن تم اور کیا سوچ رہے ہو؟ چیف مجھے بھی تو بتاؤ۔"

"یقین کرو کچھ بھی نہیں لیکن بس میرے اندر ایک محتاط احمق چھپا ہوا ہے جو ہر معاملے میں ٹانگ اڑاتا ہے۔ اسی نے آواز دے کر کہا ہے کہ آخر وہ کیا چاہتی ہے اور ہمیں اتنی اہمیت کیوں دے رہی ہے؟"

"اسے کان کھانے دو، توجہ ہی مت دو۔ فضول باتیں کرنے والوں کو یوں بھی گھاس نہیں ڈالنا چاہیے۔ وہ ایک شکم سیر عورت ہے اور جب انسان شکم سیر ہوتا ہے تو پھر اسے دور کی سوجھتی ہے سو اسے بھی دور کی سوجھی ہے۔"

"ہاں ہو سکتا ہے میرا خیال غلط ہو۔"

"اس کے علاوہ چیف ہمیں خطرہ کس بات کا ہے کون ہم سے کیا لے سکتا ہے۔ باقی رہے دوسرے معاملات تو۔" ہراتا خاموش ہو گیا۔ دو سفید فام لڑکیاں مسکراتی ہوئی اندر داخل ہو گئی تھیں۔

"مہمانوں کو پرنس اینڈریا طلب کرتی ہے۔"

"چلو چیف۔" ہراتا مسکراتا ہوا بولا۔ اور ہم دونوں اٹھ کر ان کے ساتھ چل پڑے۔ لڑکیاں ہمیں لیے ہوئے ایک دروازے پر پہنچ گئیں اور پھر انہوں نے دروازے سے اندر جانے کا اشارہ کیا اور ہراتا نے دروازہ کھول دیا۔

ماحول بے حد پراسرار تھا۔ درختوں میں الیکٹرک مشعلیں روشن تھیں۔ جو جلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں ان میں شعلے بھڑک رہے تھے۔ خونخوار جنگلی جانوروں کے مجسمے جگہ جگہ ایستادہ تھے، ایک سیاہ رنگ کا ہیبت ناک مجسمہ ایک طرف نصب تھا۔ جس کی آنکھیں روشن تھیں۔ غرض عجیب و غریب ماحول پیدا کیا گیا تھا اور اس ماحول کو ترتیب دینے میں معمولی وقت اور پیسہ نہ خرچ ہوا ہو گا۔ جبکہ بقول اینڈریا کے وہ حال ہی میں یہاں آئی تھی۔

ہمیں لانے والی خادمائیں باہر ہی رک گئی تھیں اور اس ویران اور ہیبت ناک ماحول میں ہم تنہا تھے۔ ہراتا دلچسپی سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اور پھر اس نے سحر زدہ انداز میں کہا۔ "چیف! کیا ہم افریقہ کے کسی پراسرار خطے میں نہیں کھڑے ہیں۔"

"بڑا حسین ماحول پیدا کیا گیا ہے ہراتا۔"

"کیا صرف ہمارے اعزاز میں؟" ہراتا نے سوال کیا۔

"کیا کہا جا سکتا ہے!"

"اینڈریا واقعی پرنس ہے اگر اس نے صرف اپنے مہمانوں کے لیے یہ اہتمام کیا ہے تو معمولی بات لگتا ہے یا پھر کچھ بھی ممکن ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیا؟"

"ممکن ہے وہ کنٹریکٹ کرنے کے لیے اپنے گھر پر کوئی شو کرنا چاہتی ہو۔ ایسے اعلیٰ فنکار خرچ بھی خوب کرتے ہیں اور کماتے بھی خوب ہیں۔"

"اوہ۔" میں نے ایک گہری سانس لی میرا خیال تھا کہ ہراتا کوئی اور خاص بات کہنا چاہتا ہے لیکن عورت جب ذہن پر سوار ہوتی ہے تو انسان کبھی کوئی خاص بات نہیں کہہ سکتا۔ چنانچہ اس وقت ہراتا سے بھی یہ امید فضول تھی۔

تبھی اچانک کسی طرف سے اچانک ایک آواز ابھری۔ بھدی آواز۔ اور ہم دونوں چونک پڑے پھر یہی آواز دوسری طرف سے بھی آئی تھی۔ ہماری گردنیں آواز کے ساتھ گھوم گئیں لیکن پھر یہ آواز ہمارے عقب سے ابھری۔

بڑی پراسرار کیفیت تھی۔ ہراتا نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ "یہ آوازیں کیسی ہیں چیف؟"

"کیا مطلب؟"

"افریقی ڈھول جو درختوں کے تنوں سے بنائے جاتے ہیں۔" میں نے جواب دیا اور ہراتا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"قابل تحسین ہے اینڈریا جس نے ہمارے لیے اس قدر اہتمام کیا۔" وہ بولا۔ پراسرار آوازیں اب تیز ہوتی جا رہی تھیں لیکن وہ کسی ایک سمت سے نہیں آ رہی تھیں بلکہ درختوں کے مختلف حصوں سے آ رہی تھیں نجانے کتنے آدمی یہاں چھپے ہوئے تھے۔ ہیبت ناک بت کے پیچھے اچانک تیز روشنی پھیل گئی۔ بہت ہی تیز روشنی تھی اور بجلی کے ذرائع سے ہی پیدا کی گئی تھی لیکن بجلی پیدا کرنے کا انداز خاص دلکش اور دلچسپ تھا۔ روشنی بڑھتی چلی گئی اور ہماری نگاہیں اس روشنی پر مرتکز رہیں۔ تب ایک جھماکا سا ہوا۔ اور بت کے پیچھے سے اینڈریا برآمد ہوئی لیکن ایسے لباس میں جسے دیکھ کر آنکھوں میں چکاچوند پیدا ہو جاتی تھی۔

جھلملاتا ہوا لباس جو چمکیلی پٹیوں سے بنایا گیا تھا اس قدر مختصر تھا کہ جسم کا ایک ایک عضو صاف ظاہر ہو رہا تھا جسم کے کسی حصے کو مکمل طور پر ڈھکنے کی کوشش نہیں کی گئی تھی۔ اینڈریا کے سیاہ لمبے بالوں پر پھولوں کا ایک تاج بنایا گیا تھا اور اس تاج کے درمیان سیاہ رنگ کا ایک حسین پتھر جگمگا رہا تھا۔ چہرے پر مختلف رنگ بکھرے ہوئے تھے اور ہاتھوں پر بھی اسی انداز میں..... گل کاری کی گئی تھی۔ ایک عجیب سی وحشت خیز شکل تھی اس کے باوجود بھی دلکش نظر آ رہی تھی۔ وہ تھرکنے کے سے انداز میں آہستہ آہستہ آگے بڑھتی رہی اور ساز کی آواز تیز ہوتی جا رہی تھی۔ آہستہ آہستہ ڈھول کی آواز تیز ہوتی گئی۔ اینڈریا کے تھرکنے کے انداز میں تیزی آتی گئی اب وہ مکمل طور پر ہمارے سامنے تھی۔ اس کے ہونٹوں پر شدید قسم کی پراسرار سی مسکراہٹ تھی۔ طوفانی رقص شروع ہو گیا۔ وہ رقص جس کے بارے میں صرف سنا تھا کہ افریقہ کے وحشی قبائل کے لوگ اس قدر ہیجان خیز رقص کرتے ہیں لیکن آج وہ رقص ہمارے سامنے تھا۔ اینڈریا کا چمکیلا بدن۔ عجیب غریب انداز میں تھرک رہا تھا اس کے جسمانی نقوش کی لرزشیں بھی بے حد ہیجان خیز تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بدن کی پھرتی بھی۔

ہراتا کی آنکھوں میں تو عجیب سی چمک پیدا ہو گئی تھی میں بھی اینڈریا کے اس رقص میں محو ہو گیا اور چند لمحات کے لیے میرے ذہن سے ساری باتیں نکل گئیں۔ اینڈریا کا رقص آہستہ آہستہ تیزی اختیار

کرتا جا رہا تھا حالانکہ ہر لمحے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے بدن کی پھرتی اس سے زیادہ نہیں ہو سکے گی اور یہ اس کا آخری ہو گا لیکن ہر لمحے یہ خیال غلط ثابت ہوتا جا رہا تھا کیونکہ اینڈریا کے بدن کی جنبش تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی۔ ہراتا نے میرے بازو پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ میں نے چونک کر اسے دیکھا لیکن وہ رقص میں محو تھا میں حیران اس شخص پر بھی تھا اس سے پہلے لوگ مجھ پر حیران ہوا کرتے تھے لیکن اب میں ہراتا پر حیران تھا۔

اس کے انداز سے کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اب سے کچھ وقفے قبل یہ شخص ایک شرمیلا سا نروان تھا لیکن اب اس کے چہرے پر ایسی کیفیات تھیں جیسے وہ کوئی ضرورت سے زیادہ عیاش شخص ہو یا کسی تماشاگاہ میں موجود ہو۔

اینڈریا کا پراسرار رقص جاری تھا اور بلاشبہ حیرت انگیز رقص تھا' وہ اب اس انداز میں تھرک رہی تھی کہ اس کے بدن کے حصے پر نگاہ جمائی نہیں جا سکتی تھی بس ایک ہیولا تھا جو برقی قوت سے متحرک تھا۔ انسان کے جسم میں اتنی تیزی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ میں نے بہت سارے رقص خانوں میں رقص دیکھا تھا ان میں جنگلی رقص بھی پیش کئے گئے تھے لیکن اتنا شدید اور ہیجان خیز رقص میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔

ڈھول اور نقاروں کی آواز اب بہت زیادہ تیز ہو گئی تھی۔ اور اینڈریا اس لے کے ساتھ ساتھ ناچتی جا رہی تھی تقریباً" بیس منٹ تک اینڈریا رقص کرتی رہی۔ اس کا ہر لمحہ شدید سے شدید تر تھا۔

اور پھر اچانک ڈھول ساکت ہو گئے اور اینڈریا خاموش ہو گئی۔ وہ جس انداز میں ساکت ہوئی تھی اسی انداز میں کئی منٹ تک ساکت کھڑی رہی اسکا پورا بدن پسینے میں ڈوبا ہوا تھا اور اس طرح چمک رہا تھا جیسے کوئی نقرئی ہیولا ہو۔ میں اور ہراتا متعجبانہ انداز میں اسے دیکھ رہے تھے۔ پھر وہ آگے بڑھی اور دلکش انداز میں چلتی ہوئی ہمارے نزدیک پہنچ گئی۔

"مہمانوں کی آمد کا پہلا تحفہ۔" اس نے پراسرار انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

اس وقت اس کی آنکھوں میں ایک عجیب نشے کی سی کیفیت تھی بالکل بدلی بدلی سی آنکھیں تھیں ایک۔ نجانے کیسا انداز تھا۔ اچانک ہیبت ناک بت کے پیچھے ایک اور تیز جھماکا ہوا۔ اور اچانک جوزینا بھی نکل آئی۔ اینڈریا ایک طرف ہٹ گئی تھی اب جوزینا اسی پوزیشن میں تھی جس میں کچھ دیر قبل اینڈریا تھی۔

ڈھول کی آوازیں پھر بلند ہونے لگیں اور جوزینا کا رقص شروع ہو گیا اور اس کے بعد تو حیرت کرنے کی گنجائش تھی ہی نہیں۔ جوزینا اینڈریا سے کہیں آگے تھی۔ وہ تو اتنے وحشیانہ انداز میں رقص کر رہی تھی کہ یوں لگتا تھا جیسے اس کا عضو عضو ابھی ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر جائے گا۔

میں اور ہراتا پھر محو ہو گئے لیکن اب اینڈریا بھی ہمارے ساتھ ہی رقص دیکھنے والوں میں شامل ہو گئی تھی گویا ہم تین تماشائی تھے۔ جوزینا کا رقص بھی تقریباً" پچیس تیس منٹ تک جاری رہا اور احساس بھی نہ ہو سکا کہ کب اس کا رقص ختم ہوا۔ لیکن بلا کسی شبہ کے جوزینا رقص میں اینڈریا سے بہت آگے تھی۔

لیکن بالآخر رقص ختم ہو گیا۔ ڈھول رک گئے جوزینا بھی ہمارے نزدیک پہنچ گئی۔ جنگلی میک اپ میں دونوں بہنیں ایک ہی شکل کی محسوس ہو رہی تھیں لیکن جوزینا اس وقت کچھ زیادہ ہی قیامت خیز محسوس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو رہی تھی اس کا چہرہ تمتما رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کی کیفیت کچھ اس طرح تھی کہ اس سے براہ راست آنکھیں ملانا بڑا ہی مشکل تھا۔ تب وہ دونوں آہستہ سے جھکیں اور اینڈریا نے کہا۔

"دوسرا آئٹم، لیکن اس کے لیے ہمیں کچھ وقت درکار ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے آہستہ سے کہا اور وہ دونوں پھر اس مجسمے کے پیچھے چلی گئیں۔ ہراتا پاگلوں کے سے انداز میں مجسمے کو گھور رہا تھا۔ میں نے اسے جھنجھوڑا۔

"تم تو بالکل ہی محو ہو گئے ہراتا۔"

"چیف! کیا تم ہوش میں ہو؟"

"نہیں۔ بلاشبہ اتنا اچھا رقص میں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا؟" میں نے جواب دیا۔

ہمیں انتظار نہ کرنا پڑا۔ اور اینڈریا اور جوزینا ایک ساتھ برآمد ہوئیں اب وہ جدید ترین لباس میں ملبوس تھیں اور درختوں کے پیچھے سے سیاہ فام وحشی بھی نکلنے شروع ہو گئے۔ یہ لوگ جنگلی لباس میں ملبوس تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مختلف ساز تھے۔

سیاہ فاموں نے ساز بجانا شروع کر دیئے اور اینڈریا اور جوزینا اس ساز پر رقص کرتی رہیں۔ دیر تک یہ رقص جاری رہا۔ گو اس رقص میں پہلے جیسی دلکشی نہیں تھی اور مقامی انداز ہونے کی وجہ سے اس میں کوئی خاص خوبی بھی نہیں تھی لیکن بہرصورت وہ دونوں رقص کر رہی تھیں۔

تب میں آگے بڑھا اور میں نے ایک سیاہ فام نوجوان سے جس کے ہاتھ میں جدید طرز کی گٹار تھی۔ میں نے گٹار اس کے ہاتھ سے لے لی الیکٹرک گٹار تھی۔ میں نے اسے بجانا شروع کیا۔ اینڈریا اور جوزینا میرے ہاتھ میں گٹار دیکھ کر رک گئی تھیں۔ انہوں نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور میں نے ہنس کر ایک دھن چھیڑ دی۔ یہ دھن افریقی انداز ہی کی تھی لیکن میں اس میں اسپینش اور فرانسیسی انداز شامل کر رہا تھا۔ تمام سیاہ فام رک کر میری گٹار کی دھن کو سنتے رہے، وہ سب کافی متاثر نظر آ رہے تھے۔ میں گٹار بجاتا رہا۔ تب جوزینا آگے آئی اور رقص کرنے لگی۔ یہ کمبینیشن بھی بہت تھا۔ جوزینا ناچتی رہی اور اس کی دیکھا دیکھی اینڈریا بھی آگے بڑھ آئی تھی۔ وہ کافی دیر تک میری گٹار کی پر رقص کرتی رہی۔

دیر تک جوزینا میرے گٹار پر رقص کرتی رہی۔ ہراتا بھی میری ہی جانب دیکھ رہا تھا اور پھر یہ دور بھی ختم ہو گیا۔ تب ہراتا سامنے آ گیا۔ اس نے میرے شانے پر ہاتھ رکھا اور بولا۔

"واہ۔ بہت کچھ دیکھا۔ بہت کچھ دیکھا چیف! اتنا دیکھا کہ کچھ اور دیکھنے کی تاب نہیں رہی۔"

"کیوں کیا ہوا؟"

"یعنی وہ ہاتھ جو دوسروں کو تگنی کا ناچ نچاتے ہیں۔ گٹار پر بھی اسی انداز میں چل سکتے ہیں، یہ تو بڑی بات ہے۔" جوزینا اور اینڈریا بھی میرے نزدیک آ گئیں۔ اینڈریا بڑی دلکش نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔

"بہت خوب بجاتے ہو مسٹر برونو، بہت خوب بجاتے ہو۔"

"شکریہ مس اینڈریا۔" میں نے جواب دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے؟"

"جو آپ پسند کریں؟"

"میرے ساتھیوں کا کہنا ہے کہ ایک آخری آئٹم اور پیش کر دیا جائے اور اس کے بعد مکمل پروگرام ختم۔" اینڈریا مسکراتی ہوئی بولی۔

میں نے قرب و جوار میں کھڑے سازندوں کی جانب دیکھا چھ آدمی تھے۔ سب کے سب سیاہ فام تھے۔ اس وقت کوئی سفید فام موجود نہیں تھا تب میں نے پرنس اینڈریا کی جانب دیکھا اور کہا۔

"ضرور پرنس اینڈریا اس میں کیا حرج ہے آپ کا یہ دلکش رقص تو بہت ہی مسحور کن ہے۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہمیں اتنا اعلیٰ ریسپشن ملے گا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ آخری رقص آپ کی توقع کے بالکل خلاف ہو گا۔ مسٹر برونو۔" اینڈریا نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ اس کا میں نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔

"تب ہم شدت سے اس کا انتظار کریں گے۔" میں نے جواب دیا۔

"دراصل یہ رقص ہمارا قومی رقص ہے۔" اینڈریا نے کہا۔

"اوہو۔ تب تو اس میں اور بھی حسن ہو گا۔"

"ہاں۔ ایسا حسن جو آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"مجھے یقین ہے مس اینڈریا۔" میں نے جواب دیا۔

"لیکن اس کے لیے بھی ہمیں چند ساعت کی اجازت چاہیے۔" اینڈریا نے کہا۔

"ہاں ہاں ضرور۔" میں نے کہا اور وہ دونوں واپس چلی گئیں۔

"ہراتا یہاں تو واقعی بڑا لطف آیا ہے۔" میں نے ہراتا سے کہا۔

"تم تو کچھ اور ہی سوچ رہے تھے۔"

"نہیں ہراتا ایسی کوئی بات نہیں تھی۔"

"پھر کیا تھا چیف؟"

"بس ہراتا۔ میں نے کہا نا میرے اندر کچھ ایسی عادتیں پیدا ہو گئی ہیں کہ میں ہر چیز کو شبہ کی نظر سے دیکھتا ہوں۔"

"بہرحال چیف! میں تمہارے بارے میں عجیب و غریب احساسات رکھنے لگا ہوں۔"

"وہ کیا؟"

"یہی کہ تم بھی کوئی زمینی مخلوق نہیں ہو بلکہ کسی اور سیارے سے آئے ہو جہاں انسانوں جیسی مخلوق ہیں۔ اور وہ انسان زمین کے انسانوں سے بہت زیادہ مختلف ہیں۔ بلکہ حیرانی کی بات ہے کہ تم جو میدان جنگ میں ایک خطرناک لڑاکا اور ذہنی جنگ کے میدان میں ایک ذہین ترین انسان ہو اس قسم کے انسان اتنا خوبصورت گٹار بھی بجا سکتے ہو۔ میں نے تو کبھی سوچا بھی نہ تھا۔"

"بہرصورت ہراتا ساری چیزیں انسانی ضروریات میں سے ہوتی ہیں ہر شخص حسِ لطیف بھی رکھتا ہے بشرطیکہ اگر اسے ابھرنے کا موقع بھی ملے۔"

"مگر تمہارے جیسے انسان کے لیے تو یہ بات بڑی حیرت انگیز ہے۔" ہراتا مسکرا کر بولا۔ "تم بھی تو میرے لیے حیرت انگیز ہو۔"

"کیوں چیف؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم نے اپنے انداز اپنے اطوار کو جس انداز میں تبدیل کیا ہے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اب تو یوں لگتا ہے میں تمہارے آگے طفل مکتب ہوں۔" میں نے کہا اور ہراتا ہنستے ہوئے کہنے لگا۔

"ارے نہیں نہیں چیف۔ ایسی بات نہیں ہے۔"

سازندے اب بھی اسی طرح کھڑے تھے۔ ان کی نگاہیں مجھ پر جمی تھیں اور وہ مکمل طور پر خاموش تھے۔ تب وہی عمل دوبارہ شروع ہوا یعنی بت کے عقب میں روشنی نمودار ہونے لگی۔ پھر جوزیتا اور اینڈریا اپنے وحشیانہ لباس میں تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ نمودار ہوئیں۔ سازندے ساز رکھ کر ساکت ہوگئے تھے اب کسی بھی ساز کی آواز بلند نہیں ہو رہی تھی۔

جوزیتا کے ہاتھوں میں ایک تھال تھا جس پر ایک انسان کی کھوپڑی رکھی ہوئی تھی۔ اس کھوپڑی کے گرد مومی شمع روشن تھی اور ایک عجیب سی خوشبو ان سے ابھر رہی تھی۔ ماحول کچھ اور پراسرار ہوگیا جوزیتا آہستہ آہستہ آگے آئی اور پھر اس نے تھال بت کے قدموں کے نیچے رکھ دیا۔ جوزیتا اور اینڈریا دونوں کے چہرے بےحد پراسرار نظر آ رہے تھے پھر ان دونوں نے بت کے سامنے ہاتھ جوڑے اور سجدے میں گر گئیں۔ چند ساعت اسی مانند خاموشی سے گزر گئے۔ ایک وحشی نوجوان نے اچھلنا کودنا شروع کر دیا تھا۔ تیز پراسرار آواز فضا میں بلند ہو رہی تھی۔ مجھے صرف یہ حیرت تھی کہ یہ آواز باہر کیوں نہیں جا رہی۔ تب جوزیتا اور اینڈریا سجدے سے اٹھ گئیں۔ ان کی آنکھیں بےحد بھیانک لگ رہی تھیں۔ ایسی سرخ اور ایسی خوفناک اور سرد آنکھیں جیسے آنکھوں کی جگہ یاقوت جگمگا رہے ہوں۔ انہوں نے خونی انداز میں ہم دونوں کی جانب دیکھا اور پھر ہم نے محسوس کیا کہ سازندے اپنی جگہ بدل رہے ہیں۔ سازندے ایسے انداز میں کھڑے ہوگئے جو ذرا مشکوک تھا۔ تب جوزیتا نے اپنا رخ بت کی جانب کر لیا اور آہستہ آہستہ اس کے سامنے جھک گئی اینڈریا بھی یہی عمل دہرا رہی تھی۔ تب جوزیتا کی آواز ابھری۔

"مقدس تابانہ تو جانتا ہے کہ انکوبونا ہمارا روحانی پیشوا تھا۔ اس نے ہمیں روشنی کی راہ دکھائی۔ اس کے افعال جو کچھ بھی تھے ظاہر ہے اس کے بارے میں وہی بہتر سمجھتا ہوگا۔ لیکن انکوبونا کو ہم سے چھیننے والے ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ہمیں قوت دے ہمیں طاقت دے کہ ہم ان کی گردنیں تیرے سامنے رکھ سکیں تاکہ انکوبونا کا انتقام پورا ہو۔"

"جوزیتا کے لہجے میں اس قدر سفاکی تھی کہ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور اس کے الفاظ میرے ذہن پر ہتھوڑے کی طرح پڑ رہے تھے۔ پھر اچانک ایک خوفناک غراہٹ سنائی دی۔ ہم نے پلٹ کر دیکھا تو چھ سیاہ فام وحشی ہاتھوں میں لمبے لمبے خنجر لیے ہوئے کھڑے تھے۔ ان کے انداز میں خوفناک دشت تھی۔ ویسے ہی خنجر ان دونوں لڑکیوں کے پاس بھی تھے۔ شاید یہ خنجر بت کے قدموں تلے چھپے ہوئے تھے۔"

"ہراتا!" میں نے ہراتا کو پکارا۔

"چیف!" ہراتا کی آواز میں لغزش تھی۔

"تم نے دیکھا؟"

"مم مگر میں سمجھ نہیں سکا چیف!"

"انکوبونا ہوریشو کا دوسرا نام تھا اور ہوریشو ان لوگوں کا روحانی پیشوا تھا۔"

"اوہ گویا۔" کوئی کھیل شروع ہو رہا ہے چیف!"

"ہاں ہراتا اور ممکن ہے یہ کھیل ہمارے لیے خاصا دشوار کن ہو۔"

"چیف اس کا مطلب ہے ہم جال میں پھنس گئے۔"

"ہاں ہراتا۔ لیکن یہ ہوریشو کے لوگ ہیں۔ دشمن کے ساتھی بہرصورت دشمن ہی ہوتے ہیں اور میں ذرا بھی ہراساں نہیں ہوں یہ الگ بات ہے کہ ہمیں ان لوگوں سے ذرا تیز جنگ کرنا ہوگی۔"

"میں تیار ہوں چیف! ظاہر ہے جب ہم رنگ و بو کی اس محفل سے لطف اندوز ہو رہے تھے تو ہمارے ذہن میں یہ خیال بھی تھا کہ ہمیں رزم کی باتیں بھی کرنا ہیں، ہمیں رزم بھی دیکھنا ہیں اور اب جبکہ یہ ہول سامنے آ ہی گیا ہے تو پھر فکر کیسی؟" ہراتا نے میری پشت سے پشت ملالی اور کھڑا ہوگیا

تب میں نے اینڈریا کو مخاطب کیا۔

"اینڈریا! میں کچھ عجیب سی کیفیت محسوس کر رہا ہوں، کیا تم مجھے اس کے بارے میں بتا سکو گی؟"

"بکواس بند کرو۔ میرا نام اینڈریا نہیں ہٹیانا ہے اور یہ میری بہن نونکا ہے۔ ہم دونوں مقدس پیشوا انکوبونا کے خادم خاص ہیں۔ اور جب ہمیں روحانی ذریعے سے پتہ چلا کہ ہمارا روحانی پیشوا ہمارا مقدس باپ ختم ہوگیا ہے تو ہم نے رہنمائی طلب کی ان نگاہوں سے جو تیز دیکھنے والی ہیں اور ان کی روشنی کے سہارے ہم یہاں تک پہنچ گئے تمہیں تعجب ہوگا کہ اس سے قبل ہم نے جدید دنیا نہیں دیکھی تھی لیکن ان تیز دیکھنے والی نگاہوں نے ہماری رہنمائی کی اور ہمیں روحانی طور پر تم سے ملایا۔ ان نگاہوں نے تو ہمیں روحانی سبق دیتی ہیں۔ مایوسی نہ ہوئی۔ تب تم روشنی میں آئے۔ ان نگاہوں کی جنہوں نے ہمیں یہاں تک پہنچایا ہے اور ہم نے جانا کہ وہ تم ہو جنہوں نے ہمارے روحانی پیشوا ہمارے انکوبونا کو قتل کیا ہے تو اب تم کیا سمجھتے ہو کیا تمہارا خیال ہے ہم تمہیں معاف کرنے کے لیے یہاں لائے ہیں۔ بےوقوف انسانو! تم نے انکوبونا کو قتل کرنے سے پہلے یہ کیوں نہ سوچا کہ انکوبونا ایک قبیلے کا روحانی پیشوا ہے" اینڈریا وحشت خیز لہجے میں بولی۔

"تو اب تم کیا چاہتی ہو؟"

"تمہاری گردنیں۔"

"اوہ۔" میں نے ہونٹ سکوڑے۔

"تم دیکھ رہے ہو نا ـــــ" اس تھال میں ایک کھوپڑی رکھی ہوئی ہے یہ کھوپڑی یاگاتا کی ہے اور یاگاتا کی کھوپڑی جب قبر سے باہر آتی ہے تو اپنے ساتھ بہت سارے سر لے کر قبر میں دوبارہ جاتی ہے اور یہی اس کا ہمیشہ سے اصول رہا ہے۔"

"اوہ، تو یہ بھی ممکن ہے اینڈریا کہ یہ سر تمہاری کھوپڑیاں لے کر ہی قبر میں جائے۔" میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں ہمیں علم ہے کہ تم فنون جنگ میں یکتا ہو ورنہ انکوبونا تمہارے ہاتھوں مارا نہ جاتا۔ لیکن یہ جو لائے ہیں ان کی حفاظت وہ نگاہیں کر رہی ہیں جو تیز دیکھتی ہیں اور مسحور کر دیتی ہیں ان کو جو ان کے مقابل آئیں۔"

"کیا تمہیں یقین ہے اینڈریا؟" میں نے پھر مضحکہ خیز انداز میں سوال کیا

"ہاں اس کرشمہ کو تم جلد دیکھو گے۔" اینڈریا نے دانت پیس کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اوہ پرنسس اینڈریا! تم جتنی خوبصورت ہو اتنی ہی خطرناک بھی۔ لیکن تمہیں شاید اس کا اندازہ نہیں کہ جن لوگوں سے تمہارا واسطہ پڑا ہے انہی کے ہاتھوں تمہارا روحانی پیشوا ہلاک ہوا ہے اور وہ کم نہیں تھا ہم سے اور تمہارے ان سارے ساتھیوں سے' تو آؤ اور لے جاؤ ان کی کھوپڑیاں اور دفن کر دو یاگاتا کی قبر میں۔" ہراتا نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

اس کے انداز میں بچوں کی سی خوشی تھی اور لہجے میں ایک عجیب سی کھنک۔ تب اس نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کیے اور اپنے مخصوص انداز میں کھڑا ہو گیا۔ اینڈریا اور جوزینا انہوں نے اپنے جو نام بھی بتائے تھے اپنے طور پر بت کے دونوں طرف کھڑی ہو گئیں۔ اور ہم نے بھی محسوس کیا کہ بت کی آنکھوں کی روشنیاں کچھ اور تیز ہو گئیں۔ یہ روشنیاں عجیب تھیں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی اور سلا دینے والی۔ سو ہم نے نگاہیں اٹھا لیں ان کی جانب سے۔ تب ہراتا نے کہا۔ "مقدس بوسو میں تیرا عہد توڑ چکا ہوں لیکن تیرا دیا ہوا فن ایک بار پھر استعمال کر رہا ہوں' اگر تو چاہے تو اس فن کو مجھ سے چھین لے اور مجھے ان کے ہاتھوں ہلاک کرا دے۔ میری طرف سے تجھے کھلی اجازت ہے کیونکہ زندگی اور موت میرے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔"

ہراتا کا چہرہ اس قدر بگڑ گیا تھا کہ اب اس کی جانب دیکھنا بھی دشوار محسوس ہو رہا تھا۔ میں نے وحشیوں کے چہروں پر سراسیمگی سی محسوس کی۔ تب ہراتا نے انتظار نہ کیا اور اچھل کر ان پر جا پڑا۔ خنجر اس کی جانب لپکے تھے۔ لیکن پھر یہ نہ پتہ چل سکا کہ ان کے ہاتھ کس طرح ہراتا کے ہاتھوں میں آ گئے۔ ہراتا نے الٹی قلابازی کھائی۔ اور سامنے سے ایک بھیانک چیخ سنائی دی۔ جس چہرے پر اس نے دونوں لاتیں ماری تھیں وہ بالکل ہی بدل گیا تھا۔ اس کے جبڑے ٹوٹ کر گردن سے باہر نکل آئے تھے اور اب وہ چہرہ گوشت کے ایک لوتھڑے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ پھر میں تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ ہراتا نہ جانے کون کون سے کرتب دکھا رہا تھا۔ وہ اچھل اچھل کر ان لوگوں پر حملہ کر رہا تھا۔ جبکہ سیاہ فاموں کے خنجر ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے لیکن ہراتا ان کے سامنے سے صاف نکل جاتا اور ان میں سے ایک نہ ایک ڈھیر ہو جاتا۔ میرے تو ہاتھ پاؤں ہل بھی نہ سکے اور ہراتا نے چند ساعت کے بعد ان سارے سیاہ فاموں کو موت کی نیند سلا دیا۔ اینڈریا اور جوزینا پریشان سی نگاہوں سے ہمیں دیکھ رہی تھیں۔ تب میں نے متحیرانہ انداز میں ان سے پوچھا۔

"اب میں کیا کروں پرنسس اینڈریا۔ میرا خیال ہے میں ان دونوں سے نمٹ لوں گا۔"

"نہیں چیف ان میں سے ایک میری ہے۔" ہراتا کی پھنکار سنائی دی عجیب و غریب انسان تھا بھی۔ اس خوفناک ماحول میں بھی اس کے لہجے کی وہ شوخی اور انداز نہیں گیا تھا۔ جو اس کے اندر پیدا ہوا تھا۔ چھ لاشیں زمین پر پڑی ہوئی تھیں جوزینا اور اینڈریا تھر تھر کانپ رہی تھیں۔ تب ہم دونوں کھڑے ہو گئے۔

"یہ کیا ہوا۔ کیا تمہارا یاگاتا انہی کی کھوپڑیاں چاہتا تھا۔" ہراتا نے پوچھا "اور کیا تمہیں اندازہ نہیں کہ تمہارا روحانی پیشوا اتنا معمولی انسان نہیں ہے کہ جس کے ہاتھوں قتل ہو جائے اسے صرف چھ آدمی زیر کر سکیں نہیں نہیں افریقہ کی بیٹیو! تم نے غلطی کی تمہیں کم از کم ساٹھ آدمی لانا چاہئیں تھے۔ تب ممکن تھا تم ہماری گردنیں لے جاتیں لیکن اب افسوس چیف افسوس' ان لوگوں کے ساتھ جو سلوک ہو گا کیا تم اب دیکھنے والوں میں ہو گے۔"

"صرف دیکھنے والوں میں؟" میں نے آنکھیں نکالیں۔

"نہیں نہیں چیف میرا مطلب یہ ہے کہ ہاں ٹھیک ہی تو کہا تم نے' انسان بڑا خود غرض ہوتا ہے' دیکھنے والوں میں نہیں تم تو اس پورے کھیل کے کھلاڑی ہو گے۔" ہراتا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور اس کا فیصلہ تم کر رہے ہو ہراتا۔" میں نے کہا۔

"نہیں چیف سوری۔" ہراتا نے جواب دیا اور میں دونوں لڑکیوں کی جانب دیکھنے لگا۔ ان کے چہروں پر سراسیمگی کے آثار تھے خاصی پریشان نظر آ رہی تھیں وہ۔ تب میں نے ایک گہری سانس لی اور ہراتا کی جانب دیکھنے لگا۔

"پھر اب ہراتا۔"

"بس چیف اپنے اپنے شکار کو دبوچ لو۔ سوچنے کی کیا ضرورت ہے۔" ہراتا نہایت اوباشانہ لہجے میں بولا۔

"ترتیب وہی رہے گی۔" میں نے پوچھا۔

"جو دل چاہے چیف۔ اب تو تم جانتے ہو مسئلہ ہی دوسرا ہے۔" ہراتا نے کہا اور دوسرے لمحے وہ لڑکیوں کی جانب جھپٹا۔

میں نے ہراتا کے انداز میں بڑی وحشت اور درندگی دیکھی تھی۔ حالانکہ اب تو وحشیوں کا دور ختم ہو چکا تھا۔ پہلے لوگ مجھ پر حیرت کرتے تھے لیکن اب ایک ایسی شخصیت سامنے آ گئی تھی جس پر میں حیرت زدہ تھا یعنی ہراتا۔ اس سے قبل یہ شخص کتنا معصوم کتنا بے ضرر تھا لیکن اب وہ کیا بن گیا تھا۔

ہراتا نے اینڈریا کو اپنے بازوؤں میں اٹھا لیا جبکہ جوزینا پر قابو پانے کے لیے مجھے جدوجہد نہ کرنا پڑی۔ ہم نے اس کا بازو پکڑا اور اس نے گردن جھکا دی۔ ہراتا اینڈریا کو لے کر نجانے کہاں چلا گیا لیکن جوزینا میرے ساتھ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ایک کمرے میں آ گئی۔ تب میں نے اسے ایک کرسی پر بٹھا دیا۔

"میں تمہارے ساتھ وہ سخت سلوک نہیں کروں گا جو میرا دوست تمہاری بہن اینڈریا کے ساتھ کرے گا۔ لیکن میں تم سے کچھ سوالات اور معلومات ضرور حاصل کروں گا۔" میں نے سوال کیا اور وہ سوالیہ انداز سے مجھے دیکھنے لگی۔

"کیا تم واقعی زبان نہیں بول سکتیں؟"

"تھوڑی سی بول سکتی ہوں۔" اس نے اٹک اٹک کر کہا۔

"ٹھیک ہے میرا کام چل جائے گا۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ ہوریشو کے ساتھ تمہاری کیا قرابت تھی؟"

"وہ ہمارا روحانی پیشوا تھا اور ہم صرف ایک روحانی حکم کے تحت یہاں تک آئے تھے۔ اینڈریا اس سے قبل بھی تہذیب یافتہ ملکوں کا دورہ کر چکی ہے میں نے جدیدیت اسی سے اپنائی ہے' وہ ہوریشو کی ذہنی غلام ہے' اس کی موت کے بعد اس کے ذہن میں ہوریشو کے قاتلوں سے انتقام لینے کا جذبہ پیدا ہو گیا اور اسی وجہ سے اس نے تم سے انتقام لینے کا فیصلہ کیا اور اس سلسلے میں تم یقین کرو ہماری رہنمائی کی گئی۔"

"کس نے کی؟" میں نے سوال کیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اسی مقدس ہستی نے جو یاگانا کہلاتی ہے۔"
"لیکن تم نے دیکھا کہ تمہیں شکست ہوئی اور تمہاری وہ مقدس ہستی ہمیں ختم کرنے میں کس طرح ناکام رہی' کیا تمہاری مقدس ہستی نے تمہیں یہ نہیں بتایا تھا کہ تم ناکام رہو گی۔"
"میں کچھ نہیں جانتی۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتی۔" جوزینا نے جواب دیا۔ اور دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپالیا۔
میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس لڑکی سے کیا سلوک کروں۔ ظاہر ہے ہراتا نے تو جو سوچا تھا پر میں اسے کیسے روک سکتا تھا لیکن میں بذات خود اسقدر وحشی اور درندہ نہیں بن سکتا تھا چنانچہ میں نے اس کا شانہ تھپتھپایا اور آہستہ سے کہا۔
"میں تمہارے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہیں کروں گا جو وحشیانہ ہو لیکن تمہاری بہن کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ ہوریشو مارا جاچکا ہے اور تم نے دیکھا تمہارے آدمی بھی ہمیں مارنے میں ناکام رہے۔ اگر تم کوئی مزید کوشش کرو گی تو تمہیں اس میں ناکامی ہوگی۔ فی الحال اب تم اپنے لیے کون سا راستہ متعین کرو گی؟"
"میں نہیں جانتی۔" جوزینا آہستہ سے بولی۔
"نہیں جاننا پڑے گا لڑکی' تمہاری زندگی چونکہ میرے سپرد ہے اور میں تمہیں قتل کرنا پسند نہیں کروں گا۔ لیکن تمہاری بہن اینڈریا۔ میرا خیال ہے ہراتا اسے کسی قیمت پر زندہ نہیں چھوڑے گا۔"
"اوہ نہیں نہیں۔ میں تو یہاں بالکل بے یارومددگار رہ جاؤں گی۔" جوزینا نے روتے ہوئے کہا اور میں افسوس سے گردن ہلانے لگا۔ بلاشبہ مجھے دکھ ہوا تھا لیکن میں ہراتا کو اس کے کسی اقدام سے نہیں روک سکتا تھا۔
اور پھر تقریباً" ایک گھنٹے کے بعد ہراتا نے میرے کمرے کے دروازے پر دستک دی اور میں نے دروازہ کھول دیا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔
"اوہ چیف' میں نے ناوقت مداخلت تو نہیں کی؟"
"نہیں۔"
"کہاں ہے؟"
"اندر ہے۔"
"زندہ ہے؟" ہراتا نے تعجب سے پوچھا۔
"ہاں۔"
"اوہ کیوں؟ تم نے اسے قتل نہیں کیا؟"
"نہیں۔"
"کیوں؟"
"میں نے اسے قتل نہیں کیا ہراتا۔ کیونکہ بہر حال وہ اینڈریا کی محکوم تھی۔" میں نے جواب دیا۔
"محکوم کیوں؟"
"اسے اینڈریا ہی یہاں تک لے کر آئی تھی۔"

"چیف تم بے حد رحمدل ہو حالانکہ ان کی زندگی غیر مناسب ہے' میں نے اینڈریا کو اسی لیے قتل کر دیا ہے لیکن اب تم نے اسے چھوڑ دیا تو پھر بتاؤ کیا کرو گے؟"
"ہمیں کیا کرنا ہے ہراتا۔ بس ہمارا کھیل ختم ہو چکا ہے اس لیے یہاں سے واپس چلو۔"
"چلو چیف۔" ہراتا نے کہا۔ تب میں نے کمرے سے باہر نکل کر کمرے کا دروازہ باہر سے بند کر دیا۔ پھر ہم اس عمارت سے باہر نکل آئے تھوڑی دیر کے بعد ہم ٹیکسی میں بیٹھے اپنے اس ہوٹل کی جانب جا رہے تھے جہاں ہمارا قیام تھا اور تھوڑی دیر کے بعد ہی ہم کمرے میں پہنچ گئے۔ میں نے ہراتا کو تعجب سے دیکھا ہراتا بے حد پرسکون نظر آرہا تھا۔ تب میں نے کہا۔
"کیا خیال ہے ہراتا۔ کیسی رہی یہ تمہاری پرنسس اینڈریا۔" میں نے سوال کیا۔
"تعجب خیز چیف! اور بہر صورت اس کا سہرا تمہارے سر ہے۔"
"ہاں تم جو چاہو الزام لگالو حالانکہ وہ تمہاری دریافت تھی۔"
"چیف اسے میری دریافت نہ کہو۔ کچھ بھی ہوتا کسی بھی طرح ہمارے پاس تو وہ ضرور پہنچتی۔ خیر ہمارا بگڑا بھی کیا۔ سوائے اس کے کہ چند اور انسانی جانوں کو تلف کرنا پڑا۔ چیف بس کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا ہے۔"
"کیا ہراتا؟"
"بس چیف سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے ویسے یہ زندگی جس پر میں آپڑا ہوں زیادہ تکلیف دہ نہیں ہے لیکن اب اس سے دل بھرتا جا رہا ہے۔"
"اتنی جلدی؟" میں نے سوال کیا۔
"میرا مطلب تم نہیں سمجھے چیف!"
"کیا کہنا چاہتے ہو؟"
"کیوں نہ ہم کہیں اور چلیں۔"
"کہاں جاؤ گے!"
"کہیں بھی۔ ہالینڈ واپس چلو۔"
"میں ابھی اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کرسکا ہراتا۔"
"چیف میں نے تمہیں ضرورت سے زیادہ الجھا ہوا محسوس کیا ہے' کیا تم ان الجھنوں کو ختم نہیں کر سکتے۔ نجانے کیوں تمہارے اس انداز سے میں خود بھی الجھ جاتا ہوں۔"
"بہت جلد میں اپنی الجھنوں کو ختم کردوں گا ہراتا۔" میں نے جواب دیا اور ہراتا گردن ہلانے لگا۔ نجانے میرے ساتھ کیا ٹریجڈی تھی اس دوران کوئی ایسا پروگرام بھی نہیں بن سکا تھا جسے دلچسپ کہا جاسکتا۔ پہلی بار کوشش کی لیکن ناکامی ہوئی وہ دونوں عورتیں ہوریشو کی رشتہ دار نکلیں۔ اب میں اپنے طور پر اپنے پروگرام کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ہراتا اپنے کمرے میں واپس جاچکا تھا۔ کمرے کی تنہائی پھر وہی یادیں۔ لئے زندگی کا خلا' کیا کروں' کونسا رخ اختیار کروں۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ زندگی کے مسائل میں دلچسپی لینے کی کوشش کرتا تھا لیکن اپنی فطری محرومی سے پیچھا نہیں چھڑا پاتا اور نتیجتاً" اس ویرانی میں اضافہ ہوجاتا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"رات کو سونے لیٹ گیا۔ بڑی مشکل سے نیند آئی اور صبح بھی ایسی تھی۔ ہراتا نہیں جاگا تھا۔ اس کے کمرے میں پہنچا تو اندر سے گفتگو کی آوازیں آ رہی تھیں۔ میں نے ان آوازوں کو سن کر گہری سانس لی۔ ایک آواز نسوانی تھی۔"

تب میں نے دروازہ پر آہستہ سے دستک دی۔ "آجاؤ۔" ہراتا کی آواز ابھری اور میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

"اوہ چیف' سوری میں سمجھا تھا ویٹر ہے۔" ہراتا نے کہا۔ اس کے بستر میں ایک لڑکی جھانک رہی تھی۔

"میں واپس جاؤں؟"

"اوہ نہیں چیف' آؤ بیٹھو۔ اے چلو باہر نکلو۔ بہت دیر ہو گئی۔" ہراتا نے لڑکی کے کولہے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور لڑکی چادر اوڑھے ہوئے بستر سے نکل کر باتھ روم کی طرف چلی گئی۔ ہراتا ہنسنے لگا۔

"ناشتہ منگواؤں چیف؟"

"تم ویٹر کا انتظار کیوں کر رہے تھے؟"

"بلایا تھا میں نے۔"

"چلو ٹھیک ہے ناشتہ کر لیتے ہیں۔" میں نے کہا اور ہراتا نے ویٹر کو بلانے کے لیے گھنٹی بجا دی۔ ویٹر کے آنے پر اس نے ناشتہ نوٹ کرایا تھا۔

تھوڑی دیر کے لیے لڑکی باہر نکلی آئی۔ اچھی خاصی شکل و صورت کی لڑکی تھی۔ آنکھوں میں مسکراہٹ تھی۔

"مجھے اجازت جناب؟" اس نے ہراتا سے پوچھا۔

"ناشتہ آ گیا ہے۔" ہراتا نے جواب دیا۔

"آپ کے درمیان مداخلت ہو گی۔"

"کوئی حرج نہیں ہے۔" میں نے خوش اخلاقی سے کہا۔ اور لڑکی ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

"آج رات کو آؤں جناب؟" اس نے پوچھا۔

"ضرور بشرطیکہ تم مجھے اپنا نام نیسنا کے بجائے کیبیتاں بتاؤ۔" ہراتا نے جواب دیا۔

"میں نہیں سمجھی۔"

"یہ تمہاری بدبختی ہے میں کیا کروں۔" ہراتا نے مضحکہ خیز انداز میں کہا اور لڑکی عجیب سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ اس کے بعد وہ خاموش ہی رہی اور پھر ناشتہ کرنے کے بعد خاموشی سے اٹھ کر باہر نکل گئی۔

"تم نے اسے ناراض کر دیا۔" میں نے ہراتا سے کہا۔

"کیسے چیف؟" ہراتا نے تعجب سے پوچھا۔

"لڑکی کو۔"

"کون لڑکی؟" ہراتا نے اسی انداز میں کہا۔

"مجھ سے اڑنے کی کوشش کر رہے ہو ہراتا۔"

"اوہ نہیں چیف۔ لیکن یقین کرو۔ میں دنیا میں کسی کو یاد نہیں رکھنا چاہتا۔ بس چیف ہر نئی رات نئی لڑکی نیا ماحول نیا نام۔ دل یہی چاہتا ہے۔"

"کہاں سے ہاتھ لگی تھی؟"

"میں ڈائننگ ہال میں اس کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ اس ملک میں لڑکیاں تلاش نہیں کرنا پڑتیں بلکہ لڑکیاں ہم جیسے لوگوں کو خود تلاش کر لیتی ہیں۔"

"ہاں یہ تو حقیقت ہے۔"

"لیکن معاملہ بالکل الٹ گیا ہے چیف اور میں اس صورت حال سے بے حد پریشان ہوں۔" ہراتا نے فکرمندی سے کہا۔

"کیا مطلب؟" میں نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یوں محسوس ہوتا ہے تم سخت الجھے ہوئے ہو۔ میں نے دوسرا رخ اختیار کیا تو تم اس راستے سے پلٹ گئے۔ میرا خیال ہے تم نے اس لڑکی کو کچھ بھی نہیں کہا۔"

"کس کو ------"

"جوزینا کو' حالانکہ اس کے ساتھ ہر برا سلوک ہمارے لیے ثواب تھا۔"

"ہاں ہراتا۔ بس ذہنی کیفیت ایسی ہی ہے۔"

"تب ہمیں لندن فوراً" چھوڑ دینا چاہیے۔"

"جائیں گے کہاں؟"

"ہالینڈ' وہاں کی آب و ہوا تمہیں راس آتی ہے اور پھر وہاں تمہارا دوست بھی موجود ہے میرا خیال ہے وہ تمہارا زیادہ مزاج شناس ہے وہ تمہاری اس اداسی کی وجہ دریافت کر لے گا۔ اور اسے دور کر دے گا۔"

"سردارے؟" میں نے پھیکی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"ہاں میں اس کی بات کر رہا ہوں۔"

"بہترین دوست ہے ایسا عظیم دوست ہراتا کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"تصور کر سکوں یا نہ کر سکوں لیکن یقین ضرور کر سکتا ہوں جو شخص بہترین دشمن کے لیے اس قدر افسردہ ہو وہ بہترین دوست ہی رکھ سکتا ہے تب پھر کیا خیال ہے چیف' ہالینڈ واپسی کی تیاریاں کریں۔"

"نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"کیوں؟"

"میں ہالینڈ واپس نہیں جاؤں گا۔" میں نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"واپس نہیں جاؤ گے؟"

"وہاں اب واپس جانے کو دل نہیں چاہتا۔"

"پھر ------"

"اس کا جواب تو خود میرے پاس بھی نہیں ہے۔"

"تم منڈیوں کی تلاش میں نکلے تھے چیف۔ میرا خیال ہے انگلینڈ کے نواح میں ہم ایسی جگہیں تلاش کریں جہاں ہمارے مال کی کھپت ہو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ابھی اس بارے میں بھی نہیں سوچا ہراتا۔ رہی مال کی بات تو میرا خیال ہے وہ کاروبار اب سردارے بہ آسانی سنبھال سکتا ہے۔"

"اور تم؟"

"میرے لیے فکر مندمت ہو ہراتا میری فطرت ہی ایسی ہے کچھ دن اداس رہوں گا۔ اور اس کے بعد خود بخود ٹھیک ہوجاؤں گا۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس سے قبل بھی ایسی ہی کیفیت کا شکار رہ چکا ہوں۔"

"کاش میں تمہارے لیے کوئی عمدہ سا دشمن تلاش کر سکتا۔ لوگوں کے مختلف شوق ہوتے ہیں۔ میں اس بات کو خلوص دل سے تسلیم کرتا ہوں کاش مجھے تمہاری اس فطرت کا علم ہوتا تو میں کسی طور ہوریشو کو قتل نہ کرتا۔"

"بالآخر میں نے اسے قتل کردیتا۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"پھر میری ایک تجویز چیف!"

"کیا؟"

"فرانس چلیں ہم لوگ۔ تم اس سے قبل تو فرانس نہیں گئے۔"

"نہیں۔"

"تب پھر وہیں چلو۔ ممکن ہے تبدیلی تمہارے ذہن پر خوشگوار اثر ڈالے۔ لندن میں ہوریشو کی یاد ہے تمہارے ساتھ۔"

"ارے نہیں۔ وہ میرا دشمن تھا دوست نہیں۔ بہرحال فرانس چلنے کی بات پر غور کیا جاسکتا ہے۔" میں نے کہا اور ہراتا مسکرانے لگا۔

"کچھ تو کرو چیف لیکن اداس رہنا چھوڑ دو۔"

"مجھے خوشی ہے کہ تمہارے اوپر سے جمود ٹوٹ گیا ہراتا۔ کم از کم تم تو خوش ہو۔"

"ہاں مسٹر نواز' میں نے زندگی کا دوسرا رخ دیکھا ہے جو میرے لیے اجنبی تھا۔"

"لندن کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟"

"ایک آوارہ گرد کی حیثیت سے میں نے بہت سے ممالک کی سیر کی ہے لیکن میں اس ملک کی کیمپنگ تک ہی محدود رہا ہوں کبھی شہر کی رنگینیوں کی طرف غور سے دیکھا بھی نہیں۔ اس حالت میں لندن میرے لیے بے حد دلکش اجنبی ہے۔"

"بلاشبہ' اگر تم چاہو تو چند روز اور یہاں رہ سکتے ہو۔ اس دوران میں بھی سوچ لوں گا۔"

"سوچنا کیا ہے' ہمارا ہے کون جو ہم سوچیں گے بس جہاں منہ اٹھ جائے چل پڑو۔ ہاں چیف ایک بات میرے لیے تعجب خیز ہے۔"

"کیا؟"

"تم اپنے دوست سردارے کو بھی چھوڑنے کا ارادہ رکھتے ہو۔"

"میں نے کہا نا ہراتا میں اپنی سوچ کا شکار ہوں ممکن ہے کل میرے ذہن سے یہ گرد چھٹ جائے اور میں فوراً" واپس جانے کی سوچوں۔"

"بنی اور مکلینو کے بارے میں کیا سوچا؟"

"ان کا رابطہ سردارے سے رہے گا۔"

"چلو ٹھیک ہے مسٹر نواز' میں ضرورت سے زیادہ آگے بڑھ رہا ہوں میرا خیال ہے کہ میں اپنی حدود [illegible]ر رہا ہوں۔"

"آدمی کی کوئی حدود نہیں ہوتی ہراتا اور پھر دوست تو مشکل ہی سے ملتے ہیں۔ تم اتفاقیہ طور پر ملے میرے ایسے دوستوں میں رہے جن کے بارے میں' میں نہیں کہہ سکتا کہ اتفاق سے مل جاتے ہیں۔"

"اوہ چیف یہ تمہاری عزت افزائی ہے۔" ہراتا نے کہا۔

"نہیں ہراتا۔ یہ حقیقت ہے اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ میرا دشمن تمہارے ہاتھوں قتل ہوا۔ اور [illegible]ہارے لیے بہت بڑا اعزاز ہے ہراتا۔ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ ہوریشو ایک ایسا انسان تھا جسے قتل کرنا [illegible] انداز میں آسان نہ ہوتا۔ جس انداز میں تم نے اسے کیا ہے ممکن ہے میں اس پر قابو نہ پاسکتا۔ لیکن یہ [illegible]ن ہے کہ میں اسے قتل ضرور کردیتا۔"

"مجھے اعتراف ہے چیف۔" ہراتا نے جواب دیا۔ "اس کی وجہ یہ ہے کہ میں تمہیں اچھی طرح [illegible]ہوں اور تمہاری صلاحیتوں سے بخوبی واقف ہوں۔ تم اس بات کو ذہن سے نکال دو چیف کہ ہوریشو [illegible]ے ہاتھوں مارا گیا۔"

"نہیں میں یہ بات ذہن سے نہیں نکال سکتا۔"

"کیوں چیف؟" ہراتا نے تعجب سے کہا۔

"بس اس کی وجہ ہے۔"

"مجھے نہیں بتاؤ گے۔ کیا تم مجھے اس قابل نہیں سمجھتے چیف۔" ہراتا نے دلاویز مسکراہٹ کے ساتھ [illegible]ہا۔

"ہراتا میں اس بات سے خوش نہیں ہوں کہ تم نے اپنی اصل حیثیت چھوڑ دی ہے۔"

"کب تک اس بات کا افسوس کرتے رہو گے چیف اور مجھے تو اس بات کا ذرہ برابر افسوس نہیں [illegible]۔"

"نہیں ہراتا۔ انسان کی زندگی میں صرف چند ہی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن پر بعض اوقات زندگی کا [illegible]دار ہوتا ہے تم جیسے انسان تھے اس میں ایک انفرادیت تھی۔ تم نے اپنا مسلک میرے لیے چھوڑا حالانکہ [illegible] مسلک کو چھوڑنا بڑی بہادری کی بات ہے' تم نے اپنے طور پر کچھ سوچا تھا۔ اب اگر تم اپنی لائنوں پر چلتے [illegible] بلاشبہ ایک تعجب خیز شخصیت کہلاسکتے تھے لیکن میں نے تم سے تمہاری حیثیت چھین لی۔"

"تمہیں کیا معلوم تھا چیف کہ وہ میرے ہی مسلک کا آدمی تھا۔"

"ٹھیک ہے لیکن سب کچھ میری وجہ سے ہوا۔"

"جو ہوا اسے یاد رکھنا بہتر نہیں ہوتا۔"

"یہی تو مجبوری ہے میرے ساتھ ہراتا۔"

"میں نہیں سمجھا چیف۔"

"تم سمجھ سکتے ہو۔ میں نے اپنی زندگی کا کوئی راز تم سے پوشیدہ نہیں رکھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صرف تھوڑی سی بے اعتنائی اور تھوڑا سا غلط قسم کا سلوک مجھے ان راستوں پر لے آیا۔ کاش میرے وطن کے لوگ میرے ساتھ ذرا بھی انصاف کرتے تو میں ان لائنوں پر نہ چل رہا ہوتا۔ میں بھی ایک شریف شہری ہوتا۔"

"میں نے کہا تا چیف گزری ہوئی باتوں کو بھلا دینا ہی بہتر ہوتا ہے۔" ہراتا نے جواب دیا۔

"افسوس ہراتا میرے بس میں یہ نہیں ہے۔"

"تب تم ہمیشہ الجھے رہو گے۔"

"ہاں مجھے احساس ہے ہراتا لیکن میں اپنی اس کشمکش کو ختم کرنے پر قادر نہیں ہوں۔" میں نے بے زاری سے جواب دیا۔

"بہر صورت چیف اگر تم میرے لیے پریشان ہو تو میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ تم یہ بات ذہن سے نکال دو' انسان بڑی کمزور چیز ہوتا ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ حالات آئندہ مجھے کن راستوں پر لے آئیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ سارے انداز چھوڑ کر میں ایک بار پھر اپنی اسی پرانی حیثیت میں واپس آجاؤں لیکن فی الوقت میرے ذہن پر ایک بار ہے ایک بوجھ ہے۔ ہمارا مسلک ہمارے ہاں زندگی کا محور سمجھا جاتا ہے اور اگر ہم کسی راستے کے بارے میں سوچتے ہیں تو پھر سارے رخ اس کی جانب موڑ دیتے ہیں۔ میں متنفر ہو گیا ہوں چیف! ورنہ ایسی کوئی بات نہ تھی۔"

"بہر صورت جو ہونا تھا ہو چکا۔ میں نے تو اب چند فیصلے کیے ہیں۔" میں نے کہا۔

"کیا چیف؟"

"یہی کہ اب پرانے حالات کو قطعی طور پر بھول جاؤں گا۔ میں نہیں کہہ سکتا ہراتا کہ آئندہ میں کیا کروں گا۔ میں نے کوئی قسم بھی نہیں کھائی ہے کہ جو کچھ کرتا رہا ہوں اسے بالکل ترک کر دوں گا لیکن اب تک جو کیا ہے اسے ضرور بھولنے کی کوشش کروں گا۔"

"ایک بات سمجھ میں نہیں آئی چیف؟" ہراتا نے کہا۔

"کیا؟" میں نے پوچھا۔

"کیا تم اپنے دوست سردارے کو بھی چھوڑ دو گے حالانکہ وہ تو تمہاری زندگی کا ایسا ساتھی ہے جس کے بارے میں تم مجھے خود بتا چکے ہو اور میں بھی تھوڑا بہت اندازہ لگا چکا ہوں۔ کیا وہ تمہارے بغیر زندہ رہ سکتا ہے؟"

"ہراتا اس دنیا میں ہر شخص ایک دوسرے کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے۔ یہ بات بالکل ناقابل تسلیم ہے کہ کوئی کسی کی خاطر جان دے دے۔"

"لیکن چیف جان دی تو جاتی ہے۔" ہراتا نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"ہاں بے شک مخلص دوست اس دنیا میں کم نہیں ہیں جیسے تم۔"

"نہیں چیف' میں اپنی بات نہیں کر رہا میں نے جو کچھ کیا وہ تمہاری خواہش تو نہیں تھی۔ بلکہ میرا اپنا مسئلہ تھا۔ دل چاہ گیا تھا اور میں تیار ہو گیا تھا اور میں تو سمجھتا ہوں کہ حالات خود ہمارے لیے راستے منتخب کرتے ہیں ممکن ہے میرے لیے اس میں کوئی بہتری ہو لیکن تمہارے فیصلے......"

"ہاں سردارے اپنے طور پر اتنا مضبوط ہے کہ وہ با آسانی زندگی گزار سکتا ہے اسے کبھی ہماری ضرورت نہیں پڑے گی۔ باقی رہا میرا مسئلہ تو اب تک جو کچھ کرتا رہا ہوں' باقی دیکھوں گا کہ آئندہ کیا کرنا ہے' بے پیرس چلنے کا مسئلہ تو طے رہا۔"

"بالکل۔ اور تیاریاں فوری طور پر جاری ہو جانی چاہئیں۔ میں چاہتا ہوں کہ فوری طور پر تمہارے ذہن سے یہ گرد چھٹ جائے۔" ہراتا نے کہا۔

لیکن ہراتا مجھ سے کس حد تک واقف تھا؟ بس تھوڑی سی معلومات اسے میرے بارے میں حاصل تھیں۔ اپنے ذہن کی اس گرد اور کہر سے تو میں واقف تھا میں جانتا تھا کہ ابھی کئی دن تک یہ گرد میرے ذہن پر چھائی رہے گی اور میں کوفت کا شکار رہوں گا۔ بہت ممکن ہے کوئی حادثہ کوئی ایسا واقعہ جو کسی قدر تیزی سے میرے ذہن کو صاف کر دے ورنہ ذہن پر یہ بیزاری کب تک مسلط رہے اس بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا۔

بعض اوقات تو میں یہ بھی سوچتا تھا کہ ہراتا کو خاموشی سے چھوڑ کر چل دوں اور چپ چاپ یہاں سے نکل جاؤں۔ سردارے کی بات دوسری تھی اگر کبھی ذہن نے اسے طلب کیا تو اس تک پہنچنا زیادہ مشکل نہ ہوگا کیونکہ بہرحال اب وہ ایک عملی زندگی میں آ گیا تھا۔

نجانے میں کب تک اسی انداز میں سوچتا رہا۔ ہراتا اپنی تفریحات میں مشغول تھا وہ جس طرح ایک بھلے آدمی کی حیثیت سے میرے سامنے آیا تھا اپنی برائیاں بھی اسی انداز سے پیش کر رہا تھا ابھی میری سوچ کسی عمل تک نہیں پہنچی تھی کہ ایک اور واقعہ پیش آ گیا۔ میں اپنے کمرے میں لیٹا کسی رسالے کی ورق گردانی کر رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ ویٹر ہی ہو سکتا تھا سو میں نے اسے اندر آنے کی اجازت دے دی اور ویٹر اندر آ گیا۔

"جناب کچھ افراد آپ سے ملنا چاہتے ہیں انہوں نے اپنا یہ کارڈ دیا ہے۔" ویٹر نے کہا۔ کارڈ پر کسی مسٹر تان کا نام لکھا ہوا تھا۔

"بھیج دو۔" میں نے پر خیال لہجے میں کہا۔

اندر آنے والے چار افراد تھے جن میں ایک طویل القامت جاپانی دو جاپانی خواتین اور ایک نوجوان جاپانی لڑکا۔ وہ میرے نزدیک آ کر نہایت مودبانہ انداز میں جھکے اور کمرے کے چاروں طرف بغور دیکھنے لگے مسٹر تان گہری نظروں سے جائزہ لے رہا تھا۔

"تشریف رکھیے۔" میں نے کہا اور چاروں کمرے میں رکھی ہوئی مختلف چیزوں پر بیٹھ گئے۔

"میرا نام تان ہوا ہے۔" طویل القامت جاپانی نے کہا اور میں نے اپنا ہاتھ مصافحے کے لیے آگے بڑھایا۔ اس نے گرمجوشی سے میرا ہاتھ تھاما تھا پھر وہ اپنے ساتھ موجود دو لڑکیوں اور ایک لڑکے کا تعارف کرانے لگا۔ یہ تینوں اس کے بیٹے اور بیٹیاں تھیں۔

"مسٹر میں آپ کے پاس ایک ضروری کام سے آیا ہوں۔"

"جی فرمایئے۔"

"اس کام کا محور ہراتا ہے۔"

"جی!" میں نے تعجب سے کہا۔

"ہاں ہراتا' لوئیسو ہراتا۔" مسٹر تان نے جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیا آپ اس سے واقف ہیں؟"

"ہاں کیوں نہیں وہ میرا دوست ہے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ ہم بالکل مناسب جگہ پر پہنچے اور ہمیں آپ کی تلاش میں جس قدر دقتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے وہ ہم ہی جانتے ہیں۔"

"اوہ یقیناً" ایسا ہی ہوا ہوگا۔ فرمایئے میں آپ کے کس کام آسکتا ہوں۔"

"ہمیں ہراتا سے ملنا ہے۔" بوڑھے نے جواب دیا۔

"اوہ۔" میں مسکرا پڑا۔ "آپ ہراتا کے کون ہیں؟" میں نے سوال کیا

"میں ہراتا کا باپ ہوں۔" تان نے کہا۔

"اوہ۔" میں چونک پڑا۔

"اور جیسا کہ میں آپ کو بتا چکا ہوں' شاید ہراتا کے بارے میں آپ کو تفصیلات معلوم نہ ہوں وہ پرنس ہے۔ اور ہمارے خاندان کے لئے ایک اہم ترین شخصیت۔ اسی قدر اہم کہ اگر وہ جاپان نہ پہنچا تو ہمارا خاندانی وقار تباہ ہو سکتا ہے۔ ہم نے ایک طویل عرصہ اس کی تلاش میں صرف کیا ہے اور صورت حال یہ ہے کہ اگر وہ ہمیں نہ مل سکا تو شاید ہمیں جاپان جانا ہی نصیب نہ ہو۔"

"اوہ۔ تو کیا آپ یہاں بھی اسے تلاش نہیں کر سکے۔"

"نہیں۔ اسے دیکھ لیا گیا ہے اور ہم اس سے ملاقات بھی کر چکے ہیں۔" تان نے جواب دیا۔

"تو پھر؟" میں نے سوال کیا۔

"تمہارے لیے صرف ایک کام ہے میرے دوست اور اس یقین کے ساتھ کہ تم اسے ضرور انجام دو گے۔"

"فرمایئے!"

"تم ہراتا کو ہمارے ساتھ جانے پر تیار کرلو۔ ورنہ ایک خاندان کی تباہی میں تمہاری کوتاہی بھی شامل ہوگی۔"

میرے ذہن میں عجیب سے احساسات جاگ اٹھے۔ ہراتا سے پیچھا تو میں خود بھی چھڑانا چاہتا تھا اور اگر اس وجہ سے ایک خاندان بھی تباہ ہونے سے بچ سکتا تھا تو میں اس کے پوری پوری کوشش کرنے کو تیار تھا۔ سو میں نے ان لوگوں سے وعدہ کرلیا۔ انہیں ہر طرح سے تسلی دی اور ان کی بہترین خاطر مدارت کی۔ پھر انہوں نے پیش کش کی کہ وہ اسی ہوٹل کے ایک کمرے میں قیام کریں گے۔ رات کو ہراتا ہوٹل واپس آیا تو میں نے اسے اچک لیا۔

"میں تمہارے والد مسٹر تان ہوا سے ملاقات کر چکا ہوں۔" میں نے کہا اور وہ اچھل پڑا۔

"ارے وہ تم تک پہنچ گئے؟"

"ہاں ہراتا' اور میں نے ان سے ایک وعدہ بھی کر لیا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"کیسا وعدہ؟"

"تم اپنے وطن واپس جاؤ گے۔" میں نے بھاری لہجے میں کہا اور ہراتا میری شکل دیکھنے لگا۔ اس وقت میری آنکھوں میں ایک عجیب سا عزم ایک عجیب سی چمک تھی۔ وہ میری شکل دیکھتا رہا پھر اس کے

ہونٹوں پر ایک پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کس انداز میں کہہ رہے ہو چیف؟"

"راجہ نواز اصغر تمہیں حکم دے رہا ہے کہ تم اپنے والدین کے ساتھ اپنے وطن واپس جاؤ۔" میں نے بھاری لہجے میں کہا اور ہراتا کے ہونٹوں پر دلآویز مسکراہٹ پھیل گئی۔

"لیکن ایک شرط پر چیف!"

"کوئی شرط نہیں پہلے اقرار کرو۔" میں نے تحکمانہ انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے چیف تم کہہ رہے ہو تو چلا جاؤں گا لیکن تم سے ایک درخواست ہے کہ جب بھی حالات اجازت دیں میرے پاس ضرور آنا۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں میرے دوست۔" میں نے پر جوش انداز میں کہا اور پھر اس کے والدین کو بلا کر یہ خوش خبری انہیں سنا دی۔ تب ہراتا جانے کی تیاریاں کرنے لگا اور بالآخر ایک جذباتی منظر کے بعد ہراتا اپنے وطن روانہ ہوگیا۔ اب میں بالکل تنہا رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

میری کیفیت اس ہارے ہوئے جواری کی مانند تھی جس کے پاس کچھ بھی نہ رہا ہو۔ میں نے کاروبار سب کچھ چھوڑ دیا تھا اور یہ حقیقت تھی کہ تمام کاموں سے دل اکتا گیا تھا۔ کچھ کرنے کو طبیعت نہیں چاہتی تھی۔ بس ایک بے نام سی اداسی' ایک بے نام سی کیفیت طاری تھی۔

میں نے کاغذات تیار کرا کے سردارے کو روانہ کر دیئے تھے اور اپنی تمام دولت کا مختار کار اسے بنا دیا تھا۔ اس کے علاوہ میں نے سردارے کو ایک خط بھی لکھا تھا جس میں اس سے معذرت کی تھی کہ اچانک زندگی کیوں بدل گئی ہے' نہ جانے یہ بے کلی کہاں کہاں بھٹکائے اس لیے اسے میری دوستی کا واسطہ ہے کہ جس طرح بہتر سمجھے اپنے آپ کو مطمئن کرلے اور ایک عمدہ زندگی گذارنے کی کوشش کرے۔ اس کے علاوہ مجھے تلاش کرنے کی کوشش نہ کرے۔

آوارہ گردی تو مقدر ہی میں تھی۔ جسے اس کا وطن ٹھکرا دے اس کے لیے اور کہاں ٹھکانہ ہوتا ہے۔ میں آوارۂ وطن زمین کے کسی حصے کو اپنا نہیں کہہ سکتا تھا۔ تمام ساتھیوں کو چھوڑ دیا تھا اور اب تو مجھے کسی ساتھی کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ چنانچہ آوارہ گردی..... اور اس کے لیے عمدہ ذرائع بے کار ہوتے ہیں۔

چنانچہ میں نے بسوں سے سفر کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ پہلے برمنگھم پھر ڈوورا اور پھر فرانس چنانچہ میں برمنگھم کے لیے چل پڑا۔ اب میری حیثیت ایک دل شکستہ سیاح سے زیادہ نہیں تھی اور درحقیقت میں ان دنوں خود کو ایک سیاح کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔

برمنگھم کے راستے میں' انگلستان کا وہ مشہور قصبہ پڑتا ہے۔ جسے دوسری جنگ عظیم میں جرمنوں نے بالکل تباہ کر دیا تھا۔ برمنگھم پہنچا۔ یہاں سے بذریعہ ٹرین برسٹل اور کچھ دیر یہاں قیام کرکے ہائی وے پر نکل آیا۔ خیال تھا کہ شاید کسی کار میں لفٹ مل جائے گی۔ چنانچہ سست رفتاری سے آہستہ آہستہ سڑک پر چلتا رہا۔ کاریں قریب سے گذر جاتیں۔ کسی نے مجھے دیکھ کر کار روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ میں چلتا رہا۔ اب میں خود فراموشی کے عالم میں تھا۔ کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی۔ زندگی جہاں تک ساتھ دے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سکے ٹھیک ہے اور جب ساتھ چھوڑ جائے' مجھے پرواہ نہیں تھی۔

نہ جانے کتنی دور بدن کے بوجھ کو گھسیٹتا ہوا چلتا رہا۔ اب تو میں کسی کار کی طرف نگاہ بھی نہیں اٹھا تھا۔ جس کا دل چاہے روک لے یا نہ روکے۔ شام جھکتی آ رہی تھی۔ جہاں رات ہو جائے گی' جب تھک جاؤں گا پڑ رہوں گا۔

یوں تو کئی بار میرے ذہن پر کاہلی سوار ہوئی تھی۔ لیکن پھر ٹھیک ہو گیا تھا۔ وہ وقتی تاثر ہوتا تھا لیکن اس بار ----- اس بار میں نے سارے ہنگاموں کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ اب زندگی کا اختتام ہی ہونا چاہیے تھا۔

ایک عجیب سی تھکن کا احساس ہوا اور میں سڑک کے کنارے پڑے ایک پتھر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ میں نے آنکھیں بند کر لی تھیں اور پھر جب آنکھیں بند کئے کئے تھک گیا تو میں نے آنکھیں کھول دیں۔

اور اسی وقت ایک نیلے رنگ کی لمبی کار زن سے میرے نزدیک سے نکل گئی۔ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ لیکن نئی بات یہ ہوئی کہ کار آگے جا کر رک گئی۔ اس میں زوردار بریک لگے تھے اور پھر وہ ریورس ہو کر میرے سامنے آ گئی۔

"ہے۔" امریکن انداز میں ایک نسوانی آواز سنائی دی اور میں نے اسے دیکھا۔ ایک شگفتہ پھول تھا نوجوانی کے حسین رنگوں سے سجا ہوا۔ آنکھوں میں شوخ مسکراہٹ تھی۔

میں ایک تھکی تھکی سانس لے کر اٹھ گیا۔

"رات ہو رہی ہے۔ کیا بھیڑیوں کا پیٹ بھرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ کار میں بیٹھے بیٹھے چیخی اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"مسکرا رہے ہو۔ ابھی تھوڑی دیر کے بعد جب جانوروں کی آوازوں سے علاقہ گونج اٹھے گا تو بھی نہ مسکراؤ گے۔" اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

میں اٹھ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔ "کیا بات ہے بے بی؟"

"کہاں جاؤ گے؟" اس نے پوچھا۔

"تم کہاں جا رہی ہو؟"

"ساؤتھ ہیمٹن۔" اس نے جواب دیا۔

"چلوں تمہارے ساتھ؟"

"بیٹھ جاؤ۔ غیر ملکی معلوم ہوتے ہو ورنہ اتنے مطمئن نہیں ہوتے۔ یہ راستے اتنے صاف نہیں ہیں۔ کبھی کبھی جنگلی جانور سڑکوں پر ٹہلتے نظر آ جاتے ہیں۔"

"اچھا؟" میں نے متحیرانہ انداز میں کہا۔ اس نے اپنے برابر کی سیٹ کا دروازہ کھول دیا تھا۔ میں اس کے نزدیک بیٹھ گیا۔ انتہائی قیمتی اور آرام دہ کار تھی۔ اس نے کار آگے بڑھا دی۔

"اس بات سے ناواقف تھے نا؟" اس نے پوچھا۔

"بھیڑیوں والی بات سے؟"

"ہاں۔"

"ٹھیک خیال ہے۔ مجھے معلوم نہیں تھا۔" میں نے کہا۔

"مسکرانا نہیں جانتے؟" وہ بولی۔

"جانتا ہوں۔"

"پھر چہرے پر یتیمی کیوں برس رہی ہے۔ تمہاری آواز بھی زندگی سے خالی ہے۔" لڑکی کافی تیز معلوم ہوتی تھی۔ ویسے اس کی عمر اٹھارہ سال سے زیادہ نہیں تھی۔ نوخیزیت اور معصومیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

"زندگی ذرا پیچھے رہ گئی ہے' میں اس سے آگے نکل آیا ہوں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ریس ہو رہی تھی زندگی سے؟" وہ ہنس پڑی۔

"یہی سمجھ لو۔"

"کون جیتا؟"

"میں جیت گیا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"میں نے مان لیا۔ تم زندگی کو شکست دینے پر تلے ہوئے تھے ورنہ اسے ختم کرنے کے لیے یہاں نہ پڑے ہوتے۔ ویسے تمہاری باتوں سے بڑی مایوسی ٹپکتی ہے۔"

"غلط اندازہ لگایا ہے تم نے؟"

"ممکن ہے بہرحال چھوڑو ان باتوں کو سیاح معلوم ہوتے ہو۔"

"ہاں سفر کا عادی ہوں۔"

"کھو بیٹھے ہو کچھ؟"

"بہت کچھ۔"

"مجھے تم سے ہمدردی ہے۔"

"شکریہ۔"

"ساؤتھ ہیمپٹن میں کہاں قیام کرو گے؟"

"کسی سڑک پر۔"

"جیب خالی معلوم ہوتی ہے۔"

"ہاں سب کچھ خالی ہے۔"

"بس معمہ حل ہو گیا۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ انسان جیب خالی ہونے پر اتنا مایوس کیوں ہو جاتا ہے۔"

میں نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ سوالیہ انداز میں مجھے دیکھ رہی تھی۔ تب میں نے چند لمحات کے بعد کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے بے بی؟"

"بے بی ----- میں بے بی ہوں ----- کیوں؟"

"پھر؟"

"براہ کرم آپ مجھے خاتون کہہ کر مخاطب کریں۔"

"بہتر ہے۔ آپ کا کیا نام ہے خاتون؟"

"نورین۔" اس نے جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اور آپ کے ڈیڈی کا کیا نام ہے؟"
"میکلارنس۔"
"کیا کرتے ہیں آپ کے ڈیڈی؟"
"کاروبار۔ اکثر باہر رہتے ہیں۔۔بہت چاہتے ہیں مجھے۔"
"یہ کار آپ کی ہے؟"
"ہاں۔ صرف میری۔ ممی کے پاس دوسری کار ہے۔ ڈیڈی کی کار بند رہتی ہے۔ وہ جب آتے ہیں استعمال کرتے ہیں۔"
"گویا آپ کی مالی حالت بہت عمدہ ہے۔"
"ہاں۔ ہم آرام سے زندگی گذارتے ہیں۔"
"تب آپ خالی جیب کی کیفیت کیا جانیں۔" میں نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔
"مائی گاڈ۔ تو آپ نے میرے سوال کا اتنا طویل جواب دیا ہے۔"
"ہاں۔ انسان جس چیز سے واقف نہ ہو' اس کے بارے میں صحیح بات نہیں کہہ سکتا۔"
"خیر یہ بات میں تسلیم کرتی ہوں۔ لیکن میرا مقصد صرف یہ ہے کہ تم یہ اداسی جھٹک دو۔ اگر تم ہنسو تو تمہارا چہرہ کافی دلکش نظر آئے گا۔ جب تک سینے میں سانس ہے ہر مشکل کا حل موجود ہے۔"
"میں اداس نہیں ہوں۔"
"تو باتیں کرو۔"
"ضرور۔ تمہارے بارے میں کچھ کہوں اگر تم برا نہ محسوس کرو۔"
"کہو۔" وہ مسکرا کر بولی۔
"تم نے ابھی زندگی کی ابتدا کی ہے' ایک خوشگوار ابتداء۔ میری دعا ہے کہ تمہاری زندگی انتہا تک خوشگوار رہے۔ لیکن زندگی کی کسی حقیقت سے آنکھیں نہ بند کرنا۔ تاکہ کبھی ایسی حقیقت سے واسطہ پڑ جائے تو اس سے اجنبی نہ رہو۔"
"ہاں اچھی بات ہے۔ لیکن نصیحتیں مجھے پسند نہیں ہیں۔"
"یہ بھی حقیقت سے انحراف ہے۔"
"ساؤتھ تھمپٹن میں میرے ہاں قیام کرنا۔ چند روز رہ کر چلے جانا۔ آج کل میں تنہا ہوں۔ ویسے ممی ایک آدھ دن میں آجائیں گی۔"
"ڈیڈی کہاں ہیں؟"
"نیویارک گئے ہوئے ہیں۔"
"اور ممی؟"
"وہ اپنی کسی عزیز کے ہاں لندن ــــــــ تبھی تو مجھے موقع مل جاتا ہے اور میں لانگ ڈرائیو کے لیے نکل جاتی ہوں۔ ارے ہاں اپنا نام نہیں بتایا تم نے؟" وہ چونک کر بولی۔
"نواز اصغر۔"
"نوئیز آسکر۔" اس نے بمشکل کہا۔

"چلو یہی ٹھیک ہے۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔
"میں تمہیں صرف آسکر کہہ کر پکاروں؟"
"کیا حرج ہے۔" میں نے جواب دیا اور تر و تازہ لڑکی کے ہونٹوں پر تر و تازہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ شام تیزی سے جھک رہی تھی۔ دور سے شہر کی روشنیاں نظر آنے لگیں۔ خیال تھا کہ شہر میں داخل ہوتے ہوتے رات ہو جائے گی۔ لیکن لڑکی زیادہ دور نہیں گئی۔ چند میل چلنے کے بعد اس نے ایک ذیلی سڑک پر گاڑی اتارلی جو ــــــــ بجری سے بنی ہوئی تھی اور ہرے بھرے کھیتوں کے درمیان بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔
تاحد نگاہ جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں جو دھند میں لپٹی بے حد حسین نظر آرہی تھیں۔ سڑک کا اختتام لکڑی کے ایک نیچے اور چوڑے پھاٹک پر جا کر ہوا۔ پھاٹک کے دوسری جانب ایک وسیع میدان نظر آرہا تھا۔ لیکن کھلے پھاٹک کے نزدیک ایک بوڑھا آدمی موجود تھا جو شاید دربان تھا۔
لڑکی کار اندر لے گئی۔ بوڑھے نے سلام کیا تھا۔ بائیں جانب ایک وسیع تالاب نظر آرہا تھا جس میں بطخوں کے غول کیڑے چننے میں مصروف تھے اور پھر میدان کے اختتام پر ایک وسیع و عریض پرانے طرز کی عمارت کے سامنے بنے ہوئے پورٹیکو میں لڑکی نے گاڑی روک دی۔
فوراً ہی ایک ملازم کار کے نزدیک پہنچا اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ لڑکی نیچے اتر آئی۔ ملازم نے دوسری طرف کا دروازہ بھی کھول دیا تھا۔
"آؤ۔" اس نے کہا اور میں اس کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ میں نے لڑکی کی حیثیت کا اندازہ لگا لیا تھا۔ اس کی مناسبت سے اندر کی عمارت خوبصورت تھی۔
وہ مجھے لے کر ایک خوبصورت کمرے میں داخل ہو گئی۔ "یہ میرا کمرہ ہے۔" اس نے داد طلب نگاہوں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
میں نے کمرے میں چاروں طرف نگاہیں دوڑائیں۔ بڑی حسین چیزوں سے آراستہ تھا۔ خاص طور سے میں نے کتابوں کی ایک الماری کو دیکھا۔ اس میں بڑی اعلیٰ کتابیں سجی ہوئی تھیں۔
"بہت عمدہ کمرہ ہے' تمہیں کتابوں کا ــــــــ کافی شوق معلوم ہوتا ہے۔" میں نے تعریفی انداز میں کہا۔
"ہاں۔ میں نے دنیا کی بہترین کتابیں جمع کی ہیں۔ اب تم ایسا کرو غسل وغیرہ سے فارغ ہو جاؤ۔ لیکن تمہارے پاس تو دوسرے کپڑے بھی نہیں ہیں۔"
"ہاں۔ میں قلاش ہوں نا۔"
"اوہ۔ بار بار اس بات کا تذکرہ مت کرو۔ انسان مختلف ہوتے ہیں۔ ٹھہرو' میں ڈیڈی کا لباس لاتی ہوں' تمہارے بدن پر فٹ آئے گا۔" اس نے کہا اور میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔
لیکن اس کے جانے کے بعد میں سوچ میں ڈوب گیا۔ یہ حسین لڑکی' دنیا کی آسائشوں سے سیر کتنی اعلیٰ سے مجھے یہاں لائی ہے اس کے ذہن پر کوئی بوجھ نہیں ہے۔ لیکن اس کی آنکھیں ــــــــ اس کی آنکھوں میں کیا ہے۔ وہ مجھے کیسی نگاہوں سے دیکھ رہی ہے۔
تھوڑی دیر کے بعد وہ کپڑے لے آئی۔ دل تو نہیں چاہتا تھا لیکن پہن لیے' بدن پر فٹ آئے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر جب میں کپڑے بدل کر نکلا تو وہ خود بھی لباس بدل چکی تھی اور اب صوفے میں دراز اخبار دیکھ رہی تھی۔ مجھے دیکھ کر مسکرائی۔ "ونڈر فل' بہت اسمارٹ لگ رہے ہو۔ شیو کیوں نہیں بنائی؟"

"بس یونہی۔"

"تمہاری عمر زیادہ نہیں ہے۔ نہ جانے کیوں خود پر اس قدر بڑھاپا طاری کرلیا ہے۔" نوین نے بڑی اپنائیت سے کہا اور میں مسکرا کر رہ گیا۔

"چلو اب چائے پی لیں۔ آؤ۔" وہ اٹھ گئی اور ہم چائے پینے کے لیے دوسرے کمرے میں پہنچ گئے۔ ہر چیز سے نفاست اور امارت ٹپکتی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کا باپ خاصی بڑی حیثیت کا مالک تھا۔ نوین نہ جانے کیا کیا باتیں کرتی رہی۔ اپنی نانی کے قصے جو بے حد سادہ لوح تھی' اپنے ڈیڈی کی کہانی اور پھر اس نے کسی قدر سنجیدہ ہو کر کہا۔ "میری ممی بھی بہت اچھی انسان تھیں۔ اگر ان کی عمر وفا کرتی تو-----"

"کیا مطلب؟" میں نے تعجب سے کہا۔

"میری ممی مر چکی ہیں۔"

"اوہ۔ لیکن تم نے تو کہا تھا-----"

"وہ میری دوسری ممی ہیں۔ ڈیڈی نے چند سال قبل ان سے شادی کی ہے لیکن وہ بھی بہت اچھی-----ہیں۔ مجھ سے بہت اچھا سلوک کرتی ہیں۔ ان سے مجھے کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی۔"

"ہوں۔" میں نے ایک گہری سانس لی۔

"اچھا ایک بات بتاؤ۔ کیا تم صرف پیسے نہ ہونے کی وجہ سے اس جگہ پڑے ہوئے تھے' کہاں جانے کا ارادہ تھا تمہارا؟"

"پیرس۔"

"اوہ۔ لیکن پیرس کس طرح جاتے؟"

"میرے پاس پیسے ہیں یہ دیکھو۔" میں نے بہت سے نوٹ نکال کر اس کے سامنے کر دیئے۔

"ارے۔" وہ چونک پڑی۔ "یہ تو خاصی رقم ہے۔"

"ہاں۔ کافی ہے۔"

"پھر تم جیب خالی ہونے کا رونا کیوں رو رہے تھے؟"

"تم یاد کرو۔ یہ بات تو تم نے کہی تھی میں نے نہیں۔"

"تم نے اس کی تردید بھی نہیں کی۔"

"فضول سی بات تھی اس پر کیا گفتگو کی جاتی۔"

"پیرس میں تمہارا کون ہے؟"

"کوئی نہیں ہے۔ بس ایسے ہی آوارہ گردی کے لیے جا رہا تھا۔"

"ہوں۔" وہ گردن ہلانے لگی۔ "تم بند بند سے انسان ہو۔ کھل کر اپنے بارے میں کچھ نہیں بتاتے۔ خیر بعد میں بتا دو گے۔ تم دیکھو گے میں بری لڑکی نہیں ہوں۔ آؤ ذرا گھوم پھر آئیں-----گو رات ہو چکی ہے۔ ہاں ایک بات اور بتاؤ۔"

"جی۔" میں نے کہا۔

"تمہیں کوئی گیم آتا ہے۔ مثلاً ٹینس' پنگ پانگ یا بلیرڈ۔"

"ہاں۔ بلیرڈ تھوڑا سا آتا ہے۔"

"کوئی ساز بجا لیتے ہو؟"

"گٹار' مگر یونہی سا۔ تمہیں شوق ہے؟"

"ہاں۔ پیانو میں بہت عمدہ بجا لیتی ہوں۔ اگر کسی پارٹی میں جانا ہوتا ہے تو لوگ مجھ سے فرمائش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ گٹار بھی بہت اچھا بجاتی ہوں' سنو گے؟"

"ضرور۔" میں نے کہا۔ نہ جانے کیوں میرے دل میں ہوک سی اٹھی تھی اور انگلیوں میں اضطراب پیدا ہو گیا تھا۔ گٹار ممکن ہے سکون بخش ثابت ہو۔ ویسے تو میرا سکون ہی رخصت ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ پہلے ہم تھوڑی دور مٹر گشت کریں۔ پھر کھانا کھائیں گے اور پھر اوپر چلیں گے ...ال میں تمہیں گٹار سناؤں گی۔" اس نے پروگرام ترتیب دیا اور میں نے گردن ہلا دی۔ چنانچہ ہم دونوں ...ر نکل آئے۔

اس اقامت گاہ میں دیہی حسن اکٹھا کر دیا گیا تھا۔ ہر چیز نفاست کی آئینہ دار تھی۔ نوین نے مجھے ...ں کے غول دکھائے۔ ان کی نسلوں کے بارے میں بتاتی رہی پھر اس نے اصطبل دکھایا اور کہنے لگی۔

"تم گھوڑے کی سواری کر لیتے ہو؟"

"ہاں۔"

"تم بھی ہر فن مولا ہو۔ کچھ لوگ خود کو ظاہر نہیں کرتے لیکن اندر سے بہت کچھ ہوتے ہیں۔ ...رے اندر یہی خرابی ہے جو کچھ ہوں ظاہر کر دیتی ہوں۔ بہر حال کل ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر چلیں گے اور ...تمہیں اپنی دیہی زمینیں دکھاؤں گی۔ ڈیڈی نے بہت عمدہ باغ لگایا ہوا ہے۔"

میں نے اس بات پر بھی ہاں کہہ دی تھی۔ کافی دیر تک ہم باہر گھومتے رہے اور پھر خوب رات ...ئی تو واپس پلٹ آئے۔ کھانے کا وقت ہو گیا تھا۔ وہ یہاں تنہا تھی لیکن ملازم اس کا پورا خیال رکھتے تھے ...کھانا تھا۔ میں نے کوئی تکلف نہیں کیا اور خوب سیر ہو کر کھایا' ویسے ذہن کسی حد تک بٹ گیا تھا۔ یہ چند ...ے اس لڑکی کی رفاقت میں بہت عمدہ گذرے تھے اور یاسیت کسی حد تک کم ہو گئی تھی۔

پھر وہ مجھے لے کر چھت پر چلی گئی۔ دور دور تک کا ماحول کہر میں ڈھکا ہوا تھا اور چاند چمک رہا تھا۔ ...ا اپنا گٹار لے آئی۔ بڑا خوبصورت گٹار تھا میں نے اس کی تعریف کی۔

"ڈیڈی میرے لیے اٹلی سے لائے تھے۔ لیکن اس سے پھوٹنے والے نغمے تمہیں اس سے زیادہ ...ورت لگیں گے۔" اس نے ایک ستون سے ٹک کر کہا اور پھر اس نے گٹار کے سر چھیڑ دیئے۔ بلاشبہ ...ل کرتے اور پھر ان سروں نے ایک نغمے کی شکل اختیار کر لی۔

میں نے بھی آنکھیں بند کر لیں۔ میرے خیالات کی رو گٹار کے تاروں سے بندھ گئی تھی۔ بہت ...یاد آ رہا تھا۔ لیکن اس میں میرا اپنا کچھ نہیں تھا۔ ساری یادیں پرائی تھیں۔ نہ جانے میں اس دنیا میں ...ا آیا تھا۔

گٹار بجتا رہا اور جب وہ خاموش ہوا تو ماحول بھی یکدم خاموش ہو گیا۔ آسمان کا چاند کچھ اور تیزی سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چمک رہا تھا۔

"تمہاری انگلیوں میں جادو ہے نوین۔" میں نے کہا اور وہ بڑے پیار سے مسکرا دی۔

"اور سناؤں؟"

"ہاں۔ ساری رات سناتی رہو۔ گٹار کے سروں میں سکون ہے، سکون جو کہیں نہیں ملتا۔" میں نے جذباتی انداز میں کہا اور اس نے دوبارہ تار چھیڑ دیئے۔ اس بار ایک طربیہ نغمہ فضاؤں میں بکھرنے لگا۔ میں اسے دیکھ رہا تھا۔ اس بار اس کی آنکھیں بھی کھلی ہوئی تھیں اور جب نغمہ ختم ہوا تو میں نے اسے خوب داد دی۔

"پیانو میں اس سے بھی عمدہ بجاتی ہوں۔ کل سناؤں گی۔ لیکن تم نے بھی کہا تھا کہ تم گٹار بجا لیتے ہو۔"

"ہاں بجا لیتا ہوں۔ لیکن تم سے اچھا نہیں۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے، سناؤ۔" اس نے گٹار میری طرف بڑھا دیا۔

"یہ میرے ہاتھ میں آکر رونے لگے گا اور مجھے تمہاری ہنسی پسند ہے۔"

"اب ٹالنے کی کوشش مت کرو۔ میں تمہارے دل کی آواز جاننا چاہتی ہوں۔" اس نے کہا اور میں نے ایک گہری سانس لے کر گٹار کو سینے سے لگا لیا۔ نہ جانے کیوں مجھے ایک سکون کا احساس ہوا اور پھر گٹار کے تاروں پر میری انگلیاں رینگنے لگیں۔ اس سے قبل بھی سینکڑوں بار گٹار بجایا تھا۔ لیکن آج نہ جانے کیوں گٹار ہاتھ میں لے کر یوں محسوس ہوا جیسے کوئی مونس مل گیا ہو۔ کوئی ایسا ساتھی جو میرے لیے دل میں درد رکھتا ہو یہی ایک چیز تھی اور مجھے اس سے بڑی اپنائیت محسوس ہوئی۔

لیکن میرا ایک مونس اور بھی تھا۔ سردارے ------ میرا خط ملنے کے بعد نہ جانے کتنا رویا ہوگا۔ اسے اپنی تنہائی کا احساس بھی تو ہوگا لیکن میں تو ہر چیز چھوڑنے کا عادی ہو گیا تھا۔ نہ جانے میرے خیالات کہاں کہاں بھٹکتے رہے اور میری انگلیاں گٹار پر بہتی رہیں۔ شاید ------ زندگی میں پہلی بار ------ بالکل پہلی بار میری آنکھیں بھیگی تھیں۔ میرے اندر ------ کی تپش کو سکون ملا تھا اور بہہ جانے والا پانی کتنا سکون بخش ہوتا ہے یہ مجھے اس پانی کے بہہ جانے کے بعد پتہ چلا۔ سارا دماغ ہلکا ہوتا جا رہا تھا۔

دوسرے لمحے نوین نے گٹار کے تاروں پر ہاتھ رکھ دیا۔ "بس کرو۔ خدا کے لیے بس کرو۔ بس کرو۔" اس کی آواز میں کرب تھا۔ میں چونک پڑا۔ چاندنی رات میں نوین کا چہرہ بھی آنسوؤں سے تر ہو رہا تھا۔

"بس کرو ورنہ میں مر جاؤں گی۔ لاؤ یہ گٹار مجھے دے دو۔ اسے کیا ہو گیا۔ آج اسے کیا ہو گیا۔"

میں خاموش کھڑا اس کی شکل دیکھتا رہا۔ نوین ------ متعجبانہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔

کافی دیر تک وہ اسی طرح کھڑی رہی۔ پھر اس نے گٹار ایک طرف رکھ دیا اور اپنا چہرہ صاف کرنے لگی۔ خاموشی طویل سے طویل تر ہوتی گئی اور پھر وہ آہستہ سے بولی۔ "چلو چلیں" اور میں خاموشی سے اس کے ساتھ ہو لیا۔

"تم کون ہو مجھے بتاؤ گے؟"

"بتا چکا ہوں نوین۔"

"اپنا سینہ کھول دو آسکر، ورنہ پھٹ جاؤ گے۔" وہ عجیب سے لہجے میں بولی۔

"تم غلط فہمی کا شکار ہو نوین کوئی خاص بات نہیں ہے۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میری عمر زیادہ نہیں ہے۔ لیکن بے وقوف تو نہیں ہوں۔ تمہاری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور تمہارا چہرہ غم کی تصویر بنا ہوا تھا۔"

"رو تو تم بھی رہی تھیں نوین۔"

"ہاں۔"

"کیوں رو رہی تھیں؟"

"بس گٹار سے ایسی درد بھری آواز نکل رہی تھی کہ آنسو نکل آئے۔ میں نے ایسا نغمہ کبھی نہیں سنا۔"

"تو یہی سمجھ لو، نغمہ غمزدہ تھا میں نہیں۔ ویسے مجھے افسوس ہے کہ میں نے تمہیں افسردہ کر دیا ہے۔"

"میں تمہارے بارے میں ساری رات سوچتی رہوں گی۔"

"مجھے اور افسوس ہوگا۔"

"لیکن تم میری مشکل حل نہیں کرو گے؟"

"کونسی مشکل؟"

"مجھے اپنے بارے میں سب کچھ بتا دو۔"

"کوئی خاص بات ہوتی تو ضرور بتاتا۔"

"تمہاری مرضی۔ میں تمہیں مجبور نہیں کروں گی۔" اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا اور میں بھی خاموش ہو گیا۔ "اب مجھے نیند آ رہی ہے، تم بھی آرام کرو۔" اور میں خاموشی سے اپنے کمرے میں آ گیا۔

آرام دہ بستر پر لیٹ کر میں نے اس واقعے کے بارے میں سوچا اور میرے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ آنسو واقعی بڑے سکون بخش ہوتے ہیں۔ لیکن اس سے نوین کے ذہن پر برا اثر پڑا ہے۔ یہ نوخیز کلی ابھی خوشیوں سے ہمکنار ہے۔ اس کے چہرے پر غم کی کوئی شکن نہیں ہے۔ میں بالکل نہیں چاہتا تھا کہ اس کلی کو جو ابھی ابھی کھلی تھی۔ غموں سے آشنا کر دوں۔

یہ میرے اندر دوسری بڑی تبدیلی تھی اور اس کے مضبوط ہونے کا یقین بھی ہو گیا۔ اس وقت رات کے تین بجے تھے۔ میری خواب گاہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ نیند مجھے بھی نہیں آئی تھی۔ جونہی دروازہ کھلا میں چونک پڑا۔

خوابگاہ میں مدھم روشنی والا شمعدان روشن تھا اور اس کی روشنی میں مجھے نوین نظر آئی۔ شب خوابی کے باریک لبادے میں لپٹی ہوئی جس سے گلابی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ بال کھلے ہوئے تھے اور وہ بڑی ہیجان خیز نظر آ رہی تھی۔

میں نے آنکھیں بند کر لیں اور وہ میرے نزدیک پہنچ گئی۔ پھر وہ جھکی اور اس نے میرے رخسار پر ہونٹ رکھ دیئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گرم اور جوان ہونٹوں کا لمس۔ لیکن اس وقت بھی میرے ذہن میں شیطان نہیں جاگا۔ میں نے اس کے شانوں پر دونوں ہاتھ رکھے اور وہ بری طرح چونک پڑی۔

"تم۔۔۔۔۔ تم جاگ رہے ہو؟"

"نہیں، جاگ گیا ہوں۔" میں نے اسے تھوڑا سا پیچھے کھسکا دیا۔ اور وہ سرک کر بیٹھ گئی۔ لیکن اس کی آنکھوں میں جذبات کی سرخی تھی۔

"میں شرمندہ ہوں۔ تمہیں جگا دیا۔"

"کوئی بات نہیں لیکن تم کیوں جاگ رہی ہو؟"

"بس۔ نیند نہیں آئی۔" اس کی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی۔

"کیوں نیند نہیں آئی۔ کیا تم بے خوابی کا شکار ہو؟"

"آج سے قبل کبھی ایسا نہیں ہوا۔" اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"کچھ خیالات ذہن کو پریشان کر رہے ہیں؟"

"نہیں۔ بس تمہارا خیال آجاتا ہے۔ جب بھی آنکھیں بند کرتی ہوں گٹار کی سسکیاں سنائی دینے لگتی ہیں۔ کیا وہ تمہارے دل کی آواز نہیں تھی آسکر؟ کیا تم دکھی نہیں ہو؟ تم ایک نوجوان آدمی ہو، بے حد پرکشش خدوخال کے مالک۔ لیکن تمہاری آنکھوں میں جوانی نہیں ہے۔ تمہارے چہرے پر وہ تاثرات پیدا نہیں ہوتے۔ جو ایک نوجوان آدمی کے چہرے پر کسی لڑکی کو دیکھ کر پیدا ہوتے ہیں۔ میں اس بات کا شکوہ نہیں کر رہی بس یہ جاننا چاہتی ہوں کہ تمہارے دل میں کون سا زخم ہے؟"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر میں نے کہا۔ "ایک بات بتاؤ نوین۔"

"جی۔"

"تم پیانو بجاتی ہو، گٹار بجاتی ہو۔"

"ہاں۔"

"کیا اس میں تمہارے دل کے زخم یا خوشیاں چمکتی ہیں۔ یا صرف ایک خوبصورت نغمہ بجانے کا خیال تمہارے ذہن میں ہوتا ہے۔"

"تمہاری انگلیوں سے جو نغمہ پھوٹا تھا۔ میں خود کو اس کے عشر عشیر بھی نہیں پاتی۔ اس میں صرف فن نہیں تھا، درد تھا، دکھ تھا۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے بھولی لڑکی۔"

"میں نے دوسری بات بھی کہی تھی، تمہاری آنکھوں میں زندگی سوئی سوئی کیوں ہے، ان آنکھوں میں چمک کیوں نہیں ہے؟"

"اس کی بھی ایک وجہ ہے نوین۔" میں نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا وجہ ہے، وہی تو جاننا چاہتی ہوں۔"

"تمہیں دیکھ کر میرے سینے میں جو جذبات جاگے ہیں ان میں ٹھنڈک ہے تپش نہیں۔ میں تمہاری معصومیت کا محافظ ہوں ڈاکو نہیں۔ جذبات فطرت کی دین ہوتے ہیں نوین، لیکن میں مشرق کا باشندہ ہوں۔ ہم جذبات سے مبرا نہیں ہوتے لیکن ان میں ہمارے ہاں تفریق ہوتی ہے۔ تمہاری ممی اور تمہارے ڈیڈی

گھر پر نہیں ہیں۔ اس لیے تمہیں لٹیرے تو بے شمار مل سکتے ہیں محافظ نہیں۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھی۔" اس نے الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"میں تم سے کسی جذباتی رشتے کا اعلان نہیں کروں گا۔ کیونکہ میرے لیے وہ رشتے حقیقی بھی نہیں رہ گئے۔ بس یہی کہوں گا کہ میری اور تمہاری عمر میں اتنا ہی فرق ہے جتنا تمہارے ڈیڈی کی اور تمہاری عمر میں۔"

"کیا یہ بات قابل تسلیم ہے؟" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"کیوں نہیں؟"

"ہرگز نہیں۔ میرے ڈیڈی کے بال سفید ہیں اور وہ بوڑھے ہیں۔"

"تاہم میرے دل میں تمہارے لیے وہی جذبات ہیں۔"

"اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟"

"ہاں۔"

"کیا وجہ ہے؟" وہ جیسے قرض وصول کر رہی تھی۔

"یہ کہ میں کوئی اچھا انسان نہیں ہوں۔"

"یہ کیا وجہ ہوئی؟"

"تم نہیں سمجھو گی۔"

"لیکن سمجھے بغیر یہاں سے نہیں جاؤں گی۔" اس نے بچوں کے سے انداز میں ضد کرتے ہوئے کہا۔

مجھے ہنسی آگئی۔ "میں نے کہا نا نوین۔ جذبات کی اقسام ہوتی ہیں۔ ہم جو کھو بیٹھتے ہیں وہ دوبارہ نہیں پاتے۔ اور بعض چیزیں کھونا ہی پڑتی ہیں۔ تو پھر ایسے کیوں نہ کھوئی جائیں کہ کھونے کا افسوس نہ ہو۔ میں تمہارے لیے اجنبی انسان ہوں۔ آج تمہارے پاس ہوں کل چلا جاؤں گا اور تمہیں کھونے کا کچھ صلہ نہیں ملے گا۔"

میری اس بات پر وہ دیر تک سوچتی رہی۔ پھر اس نے مشکوک نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کے پیچھے کوئی اور بات تو نہیں ہے۔"

"مثلاً؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی ایسی ہستی جس نے تمہیں دکھ دیا ہو۔"

"اگر ہو تو تم کیا کرو گی؟"

"اسے تمہارے لیے حاصل کرلوں گی یا پھر اسے قتل کردوں گی۔" اس نے جذباتی انداز میں کہا اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر رونے لگی۔ میں نے اسے کھینچ کر سینے سے لگالیا۔

اگر دل میں کوئی جلن ہوتی بھی نوین تو ان آنسوؤں سے دھل گئی ہوتی لیکن یقین کرو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن بڑا سکون ملا ہے، تمہاری اس محبت سے۔" میں نے اسے بھینچ لیا اور وہ میرے سینے میں منہ چھپا کر سسک سسک کر روتی رہی۔

پھر جب وہ خاموش ہوگئی تو میں نے اسے اٹھایا۔ "گٹار سنو گی؟"

"اب نہیں سنوں گی۔" اس نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"نیند آ رہی ہے؟"

"بالکل نہیں۔"

"تب میری خواہش ہے آؤ گٹار سنو۔" میں نے کہا اور وہ تعجب سے مجھے دیکھنے لگی۔ "آؤ یہاں سب ملازم ہیں کسی کو اعتراض نہیں ہوگا۔" اور وہ سہمی ہوئی سی اٹھ گئی۔ میں اسے لے کر اس کے کمرے میں آیا' گٹار لیا اور ہم دونوں ایک بار پھر چھت پر پہنچ گئے۔ چاند آدھے سے زیادہ سفر طے کر چکا تھا اور اب پستیوں کی جانب سے جھانک رہا تھا۔

نوین خوفزدہ سی ایک ستون سے ٹک کر کھڑی ہوگئی۔ مجھے محبت کے آنسو ملے تھے۔ وہ آنسو جو آج تک میرے سینے میں جذب نہیں ہوئے تھے۔ میں نے اگر کسی کے لیے کچھ کیا ہے تو اس نے مجھے محبت دی ہے لیکن یہ بے لوث محبت مجھے پہلی بار ملی تھی۔ میں اس محبت کا خراج ادا کرنا چاہتا تھا۔ ہاں مجھ میں اتنی سکت تو نہیں تھی کہ میں اس محبت کے بوجھ کو ہمیشہ کے لیے اپنے شانوں پر اٹھا لیتا۔ میں اس کی ادائیگی فوراً کرنا چاہتا تھا۔

چنانچہ میں نے گٹار کے سر سجائے اور پھر ایک ایسا نغمہ چھیڑا کہ ساری کائنات ہنس پڑی۔ یہ نغمہ طرب تھا۔ یہ خراج تھا اس محبت کا۔ میں نے سارے جہاں کے پھول سمیٹ لیے تھے اور ان پھولوں کے حسین گجرے بنا کر انہیں فضا میں اچھال رہا تھا۔ چاروں طرف پھول ہی پھول تھے اور نوین خوشی سے کھل اٹھی تھی۔

وہ میرے نزدیک آ گئی اور پھر چھت کے دوسرے سرے تک دوڑتی چلی گئی۔ دیر تک میں پھول لٹاتا رہا اور پھر میں نے گٹار بند کر دیا۔

"آہ تم گٹار کے جادوگر ہو۔" نوین نے کہا۔

"سچ۔" میں نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے اتنا عظیم فنکار نہیں دیکھا۔"

"اب تو تمہارے دل سے ساری غلط فہمیاں دور ہو گئی ہوں گی۔"

"ہاں۔ لیکن کیا تم چلے جاؤ گے؟"

"ہمیں حقیقتوں سے دور نہیں جانا چاہیے نوین۔ میں تمہیں بھی یہی تلقین کرتا ہوں۔ عمر تمہیں تجربہ دے گی لیکن وقت سے پہلے کچھ حاصل ہو جائے تو انسان تکلیف نہیں اٹھاتا۔ تم معصوم فطرت لڑکی ہو۔ زندگی میں بے شمار لوگ ایسے آتے ہیں جو پہلی ہی نگاہ میں ہمیں بھا جاتے ہیں۔ لیکن چاہتوں کے دائرے اتنے وسیع نہیں ہونے چاہیں کہ انسان خود میں قید ہو جائے۔ میں ایک مسافر ہوں۔ آج نہیں تو کل چلا جاؤں گا۔ تمہارے اچھے اخلاق کا تاثر لے کر' تم بھی اس سے زیادہ تاثر نہ لو۔"

"تو تم چلے جاؤ گے؟"

"ہاں نوین۔"

"رک نہیں سکتے؟"

"کتنے دن رکوں گا؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ میں تمہارے نغموں کی امین بن جاؤں گی۔ یہ سفر بہت خوبصورت ہوگا۔ میں اور تم ——"

"نہیں نوین' یہ ناتجربہ کاری کے خواب ہیں۔ نہ جانے کیوں میرا دل چاہتا ہے کہ تم خواب نہ دیکھو۔ حقیقتوں کی دنیا میں آؤ۔"

"ٹھیک ہے۔" اس نے ایک گہری سانس لی۔ "میں نے تمہیں پیشکش —— کی تھی' تم نے ٹھکرا دی۔ ٹھیک ہے اس قابل نہ سمجھا' نہ سہی۔" وہ غمناک انداز میں خاموش ہو گئی۔ میں نے اس کی اس کیفیت پر توجہ نہیں دی تھی۔

"آؤ چلیں۔" میں نے کہا اور پھر ہم دونوں نیچے اتر آئے۔ جاؤ نوین سونے کی کوشش کرو رات ختم ہونے والی ہے۔" اور وہ گردن جھکا کر چلی گئی۔ میں اس کے بعد بھی دیر تک جاگتا رہا پھر سو گیا۔

دوسری صبح دیر سے آنکھ کھلی تھی۔ ملازم سے پوچھا تو پتہ چلا کہ نوین ابھی تک سو رہی ہے۔ بہرحال میں نے اس کا دیا ہوا لباس تبدیل کیا اور شیو وغیرہ کر کے تیار ہو گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے تک انتظار کرنا پڑا نوین الجھے ہوئے بال اور بے ترتیب لباس میں میرے سامنے پہنچی تھی۔ اس کی آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں۔ شاید بستر سے اٹھ کر سیدھی چلی آئی تھی۔ مجھے اس طرح تیار دیکھ کر وہ خجل ہو گئی۔

"اوہ' میں —— میں سوتی رہ گئی تھی۔ اس نے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر؟" میں نے نرم نگاہوں سے اسے دیکھ کر پوچھا۔

"تم نے ابھی ناشتہ بھی نہیں کیا ہوگا؟"

"اب کریں گے' اس میں کونسی خاص بات ہے۔ میں نے اس کی کیفیت محسوس کر کے کہا۔

"بس ابھی تیار ہو کر آتی ہوں۔ وہ بولی اور باہر نکل گئی چلتے ہوئے اس نے شاید ملازم کو ناشتہ لگانے کی ہدایت بھی کر دی تھی۔ پھر وہ آ گئی بڑی جلدی اس نے خود کو سنوار لیا تھا۔

"آؤ آسکر' ناشتہ کریں۔" وہ بڑے پیار سے بولی اور ہم دونوں ناشتے کی میز پر آ گئے۔

"اس کے ہونٹوں پر خواہ مخواہ مسکراہٹ آ رہی تھی۔

"بہت خوش ہو نوین؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں۔ ہوں۔" اس نے مختصراً کہا۔

"وجہ بتاؤ گی؟"

"نہ بتاؤں تو؟"

"کوئی حرج نہیں ہے۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"اور اگر بتا دوں تو؟" وہ ہنس پڑی۔

"تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔" مجھے بھی ہنسی آ گئی۔

"شرم آتی ہے۔" وہ سچ مچ شرما کر بولی۔ میں نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور وہ خاموشی سے ہنستہ کرتی رہی۔ لیکن اس کے انداز میں ایک جھجک سی تھی جیسے کچھ کہنا چاہتی ہو' کہہ نہ پا رہی ہو۔ میں نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔

"دراصل میں رات کے واقعات پر غور کر رہی تھی۔ ایک بات بتاؤ آسکر۔ تم ان واقعات کی روشنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں مجھے کیسی لڑکی سمجھتے ہو؟"

"کون سے واقعات کی روشنی میں؟ اگر تم کسی خاص واقعے کی جانب میری توجہ مبذول کرنا چاہتی ہو تو تمہیں اس کی وضاحت کرنا ہوگی۔ بہرحال کوئی بھی واقعہ ہو' تمہارے لیے میرے جذبات بہت اچھے ہیں اور میں تمہیں ایک بہت ہی پیاری لڑکی کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھوں گا۔" میں نے کہا۔

"گویا تمہارے خیالات میری جانب سے خراب نہیں ہوئے؟"

"کیوں ہوتے؟"

"میرا رات کا رویہ اچھا تو نہیں تھا۔ جانے مجھے کیا ہو گیا تھا۔"

"تم بلاوجہ مجھے یاد دلا رہی ہو نوین ------ میں تو بھول بھی چکا ہوں۔"

"لیکن میں کبھی نہیں بھولوں گی۔ تم میری زندگی کو ایک پاکیزہ سبق دے چکے ہو آسکر۔ میں پہلی بار بھٹکی تھی آئندہ نہیں بھٹکوں گی اور اب تمہارے لیے بھی میرے دل میں وہ جذبات نہیں ہیں۔ تم تو آسمان سے آنے والے ہو راستہ بھٹک گئے ہو۔ میں تمہیں راستہ بھٹکنے والا سمجھتی ہوں۔"

"نہیں نوین' میں اس غلیظ دنیا کا ایک گناہگار انسان ہوں۔ بہرحال چھوڑو ان باتوں کو' تم پر سکون ہو۔ سب ٹھیک ہے۔"

"آج میں تمہیں نواح کی سیر کرانے لے جاؤں گی۔"

"ضرور۔ کل میں چلا جاؤں گا۔"

"کل نہیں' ابھی چند روز رہو۔"

"کوئی فائدہ نہیں نوین۔ جانا تو ہے۔"

"میں تمہیں روکوں گی نہیں' لیکن میرے لیے چند روز تو رک جاؤ۔ اس نے لجاحت سے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔

"ٹھیک ہے' میں تمہاری خواہش کو رد نہیں کروں گا۔" میں نے جواب دیا اور وہ خوش ہو گئی۔

تھوڑی دیر کے بعد اس نے سیر و تفریح کی تیاریاں شروع کر دیں۔ ایک جیپ میں کچھ سامان رکھا گیا اور نوین نے ضروری تیاریوں کے بعد سفر شروع کر دیا۔

"فاصلہ ذرا زیادہ ہے۔ لیکن ہم جھیل ونڈر میر چلیں گے۔"

"ونڈر میر؟"

"ہاں ہمارے ڈسٹرکٹ کی پہلی جھیل ہے۔"

"ٹھیک ہے چلو۔ میں نے کہا اور نوین نے جیپ اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ ذیلی سڑک سے وہ بڑی سڑک پر آگئی اور پھر نوین رفتار تیز کرتی گئی۔ تھرماس میں کافی موجود تھی جسے راستے میں تین بار پیا گیا۔ خاصی تیز رفتاری سے سفر کیا گیا تھا اس لیے جھیل تک پہنچنے میں زیادہ دقت نہیں ہوئی۔

لیکن جھیل کے مناظر مجھے پسند نہیں آئے تھے۔ چھوٹی چھوٹی سرسبز پہاڑیاں اور ان کے درمیان گدلے پانی کا ایک وسیع میدان جس میں بطخوں کے غول بے شمار تھے۔ کناروں پر آئس کریم اور بھدے مناظر کے کارڈ فروخت کرنے والوں کے کیبن بکھرے ہوئے تھے۔ لوگ البتہ اچھی خاصی تعداد میں نظر آرہے تھے۔

تھوڑی دیر تک ہم دونوں وہاں گھومتے رہے' یہاں تک کہ دو بج گئے۔ "بھوک لگ رہی ہے مگر؟"

"کھانا تو موجود ہے۔"

"لیکن یہاں نہیں کھائیں گے۔"

"پھر؟"

"ایمبل سائڈ چلتے ہیں۔ وہ پر سکون ہے۔"

"چلو۔" میں نے کہا اور نوین نے ایک بار پھر اسٹیرنگ سنبھال لیا۔ درحقیقت ایمبل سائڈ بہورت قصبہ تھا۔ اس کے اطراف کے مناظر بہت حسین تھے۔ ایک خوبصورت سے قطعے پر ہم نے پکنک نے کا فیصلہ کیا اور اس کے نزدیک ہی لینڈ روور روک دی۔ نوین نے کھانے پینے کا بندوبست کیا اور ہم نے ا کھالیا۔ کھانے کے بعد نوین لینڈ روور کے قریب گئی اور اس نے گٹار نکال کر میری طرف بڑھا دیا۔

"ارے' یہ بھی ساتھ ہے؟"

"ہاں۔" وہ عقیدت سے بولی۔

"میں نے نہیں دیکھا تھا۔"

"میں نے چھپا کر رکھا تھا۔" وہ شوخی سے بولی۔

"کیا سناؤں؟"

"جو دل چاہے۔"

"میرے دل کی چاہ کا ذکر مت کرو۔"

"کیوں؟"

"گٹار رونے لگے گا۔"

"کیوں؟ آخر کیوں' کیا میں اس قابل بھی نہیں ہوں کہ تم مجھے دل کا راز بتا دو۔ مجھے بتا دو آسکر' نہارے سینے میں کون سے زخم ہیں۔ آخر میں تمہاری دوست ہوں اور اب تو ------ اب تو میرے ذہن لمتہارے لیے اور کوئی بات بھی تو نہیں ہے۔"

"اوہ' یہ بات نہیں ہے نوین۔"

"پھر کیا بات ہے؟"

"دراصل میرے زخموں کی نوعیت دوسری ہے۔ ایسی کہ میں کسی سے کہہ بھی نہیں سکتا اور پھر میں ڈرریاں نہیں چاہتا۔ یہ زخم میں نے خریدے ہیں۔ یہ زخم ایسے ہیں کہ بے معنی سے نظر آتے ہیں۔"

"زخم بہرحال زخم ہوتے ہیں۔ ان کے معنی ضرور ہوتے ہیں۔"

"نوین۔ میں آوارۂ وطن ہوں۔ میری زمین نے مجھے قبول نہیں کیا۔ حالانکہ مجھے اس زمین سے بے پناہ الفت ہے۔ میں اسے مقدس ماں سمجھتا ہوں۔ ماں کی گود مجھ سے چھن گئی ہے نوین۔ میرے دل میں ایک ہوک اٹھتی ہے۔ لیکن میں اس ماں سے ناراض ہوں۔ میں اس کی آغوش میں واپس نہیں جانا چاہتا۔

میرے زخم کا کوئی علاج ہے؟"

"زمین تمہاری ماں ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہاں۔ اس سے زیادہ ہے وہ میرے لیے میں اس کی بے پناہ عزت کرتا ہوں۔ میں اسے بے پناہ چاہتا
ہوں۔"

"تو پھر واپس کیوں نہیں چلے جاتے؟"

"ماں سے ناراض ہو کر میں ایسے راستوں پر چلا گیا تھا جس سے میرے وجود میں گندگی بھر گئی ہے اور
اپنی ماں کی پاک آغوش کو اب میں کسی طور گندہ نہیں کرنا چاہتا۔"

"ماں ــــــ ماں ہوتی ہے آسکر۔"

"ہاں۔ لیکن میری ماں مجھے ٹھکرا چکی ہے۔"

"تم اب کبھی اس کے پاس نہیں جاؤ گے؟"

"کبھی نہیں جاؤں گا نوین۔ اس نے مجھے ٹھکرا ضرور دیا تھا۔ لیکن میں اس کی پاک بازی کو نہیں
بھول سکتا۔ میرا وجود اب اس کے لیے غلاظت کے ڈھیر کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ میں واپس کبھی نہیں
جاؤں گا۔"

"تم واقعی بہت دکھی ہو۔" نوین نے افسردگی سے کہا۔

"ہاں نوین، میں بہت دکھی ہوں۔"

"اپنی زمین کا کوئی گیت نہیں سناؤ گے آسکر؟"

"زمین کا گیت؟" میں نے چونک کر کہا۔

"ہاں زمین کا گیت۔" نوین نے کہا اور میرے کانوں میں ایک دلکش نغمہ گونجنے لگا۔

لعل میری پت رکھیو بھلا جھولے لالن۔

اور میں نے گٹار نوین کے ہاتھ سے لے لیا۔ دل اداس تھا۔ گٹار ہاتھ میں لیتے ہی میرا دل مچل گیا۔
بہت عرصہ گذر گیا تھا وطن کو یاد کیے ــــــ گٹار کے تار مجھ سے تعاون پر آمادہ ہو گئے اور گٹار سے نغمہ ابل
پڑا۔

آنسوؤں میں ڈوبا ہوا نغمہ فضا میں پھیل گیا۔ یہ میرے دل کی چیخیں تھیں۔ یہ میرے سینے کی گھٹن
تھی۔ میری آنکھوں نے آنسوؤں کا مزہ چکھ لیا تھا، اور میں بے خودی میں نغمہ سرائی کرتا رہا۔ نوین بھی رو
رہی تھی۔

نغمہ ختم ہو گیا، لیکن نوین سسک رہی تھی۔ پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر میرے سینے سے آلگی۔

"میں تمہارے لیے کیا کروں آسکر میں تمہارے لیے کیا کروں؟"

"ارے دیوانی چپ ہو جاؤ۔ خدا تمہیں کبھی دکھ سے آشنا نہ کرے۔"

"میں کیا کروں آسکر؟ تمہارا دل کتنا دکھا ہوا ہے۔"

"میں بہت ہلکا ہو گیا ہوں نوین۔ یقین کرو دل سے بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا ہے۔ میں اب پرسکون ہو گیا
ہوں۔ ایک نغمہ اور سناؤں؟"

"سناؤ۔" اس نے کہا اور میں نے گٹار چھیڑ دیا اور اس بار پھر وہی دھن بجنے لگی۔ لعل میری پت
رکھو بھلا ــــــ اور یہ اس نغمے کی خوبی تھی۔ یہ دلوں کا ترجمان تھا۔ ہنسی اور آنسوؤں کا یکساں ساتھی اس
بار دھن بدلی ہوئی تھی اور ماحول ہنس رہا تھا۔ نوین ششدر رہ گئی تھی۔ وہ مبہوت تھی۔

پھر جب نغمہ ختم ہوا تو وہ تعجب سے بولی۔ "آسکر، کیا یہ وہی نغمہ نہیں تھا؟"

"وہی تھا۔"

"خدا کی پناہ، اس کا انداز کتنا بدلا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر قبل اس سے آنسو ٹپک رہے تھے اور اب
ماحول ہنس رہا تھا۔ تم گٹار کے جادوگر ہو آسکر۔"

"یہ نغمہ دلوں کا ترجمان ہے نوین، ذہنی کیفیت کا غماز۔ اس میں ہنسانے اور رلانے کی قوت ہے۔"

"بڑا پراسرار نغمہ ہے، مجھے سکھا دو آسکر۔ نوین نے التجا کی لیکن اس وقت بات کٹ گئی۔ گھوڑوں
کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی تھی۔ ہماری گردنیں گھوم گئیں۔ تین گھڑ سوار تھے۔ فرانسیسی طرز کے لباسوں میں
ملبوس۔ چوڑے ہیٹ پہنے ہوئے۔

"اوہ۔ یہ کمبخت کہاں سے آمرا؟" نوین بڑبڑائی۔

"کون ہے؟" میں نے پوچھا۔

"سیڈر۔ جھیل کے اس پار گراس میئر کے قصبے کے نزدیک اس کی بڑی زمینیں ہیں۔ ڈیڈی اور اس
کے باپ میں دوستی ہے۔ شاید وہ کوئی مشترکہ کاروبار بھی کرتے ہیں۔ لیکن مجھے اس سے سخت نفرت ہے۔"

"کیوں؟"

"وہ ہے ہی نفرت انگریز جہاں لڑکی دیکھی پاگل ہو گیا۔ اکثر ہمارے گھر آتا رہتا ہے لیکن میں منہ بھی
نہیں لگاتی۔"

"اتنی دیر میں تینوں گھڑ سوار ہمارے قریب پہنچ گئے۔ جس شخص کے بارے میں نوین نے بتایا تھا وہ
چھریرے بدن کا ضرورت سے زیادہ دراز قامت نوجوان تھا۔ چہرے پر چنگیز خان ٹائپ کی مونچھیں تھیں
درمیان سے صاف تھیں۔ بھوری آنکھوں میں چیتے کی آنکھوں کی سی چمک تھی۔

"اوہ مس لارنس، آپ یہاں یعنی میرے قصبے سے اتنی قریب ہونے کے بعد مجھ سے اتنی دور
رہیں۔" اس نے گھوڑے سے اترتے ہوئے کہا۔ اس کے دونوں ساتھی بھی گھوڑوں سے اتر آئے تھے۔

"یہاں میں سیر کے لیے آئی تھی۔" نوین نے سرد لہجے میں کہا۔

"اور تھوڑی سی آگے نہ آگئیں۔ کیا میں اس قابل بھی نہیں ہوں۔ میں تو اتفاق سے ادھر آنکلا
تھا۔ میں نے آپ کی جیپ پہچان لی تھی۔"

"بس یہیں تک آئی تھی۔"

"مسٹر میکلارنس ابھی تک واپس نہیں آئے نا؟"

"سنا ہے کل پرسوں تک آجائیں گے۔ ڈیڈی کے پاس اطلاع آئی تھی۔"

"شکریہ۔"

"یہ کون ہیں۔ تعارف نہیں کرایا تم نے۔" اس نے پہلی بار میری طرف توجہ دی۔

"میرے دوست مسٹر آسکر۔"

"ایک ہم ہی دشمن ہیں تمہارے، لیکن کب تک ارے ہاں ایڈی تم مس لارنس سے آج تک
ملنا چاہتے تھے۔ یہی ہیں میرے مستقبل کی ساتھی۔ تمہیں بڑا اشتیاق تھا۔" اس نے ایک شخص کی طرف مڑ کر
کہا اور اس نے آگے بڑھ کر ہیٹ اتار کر سر جھکا دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیا میں آپ کے اس جھوٹ کی تردید بھی کردوں مسٹر سیڈر۔" نوین نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔
"کون سا جھوٹ۔" سیڈر تعجب سے بولا۔
"جو آپ نے اپنے ساتھی سے بولا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ آپ اکثر لوگوں سے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ میں آپ کی ہونے والی شریک حیات ہوں۔"
"لیکن اس میں جھوٹ کیا ہے۔" سیڈر تعجب سے بولا۔
"تو پھر آپ کی غلط فہمی ہوگی۔ آیئے مسٹر ایڈی میں اپنے منگیتر سے آپ کا تعارف کراؤں۔ یہ ہیں میرے منگیتر مسٹر آسکر نوئیز۔ سیڈر کو خواب دیکھنے کی عادت ہے سو وہ الٹے سیدھے خواب دیکھ کر دوسروں کو سناتے رہتے ہیں۔"
سیڈر کا منہ تعجب سے کھلا رہ گیا تھا۔ پھر اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہوگئیں۔ "کیا آپ نے مذاق میں میری توہین نہیں کی ہے مس لارنس۔"
"مذاق ----- توہین" ----- نوین نے استہزائیہ انداز میں کہا۔
"ہاں۔ میرے دوست کیا کہیں گے؟"
"یہی کہ تم جھوٹے اور بے وقوف ہو، خود ہی فیصلے کرتے ہو اور دوسروں کو سناتے رہتے ہو۔ کس نے تم سے کہا کہ میں تم سے شادی کروں گی؟" نوین نے کہا۔
"تمہارے ڈیڈی نے۔"
"پھر شاید ڈیڈی ہی تم سے شادی کریں گے۔ یا پھر انہوں نے تمہاری حماقت دیکھتے ہوئے تم سے مذاق کیا ہوگا۔"
"تم میری جس قدر توہین کر رہی ہو نوین، تمہیں اس کے لیے بھگتنا ہوگا یا پھر تم اس شخص کو خوش کر رہی ہو۔ لیکن تمہیں معلوم ہے کہ یہ سیڈر کا علاقہ ہے۔"
"یہ تو تمہارا علاقہ نہیں ہے۔ میرا خیال ہے تمہاری زمین گراس میئر کے دوسری جانب ہے۔"
"لیکن یہاں وہی ہوتا ہے جو میں چاہتا ہوں۔"
"ہو سکتا ہے۔ لیکن کم از کم میرے معاملے میں نہیں۔"
"میں ----- میں تم سے انتقام لوں گا۔ تم اس گھٹیا سے سازندے کے سامنے میری توہین کر رہی ہو۔ بلا سے مسٹر میکلارنس سے ڈیڈی کے تعلقات خراب ہو جائیں۔ لیکن تمہیں اس بدتمیزی کی سزا ضرور ملے گی ابھی اور اسی وقت۔"
"کیا سزا ملے گی؟"
"میں تمہیں اٹھا کر لے جاؤں گا۔ تمہارا غرور پاش پاش کردوں گا۔" سیڈر کے منہ سے جھاگ نکلنے لگا۔
"یہ تمہاری کمینگی کا ایک اور ثبوت ہوگا اور لوگ میری بات کی تصدیق کریں گے کہ میں ... سے نفرت نہیں کرتی۔"
"تم مجھ سے نفرت کرتی ہو؟"
"شدید نفرت۔" نوین نے زمین پر تھوک دیا۔

"اوہ تیری یہ مجال کمینی، کتیا۔ میں تجھے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لے جاؤں گا۔" سیڈر جنون کے عالم میں آگے بڑھا اور اب میری مداخلت ضروری تھی۔
"مسٹر سیڈر پلیز، تھوڑے سے ٹھنڈے ذہن سے کام لیں۔ آپ کے بدن پر فرانس کے شرفاء کا لباس ہے۔" میں نے نرم لہجے میں آگے بڑھ کر کہا۔
"تمہاری مداخلت اس وقت تمہاری زندگی بھی چھین سکتی ہے، پیچھے ہٹ جاؤ، تم سیڈر سے واقف نہیں معلوم ہوتے۔"
"واقف ہونا چاہتا ہوں۔" میں نے بدستور نرم لہجے میں کہا۔
"مہنگی پڑے گی تمہیں یہ واقفیت۔" سیڈر غرایا۔
"آپ کے بدن پر فرانسیسی لباس ہے، کیا آپ فرانس کی ایک رسم پوری کرنا پسند کریں گے۔"
"کیا بکواس ہے، پیچھے ہٹو۔" سیڈر نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر مجھے دھکا دیا اور میں چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔ نوین اب کچھ پریشان نظر آنے لگی تھی۔
"میں بھی اس کا طلبگار ہوں اور فرانسیسی رسومات کے مطابق ایسے فیصلے ڈوئل سے طے ہو جاتے ہیں۔" میں نے کہا۔
"اوہ، تو تم مجھ سے ڈوئل کرو گے۔"
"فیصلہ تو کرنا ہی ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے شانے ہلائے۔
"اسے لے جانے سے مجھے کون روکے گا۔ لیکن میں چاہتا ہوں اسے بھی سیڈر کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ اسے پتہ چل جائے کہ جس کے منہ پر اس نے تھوکا ہے وہ کیا چیز ہے۔" وہ چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔
"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔" میں نے گردن خم کرتے ہوئے کہا۔
"نہیں آسکر، تم اس سے مت الجھو۔" نوین نے میرا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔
"کیا آپ ان کے ساتھ جانا چاہتی ہیں مس نوین؟" میں نے پوچھا۔
"نہیں، ہرگز نہیں، میں دیکھوں گی یہ مجھے کس طرح لے جاتا ہے۔"
"میں بھی یہی دیکھنا چاہتا ہوں۔" میں نے مسخرے پن سے کہا۔ ویسے میری نگاہیں جائزہ لے چکی تھیں کہ پستول ان تینوں کے پاس نہیں ہے۔ چنانچہ میں بے فکر تھا۔
"تو تم تیار ہو؟"
"ہاں تیاریاں کیا کرنا ہیں پستول نکالو۔" میں نے کہا۔
"تو کیا تمہارے پاس پستول موجود ہے؟" ایک لمحے کے لیے سیڈر کے چہرے پر الجھن نظر آئی۔
"پھر کس طرح جنگ کرو گے؟"
"میرے بازو فولاد ہیں۔ پستول میرے پاس موجود نہیں ہے۔"
"میرے پاس بھی نہیں ہے آجاؤ اور ہاں میری طرف سے اجازت ہے کہ تمہارے ساتھی تمہاری مدد کریں۔"
"اوہ۔ میں ہی تمہاری گردن توڑنے کے لیے کافی ہوں۔" سیڈر غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ اس نے اچھل کر میرے اوپر حملہ کردیا۔ فری اسٹائل کے داؤ سے کام لے کر اس نے میرے سینے پر دولتی جمانے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوشش کی تھی لیکن میں نے جھکائی دے کر اس کی دونوں ٹانگیں مضبوطی سے پکڑ لیں اور سیڈر نے بڑھ کر تمام ہاتھ ٹکا کر اپنا چہرہ بھرتہ ہونے سے بچایا۔ لیکن اب صورت حال بے حد دلچسپ تھی۔ اس کی دونوں ٹانگیں میرے ہاتھوں میں تھیں اور ہاتھ زمین پر ٹکے ہوئے تھے۔ وہ ٹانگیں چھڑانے کے لیے ہاتھوں سے زور لگا رہا تھا اور میں اس کی ٹانگیں پکڑے پکڑے چکر لگا رہا تھا۔ سیڈر کو ہاتھوں کے زاویے بدلنے پڑ رہے تھے ورنہ وہ زمین پر رگڑ کر رہ جاتے۔ پھر اسے خوب گھما کر میں ایک جگہ رک گیا۔

"ٹانگیں چھوڑو۔" وہ غرایا اور میں نے اسے پلٹ دیا۔ وہ چت ہو گیا تھا۔ لیکن ٹانگیں میرے ہی ہاتھوں میں تھیں۔ اس بار اس نے پوری قوت سے ٹانگیں چھڑانے کی کوشش کی لیکن میں نے اسے پھر الٹ دیا۔ اور وہ ہاتھوں کے بل آ گیا۔

نوین بے اختیار ہنس پڑی تھی۔ "یہ کیا ہو رہا ہے سیڈر۔" وہ قہقہہ لگا کر بولی۔

"سؤر کے بچو، تم میرے دوست ہو کر دیکھ رہے ہو۔" سیڈر دھاڑا اور دونوں سور کے بچوں کو ہوش آ گیا۔ وہ میری طرف دوڑے اور دونوں نے ایک ساتھ میرے اوپر حملہ کیا۔ لیکن وہ لڑائی بھڑائی کے معاملے میں گدھے معلوم ہوتے تھے۔ وہ مخالف سمتوں سے حملہ آور ہوئے تھے۔ اور دونوں نے ہی میرے منہ پر گھونسے جمانے کی کوشش کی تھی۔ میں پھرتی سے بیٹھ گیا اور انہوں نے ایک دوسرے کے جبڑے ہلا دیئے۔ سیڈر کی ٹانگیں میں نے اب بھی نہ چھوڑیں اور ان کے نرغے سے اسے بھی گھسیٹ کر لے گیا۔

اس بار ان دونوں کے منہ سے غراہٹیں نکلیں اور جس انداز میں وہ حملہ آور ہوئے تھے اسے روکنے کے لیے سیڈر کی ٹانگیں چھوڑنا پڑیں۔ پھر میں نے ان میں سے ایک کا گھونسا کلائی پر روکا دوسرے کے پیٹ پر پاؤں سے ضرب لگائی اور وہ اچھل کر دور جا گرا۔ جس کا گھونسہ روکا تھا اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر دوسرے کے اوپر اچھا دیا اس کے لیے میں نے دیسی داؤ قلاجنگ استعمال کیا تھا اور وہ دونوں ڈھیر ہو گئے۔

سیڈر کے حواس بحال نہ ہوئے تھے، تاہم اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن مجھے موقع مل گیا تھا جونہی وہ کھڑا ہوا میں نے زمین پر بیٹھ کر پھر اس کے دونوں پاؤں پکڑ لیے اور اسے پھر الٹ دیا۔

اس کے بعد میں سیڈر کو ان لوگوں سے دور کھینچ لے گیا اور اسے بری طرح الٹنے پلٹنے لگا اس کے لیے میں خود بھی چکر کھا رہا تھا۔

سیڈر کے دونوں ساتھی سنبھل کر مجھ پر لپکے اور میں نے سیڈر کو چھوڑ دیا۔ اس بار میں نے فیصلہ کیا تھا کہ ان دونوں کو درست کر دوں پھر سیڈر کو دیکھوں گا۔ چنانچہ میں دونوں ہاتھ سیدھے کر کے کھڑا ہو گیا۔ وہ میرے نزدیک آ کر ٹھٹھک گئے تھے۔

"آؤ آؤ۔" میں نے انگلی سے اشارہ کیا اور پھر اچانک زمین پر بیٹھ کر دونوں لاتیں ان کی پسلیوں پر ماریں۔ دونوں کی زوردار چیخیں نکلی تھیں۔ اسی وقت سیڈر نے مجھ پر چھلانگ لگائی اور میں نے پھرتی سے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ یہ تو مجھے بعد میں ہی معلوم ہوا تھا کہ سیڈر نے چاقو سے حملہ کیا تھا اور چاقو زمین میں پیوست ہو گیا۔

میں نے ایک لات اس کے منہ پر رسید کر دی اور پھر ان دونوں پر جا پڑا۔ اس بار میں نے ان پر فائنل گھونسے رسید کئے تھے۔ وہ دونوں چکرائے اور ایک دوسرے سے الجھ کر گر پڑے۔ سیڈر چاقو نکالنے کی کوشش کر رہا تھا اور اپنی ہی کوشش میں اس کا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا۔ لیکن میں تو اسے زچ کرنا چاہتا تھا چنانچہ

نے اس کی پشت پر لات رسید کر دی اور جونہی وہ گرا میں نے اس کی ٹانگیں سنبھال لیں۔
اور پھر وہی چکر، سیڈر کے حلق سے پھر وہی غراہٹیں نکل رہی تھیں اور نوین پیٹ پکڑ پکڑ کر ہنس رہی

"مزا آ رہا ہے نا سیڈر۔" وہ چیخی۔

"یک۔ بھک۔" سیڈر نے حلق پھاڑ کر کچھ کہنا چاہا لیکن میں نے اسے روک دیا اور اب سیڈر اپنے ہاتھوں کا سہارا ابھی نہیں لے رہا تھا۔ اس کی ناک اور پیشانی کی کھال اتر گئی تھی اور جگہ جگہ سے خون رس رہا

"فرانس کی تاریخ میں ایک نیا باب کھلا ہے سیڈر میرا خیال ہے ایسی ڈوئل کبھی نہ ہوئی ہوگی۔" میں نے کہا اور اسے دو تین الٹے پلٹے دینے کے بعد چھوڑ دیا۔ سیڈر نے آنکھیں بند کر لیں اس نے اسی میں عافیت سمجھی تھی کہ اب خاموش پڑا رہے۔

"مسٹر سیڈر غالباً آپ بے ہوش ہونے کی مشق کر رہے ہیں۔ کیا میں آپ کو ہوش میں لانے کی کوشش کروں۔" میں نے پوچھا لیکن سیڈر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے دونوں ساتھی پہلے ہی ڈھیر ہو گئے تھے۔

"کیا خیال ہے نوین؟"

"کیا یہ بے ہوش ہو گیا؟" نوین نے پوچھا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ جب تک میں نہ چاہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"بتاتا ہوں۔ میں نے کہا اور آگے بڑھ کر ایک مخصوص انداز کی ٹھوکر اس کی پنڈلی پر رسید کر دی۔ سیڈر کی خوفناک دھاڑ گونجی تھی۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ لیکن اب وہ بری طرح تڑپ رہا تھا۔ میں ہنس پڑا "کیا خیال ہے؟"

"کیا۔ کیا تم نے اس کی ٹانگ توڑ دی؟" نوین نے خوفزدہ لہجے میں مجھ سے پوچھا۔

"اوہ نہیں، جب تک میں نہ چاہوں اس کی ٹانگ کیسے ٹوٹ سکتی ہے۔ ٹھہرو میں تمہیں ٹانگ توڑ کر بتاتا ہوں۔" میں سیڈر کی طرف بڑھا۔

"نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔" سیڈر دہشت زدہ انداز میں اپنی تکلیف بھول کر بری طرح پیچھے کھسکنے لگا۔ اس کوشش میں وہ کئی بار گرا۔ لیکن میں آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سیڈر اٹھنے کی کوشش میں بار بار گر رہا تھا۔ اس کی کہنیاں اور گھٹنے چھل گئے تھے لیکن وہ مجھ سے بچنے کی کوشش میں بے تحاشہ پیچھے کھسک رہا تھا۔

"آسکر ـــــ آسکر رک جاؤ۔ بس کرو ـــــ بس کرو آسکر۔" نوین کو اس کی بے بسی پر ترس آ گیا اور میں رک گیا۔

"کیا میں اسے زندہ چھوڑ دوں؟" میں نے پوچھا۔

"قت ـــــ قتل کر دو گے؟" نوین نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"نہ صرف اسے بلکہ اس کے ساتھیوں کو بھی، تاکہ کسی کو پتہ ہی نہ چل سکے کہ اس کا جھگڑا کس سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوا تھا۔" میں نے خونخوار لہجے میں کہا۔

"چھوڑ و جانے دو آسکر" اس کے لیے یہی سزا کافی ہے۔"

"ایک شرط پر نوین' آئندہ یہ میری منگیتر کی جانب غلط نگاہ سے نہ دیکھے۔ اس سے پوچھو کیا یہ ایسا کرے گا ورنہ میں-----"

"آئندہ کوئی شکایت نہیں ہوگی۔" سیڈر جلدی سے بولا اور میں نے گردن ہلا دی۔

"تب ٹھیک ہے' آؤ نوین اب چلیں۔ یہ خود سے تو ہفتوں نہیں اٹھ سکے گا۔ لیکن اس کے ساتھیوں کو تھوڑی دیر کے بعد ہوش آجائے گا اور وہ اسے اٹھا کر لے جائیں گے۔"

"آؤ چلو۔" نوین خود بھی بدحواس ہو رہی تھی۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ہم واپس چل پڑے۔ نوین خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہی تھی اس کے ذہن پر اس ہنگامے کا تاثر تھا۔ میں نے بھی خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔

"کیا تم پریشان ہو نوین؟" بالآخر میں نے ہی پوچھا اور نوین نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا' ان میں پریشانی نہیں تھی بلکہ ایک عجیب سی حسرت تھی۔ میں ان نگاہوں کا مفہوم نہیں سمجھ سکا۔ "کیا بات ہے نوین؟"

"کچھ نہیں۔"

"یہ تمہیں بعد میں پریشان کرے گا؟"

"اوہ نہیں' اس کی یہ مجال نہیں۔ میرے ڈیڈی اس کے پورے خاندان کو درست کر کے رکھ دیں گے اگر یہ بات ان کے علم میں آگئی۔"

"پھر کیا بات ہے؟"

"بس ایسے ہی کچھ سوچنے لگی تھی۔" اس نے پھیکے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے بتانے کی بات نہیں ہے؟"

"ہے۔" اس نے کہا۔

"پھر بتاؤ۔"

"بس میں سوچ رہی تھی کہ تم جیسے ساتھی کی تمنا کون نہ کرے گا۔ تم ہر لحاظ سے مکمل ہو' ایک خوبصورت انسان۔ ایک حسین اور پرسحر شخصیت کے مالک' ایک جادو بھرے فنکار اور دلیر اور طاقتور آدمی۔ کسی لڑکی کی نگاہ میں اگر اپنی زندگی کے ساتھی کا ایک ایسا آئیڈیل ابھرے جو صرف اس کے تصورات میں ہو اور وہ تم جیسے انسان کو پالے تو کیا وہ اپنی تقدیر پر ناز نہیں کر سکتی۔ لیکن آئیڈیل کا اول تو کوئی وجود ہی نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو وہ کسی کو ملتا نہیں ہے۔"

نوین کے لہجے کی حسرت کو میں محسوس کر رہا تھا۔ لیکن میں کسی کے لیے کیا کر سکتا تھا۔ ایک ناکارہ انسان چنانچہ میں خاموش ہوگیا۔

"واپس چلیں؟" نوین نے پوچھا۔

"ہاں۔ کافی تفریح ہوگئی۔" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور نوین نے جیپ کی رفتار تیز کردی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم کوٹھی کے پھاٹک سے اندر داخل ہو رہے تھے اور پھر جیپ پورچ میں رک گئی۔

ملازم نے حسب معمول جیپ کا دروازہ کھولا تھا۔

"میڈم واپس آگئی ہیں مس صاحبہ۔"

"اوہ ممی۔ واپس آگئیں؟"

"ہاں۔"

"کہاں ہیں وہ؟" نوین نے خوشی سے پوچھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ اپنی سوتیلی ماں سے ناخوش نہیں ہے۔

"اپنے کمرے میں ہیں مس صاحبہ۔" ملازم نے جواب دیا۔

نوین نے گردن ہلائی اور پھر میرے ساتھ اندر چل پڑی۔ میرے کمرے کے نزدیک پہنچ کر اس نے پوچھا۔ "میری ممی سے ملو گے آسکر؟"

"اگر تم ملانا پسند کرو گی تو ضرور ملوں گا۔" میں نے جواب دیا۔

"تب تھوڑی دیر اپنے کمرے میں آرام کرو' میں ان سے مل لوں۔ انہیں تمہارے بارے میں بتا دوں۔" نوین نے کہا اور میں گردن ہلا کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ نوین چلی گئی تھی۔ میں ایک صوفے میں دھنس گیا۔

یہ سب کیا ہے' میں ایک لڑکی کا مہمان ہوں۔ لیکن پھر اور کیا ہے۔ زندگی کے تار تو ویسے ہی خاموش ہیں' اپنے لیے کوئی راستہ بنالو حالات تمہاری مرضی اور تمہاری پسند کے مطابق ہوں گے اور اگر خود کو حالات پر چھوڑ دو تو پھر زندگی میں جو کچھ بھی آئے وہی تمہارا ہے۔ آج یہاں ہوں' کل کہیں اور ہوں گا اور پرسوں-----نہ جانے کہاں۔

لیکن زندگی کا بوجھ تو گھسیٹنا ہی ہے' گھسیٹتے رہو۔ ذہن میں پھر عجیب سے خیالات ابھرنے لگے۔ لیکن اگر اس انداز میں زندگی گذارنا ہے تو پھر آوارہ گردوں کی زندگی سے بہتر اور کوئی زندگی نہیں ہے۔ ان کے درمیان رہ کر کوئی احساس نہیں رہتا۔ نہ کم نہ زیادہ بس ایک معمولی سوچ سے عاری۔

میں ان میں ہی شامل ہو جاؤں گا۔ زندگی کا مذاق اڑانے کے لیے اس سے بہتر ذریعہ اور کوئی نہیں ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد نوین واپس آگئی۔ "ممی اسی وقت تم سے ملنا چاہتی ہیں۔ وہ بڑی اچھی انسان ہیں۔ میں نے انہیں تمہاری ساری باتیں بتادی ہیں۔"

"اتنی جلدی؟"

"ہاں۔" نوین نے ہنس کر کہا۔

"سیڈر کے بارے میں بھی؟"

"ہاں اس کے بارے میں بھی۔" نوین نے جواب دیا۔

"کیا کہا تمہاری ممی نے؟"

"وہ تمہاری شکر گذار ہیں' کہہ رہی تھیں کہ تم نے ٹھیک کیا اور اگر اس نے مزید گڑبڑ کی تو وہ اسے ٹھیک کردیں گی۔ چلو ممی انتظار کر رہی ہوں گی۔ ملازمہ نے کافی تیار کردی ہے' ہم ممی کے ساتھ ہی کافی پئیں گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"چلو۔" میں اٹھ گیا۔ اور پھر نوین کے ساتھ اس کی ممی کے کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہ ایک صوفے پر بڑے وقار سے بیٹھی ہوئی تھی۔ لیکن ہماری پہلی نگاہ ہی تعجب خیز تھی۔ اس نے مجھے دیکھا اور میں نے اسے اور ہم دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہ گئے۔ یہ شکل میرے لیے اجنبی نہیں تھی اور نہ میں اس کے لیے۔ وہ ۔۔۔۔ سی کاریفا تھی۔

سی کاریفا کا چہرہ زرد ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی تاریکی چھا گئی تھی۔ میں بھی خاموش تھا۔

"ممی! یہ آسکر نوئیز ہیں۔" نوین ہم دونوں کے تاثرات سے بے خبر تھی وہ عورت چونک پڑی۔ پھر اس کے ہونٹ کھنچے اور اس کے منہ سے ایک پھٹی پھٹی سی آواز نکلی۔

"ہیلو۔"

"ہیلو۔" میں بھی مسکراتا ہوا آگے بڑھ آیا اور پھر میں نے اس کے سامنے ہاتھ کر دیا۔ "دراصل میرا نام نواز اصغر ہے لیکن مجبوری ہے نوین نے مجھے آسکر نوئیز بنادیا ہے اور اب میں بھی خود کو نوئیز آسکر سمجھنے لگا ہوں۔"

"نوین نے مجھے آپ کے بارے میں بتایا تھا۔"

"ضرور بتایا ہوگا۔" میں بے تکلفی سے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

"کب آئے آپ؟"

"تقریباً چالیس گھنٹے گزر چکے ہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"نہ جانے نوین نے آپ کی ٹھیک سے خاطر مدارت بھی کی ہے یا نہیں؟"

"یہ بہت عمدہ خاتون ہیں۔ بے حد نیک فطرت اور شریف جو وقت یہاں گزارا ہے، بڑا خوشگوار تھا میرے لیے۔"

"یوں لگ رہا ہے جیسے آپ ایک دوسرے سے واقف ہوں۔" نوین نے درمیان میں دخل دیا۔

"ہاں نوین، ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔"

"واہ، یہ تو اور بھی عمدہ بات ہے۔ لیکن ممی، کیا آپ ان کے اوصاف سے بھی واقف ہیں؟"

"بخوبی۔"

"تب تو میری باتوں پر آپ کو پورا پورا یقین آگیا ہوگا۔"

"مجھے تمہارے اوپر اعتماد ہے بے بی۔ میں نے تمہیں کبھی جھوٹا نہیں سمجھا۔"

"شکریہ ممی، میں کافی لے آؤں۔ دیر ہو گئی۔" نوین نے کہا اور اٹھ کر باہر نکل گئی۔ سی کاریفا مجھے دیکھنے لگی تھی۔ میں بھی اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ سیکاریفا آج بھی اتنی ہی حسین اور پروقار تھی۔

"آنکھوں پر یقین نہیں آرہا نواز۔" وہ چند ساعت کے بعد بولی۔

"یہی کیفیت میری ہے۔"

"تم یہاں ہو گے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔"

"اور تمہیں مسز میکلارنس کی حیثیت میں دیکھنا میرے تصور میں بھی نہیں تھا سیکا۔"

"کیا ہم ایک دوسرے پر یقین کر سکتے ہیں نواز؟ کیا میں یہ یقین کرلوں کہ تمہاری یہاں آمد کسی خاص

سلسلہ میں نہیں ہے۔"

"وہ سلسلہ کیا ہو سکتا ہے سیکا؟"

"کیا میکلارنس سے تمہارے تعلقات ہیں؟"

"قطعی نہیں۔"

"کیا تمہیں میری یہاں موجودگی کی کوئی اطلاع تھی؟"

"تم کسی برے انداز میں نہ سوچو تو بہتر ہے سیکا۔ میری یہاں موجودگی محض اتفاق ہے۔ ویسے اگر تم کسی قسم کی الجھن محسوس کر رہی ہو تو میں اسی وقت یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

"اوہ۔ نہیں نواز۔ میں تو اس خوش بختی پر ہی مشکوک ہوں کہ نواز اصغر کسی اور حیثیت سے میرا مہمان ہے، مجھے یقین دلا دو نواز۔"

"میں اب کچھ نہیں ہوں سیکا۔ میرا خیال ہے تمہاری بیٹی نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے ایک بے مصرف انسان کی حیثیت سے سڑک کے کنارے پڑا تھا وہ یہاں اٹھا لائی۔ تھوڑا بہت اس کے کام آگیا تو وہ متاثر ہو گئی، بس اس سے زیادہ کچھ نہیں۔"

"میں نہیں مان سکتی نواز۔"

"کیوں؟"

"تم جس پائے کے انسان ہو، میں جانتی ہوں۔"

"انسان تو ہوں نا سیکا۔"

"بے شک، لیکن تمہاری دولت بے اندازہ ہے۔ آج غلام سیٹھ نہیں ہے تو کیا ہوا۔ میں سمجھتی ہوں تم خود اتنے برتر ہو کہ اس کے بعد اس گروہ کو کنٹرول کر سکتے تھے، تم نے ایسا کیوں نہ کیا نواز؟"

"غلام سیٹھ، صرف میرا آقا نہیں تھا سیکا۔ بلکہ وہ ایک اور حیثیت بھی رکھتا تھا۔ اس نے میرے اندر ایک اور جان ڈالی تھی سیکا۔ اس وقت جب میں زندگی سے بہت دور چلا گیا تھا۔ وہ مجھے زندگی کی طرف لوٹا لایا تھا۔ مجھے اس سے محبت تھی سیکا۔ پھر اس کی موت کے بعد میں خود کو اس کی جگہ لانے کی کوشش کیوں کرتا۔"

"ہاں تم بلند کردار انسان ہو، میں نے ہمیشہ دل سے اس کا اعتراف کیا ہے۔" سیکا نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں سیکا۔ میں جو کچھ بھی ہوں مجھ تک ہی رہنے دو۔" میں نے بیزاری سے کہا اور سیکا خاموش ہو گئی۔ وہ چونک کر اب بھی مجھے دیکھنے لگتی تھی۔

پھر نوین کافی تیار کرا کے لے آئی۔ ہم دونوں کو اس انداز میں بیٹھے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"مسٹر آسکر میں یہی خوبی ہے ممی۔ ان سے مل کر یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ یہ اجنبی ہیں۔"

"ہاں بے بی، ان سے مل کر واقعی یہ احساس نہیں ہوتا کہ یہ اجنبی ہیں۔" سیکا نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ نوین نے کافی تیار کر کے سب کے سامنے رکھ دی اور ہم تینوں خاموشی سے کافی کی چسکیاں لینے لگے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر تھوڑی سی رسمی گفتگو ہوئی اور اس کے بعد سیکا نے کہا۔ "نوین نے آپ کو کافی تھکا دیا ہو گا مسٹر نواز۔ اس لیے تھوڑی دیر آرام کر لیں۔ رات کو کھانے پر ملاقات ہو گی۔"

"میں اٹھ گیا۔ نوین میرے ساتھ ساتھ ہی باہر آئی تھی۔ باہر نکل کر اس نے میرے شانے پر ہاتھ رکھا اور مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری ممی پسند آئیں؟"

"ہاں۔ اچھی عورت ہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"ممی کے چہرے سے میں اندازہ لگا لیتی ہوں۔ حالانکہ وہ میری اپنی ممی نہیں ہیں۔ لیکن میں ان کے مزاج میں بہت زیادہ دخیل ہوں۔ مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ انہوں نے بھی تمہیں بہت زیادہ پسند کیا ہے اور تم سے متاثر بھی ہیں۔"

"میرے اندر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ نوین۔"

"یہ تو دوسرے ہی جان سکتے ہیں' تم کیا جانو۔" نوین نے کہا اور بالآخر میں اپنے کمرے میں آ گیا جو میرے لیے آراستہ کیا گیا تھا۔

نوین مجھے چھوڑ کر چلی گئی اور میں پھر اپنے طور پر خیالات کے سمندر میں ڈوب گیا۔

ان دنوں میرے پاس تھا ہی کیا۔ بس سوچ گہری سوچ۔ میں اپنے اندر ایک عجیب سی تبدیلی محسوس کر رہا تھا۔ زندگی میں ایک عجیب سا تعطل پیدا ہو گیا تھا اور یہ تعطل مجھے خاصا الجھائے ہوئے تھا۔ لیکن بہر صورت اب زندگی کو جس راستے پر ---- لے آیا تھا اسے دوبارہ واپس لے جانے کا خواہشمند نہیں تھا۔ جو گیا تھا ٹھیک ہی تھا۔ ماضی کو بھول جانا ہی زیادہ بہتر ہے۔ ہاں میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ نئی زندگی مجھے کس راستے پر لے جائے گی۔ چنانچہ اب خاموشی ہی خاموشی تھی۔ میں اپنے اندر ایسی کوئی تحریک نہیں پا رہا تھا۔ حالانکہ سیکا ریفا کو دیکھنے کے بعد بہت سارے خیالات ذہن میں آئے تھے۔ لیکن میں نے ان سارے خیالات کو ذہن سے جھٹک دیا تھا۔ یوں بھی میں اس عورت کی طرف سے مطمئن نہیں تھا ---- اس سے جن حالات میں ملاقات ہوئی تھی۔ وہ مجھے اچھی طرح یاد تھے اور بلاشبہ وہ میرے نزدیک ایک خطرناک عورت تھی اور اب وہ میکلارنس کی بیوی تھی۔ نہ جانے کیوں' نہ جانے کیوں ---- لیکن مجھے کیا؟ جس وقت تک یہاں ہوں' ہوں۔ آخر چلا ہی جاؤں گا۔

رات کو تقریباً ساڑھے آٹھ بجے میں اپنے کمرے سے نکلا۔ نوین ہی بلانے آئی تھی۔ اس نے میری جانب دیکھا اور مسکراتے ہوئے کہا۔

"سو گئے تھے کیا مسٹر آسکر؟"

"نہیں جاگ رہا تھا۔"

"تو پھر کمرے میں اس طرح بند کیوں تھے۔ میں نے تو اسی لیے تمہیں ڈسٹرب نہیں کیا کہ شاید تم سو گئے ہو۔"

"میں دن میں سونے کا عادی نہیں ہوں نوین۔" میں نے جواب دیا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے دن میں سونے سے طبیعت پر ایک اضمحلال سا طاری ہو جاتا ہے۔ میں بھی کبھی نہیں سوئی۔ آیئے ممی کھانے کے کمرے میں آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔"

اور میں نوین کے ساتھ باہر نکل آیا۔ کھانے کے کمرے میں سیکا میری منتظر تھی۔ یہاں اس کی جو بھی حیثیت ہو لیکن میرے لیے وہ سیکا ہی تھی۔ چنانچہ اس نے کرسی سے کھڑے ہو کر میرا استقبال کیا اور میرے لیے اپنے نزدیک کی کرسی کھینچ دی۔

"میں سوچ رہی تھی کہ پتہ نہیں نوین نے آپ کے لیے بہتر انتظام کیا ہے یا نہیں مسٹر نواز۔" اس نے پر اخلاق لہجے میں کہا۔

"نوین ایک ہمدرد اور پر خلوص لڑکی ہے۔" میں نے کہا۔

"ممی! مسٹر آسکر کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟" نوین نے پلیٹ اپنی طرف سرکاتے ہوئے پوچھا۔

"کیا مطلب؟" سیکا نے سادہ لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب ہے کیا یہ ایک متاثر کن شخصیت نہیں ہیں؟" نہ جانے کیوں نوین کے لہجے میں ہلکی سی جھجک آ گئی۔

"ہاں ہیں۔ لیکن ہر شخص جو ان کی مانند نظر آئے۔ ان جیسی طبیعت کا مالک نہیں ہوتا۔ ہمیں شخصیتوں سے محتاط رہنا ضروری ہوتا ہے۔"

"ہاں ممی' لیکن ----"

"کوئی خاص بات نہیں ہے۔ بے بی۔ میرا مقصد یہی تھا کہ بعض شخصیتیں متاثر کن ضرور ہوتی ہیں لیکن ان سے زیادہ متاثر ہونا اچھا نہیں ہوتا۔"

"ٹھیک ہے ممی۔" نوین آہستہ سے بولی۔ میں نے سیکا کی آواز میں ایک عجیب تاثر محسوس کیا تھا۔ نہ جانے کیوں مجھے اس کا احساس ہوا تھا لیکن میں نے ان دونوں ماں بیٹیوں کے معاملے میں دخل دینا مناسب نہیں سمجھا اور خاموشی سے کھانا کھاتا رہا۔ نوین نہ جانے کیوں کچھ بجھ سی گئی تھی۔

پھر کھانا ختم ہو گیا اور کافی پینے کے بعد سیکا نے مجھ سے کہا۔ "آؤ مسٹر نواز' تھوڑی چہل قدمی کریں۔"

میں نے گردن ہلا دی۔

"میں ---- میں جاؤں ممی؟" نوین نے کسی قدر سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں بے بی' تم بھی ہمارے ساتھ چلو' چہل قدمی کے بعد تم آرام کرنا۔" سیکا نے کہا اور نوین نے گردن ہلا دی۔

نجانے کیوں وہ سیکا کے سامنے کچھ بجھ سی گئی تھی۔ شاید یہ اس کا احترام ہو اور سیکا ---- ایک ذہین عورت تھی اور معاملات کو کنٹرول کرنا جانتی تھی۔

بہر حال میں نے اس بات کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ مجھے سیکا یا نوین سے کیا لینا تھا جس وقت تک یہاں مہمان تھا ---- تھا۔ اس کے بعد مجھے یہاں سے چلے ہی جانا تھا۔ چنانچہ میں نے کوئی دخل نہیں دیا اور ہم تینوں چہل قدمی کے لیے نکل آئے۔ دیر تک اس طویل و عریض میدان کے گہرے سناٹے میں ہم لوگ چہل قدمی کرتے رہے کبھی کبھی کوئی بات سیکا کے منہ سے نکل جاتی تو میں اس کا جواب دے دیتا اور پھر اس عجیب و غریب چہل قدمی کا اختتام ہو گیا۔ سیکا نوین کے نزدیک رک گئی۔ میں پر خیال نگاہوں سے اس کا جائزہ لینے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگا۔

سیکا نے نوین سے آہستہ سے کہا۔ "جاؤ بے بی' اپنے کمرے میں آرام کرو۔" اور نوین گردن جھکائے ہوئے چلی گئی۔ میں وہیں رہ گیا تھا۔ تب سیکا نے میری طرف دیکھ کر آہستہ سے کہا۔

"میرے کمرے میں آؤ گے نواز؟"

"اوہ۔" میں نے بغور سیکا کو دیکھا چند لمحات کے لیے میرے ذہن میں ایک عجیب سا جذبہ ابھرا۔ بھلا اب اس عورت کے کمرے میں جانے سے کیا فائدہ؟ گذرے ہوئے لمحات بلاشبہ اس کی ذات سے ایک تعلق رکھتے تھے۔ لیکن کیا یہ تعلق اب بھی باقی ہے اور کیا یہ ضروری تھا۔ چند لمحات سوچتا رہا۔ پھر میں نے فیصلہ یہ کیا کہ دنیا سے پہلو تہی کرنے سے کیا فائدہ' جو چیز جس انداز میں ہاتھ لگ جائے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ سیکا مجھے اپنے کمرے میں لے گئی۔ پھر اس نے اپنے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کرلیا۔

"میں لباس تبدیل کرلوں؟" وہ آہستہ سے بولی۔

"ضرور۔"

اور وہ ایک طرف چلی گئی۔ کمرے میں ایک جانب موجود الماری میں سے اس نے سلیپنگ گاؤن نکالا اور پھر اسے لیے ہوئے باتھ روم میں داخل ہوگئی۔ باتھ روم سے سلیپنگ گاؤن پہنے ہوئے جب وہ کمرے میں داخل ہوئی تو میں نے اسے بغور دیکھا۔ سیکا کے خطوط میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ وہ آج بھی اسی قدر جوان اور حسین نظر آرہی تھی جتنی کہ آج سے چند سال پہلے تھی۔

سیکا ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس نے نزدیک رکھے ہوئے سگریٹ کے پیکٹ میں سے سگریٹ نکالا اور پیکٹ میری جانب بڑھا دیا۔

"شکریہ! میں نے سگریٹ پینے سے انکار کردیا۔

سیکا نے اپنا سگریٹ سلگایا اور اس کے گہرے گہرے کش لینے لگی پھر اس نے کہا۔

"نواز میرا ذہن اب بھی تمہارے بارے میں الجھا ہوا ہے۔"

"کیوں سیکا؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"دراصل نواز کسی ایسی ذات کا نام نہیں جسے ہم صرف ایک رخ سے یا ایک انداز میں دیکھ سکیں۔ نواز تو ایک پھیلاؤ ہے' ایک ایسا پھیلاؤ جس کا اندازہ ہی مشکل ہے۔"

"سیکا تمہارے یہ الفاظ بہت خوبصورت ہیں۔ مجھے ان سے خوش ہونا چاہیے۔ لیکن یقین کرو نہ تو مجھے ان سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ ہی میں انہیں سن کر خوش ہوا ہوں۔"

"کیوں نواز؟"

"اس لیے کہ اب میں قطعی طور پر محدود ہوں۔ اگر کبھی میری زندگی میں کوئی پھیلاؤ تھا بھی تو میں اسے بھول جانے کا خواہش مند ہوں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"نواز تم جیسے انسان کی شخصیت ایسا جمود! میری سمجھ میں نہیں آتا۔"

"بہت ساری باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گی سیکا۔ اس لیے بہت ساری باتیں سمجھنے کا خیال ذہن سے نکال دو۔ میں آج تمہارے پاس ہوں کل چلا جاؤں گا۔ میرا خیال ہے اس سلسلے میں کسی بھی قسم کی

ہیچ بے مقصد ہوگی۔"

"تو ـــــ تو نواز میں اپنے سارے اندازوں کو غلط سمجھ لوں؟" سیکا نے سوال کیا۔

"اندازے؟" میں نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"ہاں نواز اندازے۔"

"کیسے اندازے سیکا' مجھے بتاؤ گی۔" میں نے کہا اور سیکا گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگی۔ پھر اس نے میری جانب دیکھا اور عجیب سے لہجے میں بولی۔

"تم میری اس صاف گوئی کا برا تو نہ مانو گے نواز؟"

"نہیں۔" میں نے پتھریلے لہجے میں جواب دیا۔

"جو کچھ میں کہنا چاہتی ہوں کہہ دوں؟"

"اگر مناسب سمجھو۔" میں نے کہا۔

"تم نے میرے بارے میں کچھ نہیں سوچا نواز؟"

"کس بارے میں؟"

"میری یہاں موجودگی؟"

"حیرت انگیز ضرور ہے۔ لیکن حادثات ہمارے ذہنوں میں تبدیلیاں کرتے رہتے ہیں۔ اگر میں خود کو نہ دیکھوں تو تمہیں دیکھ کر حیرت ہو۔"

"نواز' غلام سیٹھ کے گروہ کا خاتمہ ہونے کے بعد میں کافی دنوں تک پریشان رہی۔ پھر ایک اور شخص میری طرف بڑھا اسے میری پوزیشن کا علم ہوگیا تھا۔ اس نے مجھے کاروبار کی پیشکش کی۔ اس وقت میرے ذہن میں ٹوٹ پھوٹ تھی۔ اور میں نے زندگی کا کوئی لائحہ عمل متعین نہیں کیا تھا اس لیے میں نے اس کی پیشکش قبول کرلی۔ لیکن اس کی ذہنی سطح بہت گری ہوئی تھی۔ وہ ایک گھٹیا کاروباری تھا چنانچہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ لیکن وہ مجھے چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوا تو میں نے اسے قتل کردیا اور اسے قتل کرنے کے بعد میں ذہنی طور پر بہت افسردہ ہوگئی اور اسی دوران میں نے فیصلہ کیا کہ اس زندگی کو چھوڑ دوں گی اور اگر ممکن ہوا تو ایک شریف عورت کی زندگی بسر کروں گی۔ میں نے اس کے لیے جدوجہد کی۔ اور کسی حد تک کامیاب ہوگئی۔ اسی دوران مسٹر میکلارنس سے ملاقات ہوگئی اور اس شخص نے مجھے متاثر کرلیا۔ پھر جب اس نے مجھے شادی کی پیش کش کی تو میں تیار ہوگئی اور بالآخر ہماری شادی ہوگئی۔ میکلارنس مالی طور پر مطمئن انسان تھا' میں بھی خوش تھی۔ چند ایسی ذمہ داریاں میرے اوپر آپڑی تھیں جن سے میں آشنا نہیں تھی لیکن بہرحال میں نے پورے خلوص سے خود کو ان کا عادی بنالیا اور زندگی کا رخ ہی بدل دیا لیکن نواز ـــــ" وہ خاموش ہوگئی اور میں اس کے بولنے کا انتظار کرتا رہا پھر جب خاموشی طویل ہوگئی تو میں نے پوچھا۔

"لیکن کیا سیکا؟"

"بعض لوگ ازلی بدنصیب ہوتے ہیں۔" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

"کیا تم اب مطمئن نہیں ہو؟"

"میں تو مطمئن ہوں لیکن۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیا کہنا چاہتی ہو کھل کر کہو۔"

"میکلارنس بذات خود اچھا انسان نہیں ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب ہے اس کی شخصیت بہت اچھی ہے وہ ایک اچھا شوہر ہے' اچھا باپ ہے لیکن وہ بھی ------ میرا مطلب ہے کہ اس ناجائز تجارت نے میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔"

"اوہ۔ کیا میکلارنس اسمگلر ہے؟"

"ہاں۔"

"منشیات کا؟"

"ہر چیز کا۔ وہ صرف دولت کمانے کا خواہش مند ہے۔ میں نے اسے ہیرے کو کین اور ایسی ہی دوسری چیزوں کا اسمگلر پایا ہے۔"

"وہ تم پر ظاہر نہیں ہے۔"

"نہیں۔ اس نے مجھے کبھی اس بارے میں نہیں بتایا۔ مجھے صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ وہ تجارت کرتا ہے۔"

"پھر تمہیں کیا پریشانی ہے سیکا' ظاہر ہے اب تم خود تو اس کھیل میں ملوث نہیں ہو۔" میں نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے نواز۔ لیکن بہر صورت میں اس زندگی سے جتنا دور بھاگنا چاہتی تھی۔ اس سے اتنی ہی قریب ہوں' تم کیا سمجھتے ہو۔ کیا ہر شخص ساری زندگی کسی ایک راستے پر چلتے ہوئے' اور وہ راستہ جو نیکیوں کا راستہ نہ ہو محفوظ رہ سکتا ہے۔ اگر کبھی میکلارنس کو کوئی حادثہ یا الجھن پیش آئی تو کیا میں خود کو اس حادثے سے دور رکھ سکوں گی۔ میں سمجھتی ہوں مجھے اپنے شوہر کے ساتھ اس کی مدد کو آگے بڑھنا ہوگا۔ خواہ وہ راستہ جائز ہو یا ناجائز اور ان حالات میں میں خود کو مطمئن نہیں پاتی۔ میں سمجھتی ہوں کہ مجھے ہمیشہ دوبارہ اسی لائن کی طرف آنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ ممکن ہے میکلارنس کو کبھی میرے بارے میں کچھ علم ہو جائے' اور وہ اس بات پر متعجب رہ جائے دو ہی باتیں ہیں۔ یا تو وہ اپنے آپ کو چھپانے پر مجھ سے برگشتگی کا اظہار کرے گا۔ یا پھر یہ چاہے گا کہ میں بھی اس کے ساتھ ہی شریک ہو جاؤں۔ اور ظاہر ہے نواز وہ بات میرے لیے اچھی نہ ہوگی۔" سیکا نے سنجیدگی سے کہا۔

"بنیادی غلطی تم سے ہوئی ہے سیکا۔" میں نے کہا۔ "اگر تم اسے اپنے بارے میں پہلے ہی بتا دیتیں تو وہ زیادہ بہتر تھا۔"

"نہیں نواز۔ اس وقت شاید میں زندگی کے یہ لمحات بھی حاصل نہ کر پاتی جو حاصل کر چکی ہوں۔"

"کیوں؟" میں نے سوال کیا۔

"اس لیے کہ میکلارنس فوراً مجھے اپنی لائن پر لانے کی کوشش کرتا اور پھر یہی سب کچھ کرتا تو پھر اس زندگی میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ میکلارنس جیسے آدمی سے رابطہ قائم کرنے کا فائدہ کیا ہوتا؟"

"میرا خیال ہے سیکا' تم خود کو محدود رکھو' اگر تم اس زندگی سے مطمئن ہو تو اس سے سمجھوتہ کر لو اور کبھی خود کو منظر عام پر لانے کی کوشش نہ کرو۔ اگر کبھی میکلارنس تمہارے بارے میں جان ہی جاتا ہے؟"

ی اس بات کا اعتراف نہ کرو کہ تم یہ سب کچھ کرتی تھیں۔ تم یہی ثابت کرو کہ لوگ جو تمہیں اس قسم ت کرنا چاہتے ہیں' غلط فہمی کا شکار ہیں یا پھر تم سے کسی وجہ سے برگشتہ ہیں۔"

"ہاں جھوٹ بولنا پڑے گا۔ بہر صورت نواز میرے ذہن میں جو بات آئی ہے اسے میں تم سے کہے سکوں گی ورنہ مجھے الجھن ہی رہے گی۔"

"کوئی اور بات بھی ہے سیکا؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں۔"

"کیا؟" میں نے سوال کیا۔

"کیا تمہارا ابھی میکلارنس سے کوئی رابطہ ہے؟"

"اوہ۔" میں نے گہری سانس لی۔ "تو تم اس انداز میں سوچ رہی ہو؟" میں نے کہا۔

"ہاں۔"

"کیوں؟" میں نے سوال کیا۔

"دیکھو نواز' ہر انسان اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی بے بسی ضرور محسوس کرتا ہے۔ میں اس اسٹیج میں

"میں نہیں سمجھا سیکا۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"نواز میں جن راستوں کو چھوڑ آئی ہوں' ان سے بری طرح خوفزدہ ہوں۔ اور اگر کسی طرح لارنس سے تمہارا رابطہ ہوا تو میرا خیال ہے تم ہی میری رونمائی کا ذریعہ بنو گے۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تو سیکا ریفا اس انداز میں سوچ رہی تھی۔ بہر حال میں نے اسے ن کرنے کے لیے کہا۔

"تمہارا خیال ہے سیکا کہ میں میکلارنس کا ساتھی ہوں؟"

"مجھے معاف کرنا نواز۔"

"ویسے یہ الفاظ میرے لیے توہین آمیز ہیں سیکا' تمہارے خیال میں میکلارنس کی مالی حیثیت کیا

"نہیں تم غلط سوچ رہے ہو نواز۔" سیکا جلدی سے بولی۔

"کیوں' اس میں کونسی سوچ غلط ہے؟"

"میں ایک بات اور کہہ چکی ہوں۔"

"کیا؟"

"میں نے اس بات کا اعتراف بھی کیا ہے کہ اگر تم چاہتے تو غلام سیٹھ کا کاروبار سنبھال سکتے تھے اور صرف تمہیں خوش کرنے کے لیے نہیں کہی تھی۔"

"پھر میکلارنس کس طرح میرا ساتھی ہو سکتا ہے؟"

"تمہارا ماتحت تو ہو سکتا ہے۔"

"خیر تمہارے ذہن میں جو کچھ ہے۔ ایسی کوئی بات ہے نہیں۔"

"میں اطمینان کر لوں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں اپنے جملوں کو دہرانے کا عادی نہیں ہوں۔" میں نے خشک لہجے میں کہا اور سیکا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اب میں پورے خلوص سے معافی مانگ رہی ہوں۔"

"مطمئن ہو گئیں؟" میں نے بھی موڈ بدل کر کہا۔ میں اپنے مزاج میں نمایاں تبدیلی پیدا کرنے کا خواہش مند تھا۔

"پوری طرح نواز۔" وہ اٹھ گئی۔ اور پھر اس نے الماری سے شراب کی بوتل اور دو گلاس نکال لیے۔۔۔۔۔ ایک گلاس بنا کر مجھے دیا اور دوسرا خود سنبھال لیا۔ میں نے تعرض نہیں کیا تھا۔ لیکن میرے ذہن میں ایک کد پیدا ہو گئی۔ تاہم میں نے اس کا اظہار نہیں کیا۔

سیکا ریفا نے کئی گلاس پیے' اور اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں "اب بس کریں نواز' تم اگر اور پینا چاہو تو۔۔۔۔۔"

"نہیں' میں تو تمہارا ساتھ دے رہا تھا۔"

"نیند آ رہی ہے؟"

"ہاں آرام کرنا چاہتا ہوں۔"

"چلو' میں تمہیں تمہارے کمرے تک چھوڑ دوں۔" اس نے کہا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ بن رہی ہے شاید' کچھ کہلوانا چاہ رہی ہے۔

"سی کا۔ شراب نے میرے ذہن کو پیچھے پلٹ دیا ہے۔"

"نواز۔ ایک بات کہوں؟"

"کیا؟"

"برا مت ماننا نواز۔" میں نے ایک زندگی چھوڑ دی ہے اور دوبارہ اس کی جانب لوٹنے کے خوف سے لرزتی رہتی ہوں۔ میں نے اپنی مرضی سے یہ زندگی ترک کی ہے' اور مردہ ضمیر میں زندگی کی کچھ لہریں دوڑ گئی ہیں۔ میں دوبارہ مرنا نہیں چاہتی نواز۔"

"بن رہی ہو سیکا۔" میں نے جلتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"نہیں نواز۔"

"تب پھر آرام کرو' کیونکہ میں بھی زندگی کے راستے بدل چکا ہوں۔ اگر نہ بدل چکا ہوتا تو تم سے زیادہ خوبصورت اور جوان تمہاری بیٹی ہے۔ آرام کرو۔ میں اپنے کمرے میں چلا جاؤں گا۔" میں دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن سیکا میرے پیچھے پہنچ گئی۔ "نواز۔" اس نے عقب سے مجھے پکارا اور میں رک گیا۔

"کیا بات ہے سیکا؟"

"تم ناراض ہو گئے؟"

"نہیں۔ اس کے برعکس خوش ہوں۔ میں خود بھی شاید بے ضمیر انسان نہیں ہوں۔ اس لیے کسی زندہ ضمیر کو دیکھ کر مجھے مسرت ہوتی ہے میں صرف اس بات سے افسردہ ہو گیا تھا کہ تم نے کچھ اس طرح کہ میں صرف تمہارے بدن کا خواہش مند ہوں۔"

"سوری نواز' میں نے بس محسوس کیا تھا کہ تم ناخوش سے جا رہے ہو۔ باقی رہا دوسرا معاملہ تو کوئی

بڑا شخص جو اپنی زندگی میں ایک بڑا مقام رکھتا ہو یا اپنی زندگی میں کوئی حیثیت حاصل کر چکا ہو کبھی بے ضمیر نہیں ہوتا۔"

"اجازت ہے۔" میں نے کہا۔

اور اس نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔ تب میں باہر نکل آیا اور آہستہ آہستہ اس کمرے کے دروازے تک پہنچ گیا جو میرے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا۔

"دروازہ کھول کر میں اندر داخل ہو گیا اور اندر سے دروازہ بند کر دیا۔ پھر جب میں نے خواب گاہ میں روشنی کی تو مجھے نوین اپنے بیڈ پر لیٹی نظر آئی میں ساکت ہو گیا تھا۔ نوین اور اس وقت؟ یہ بات میرے لیے پریشان کن تھی۔

نوین بڑے اطمینان سے میرے بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے چہرے پر ہلکی سی افسردگی کے تاثرات تھے۔ وہ جاگ رہی تھی اور اس نے بننے کی کوشش بھی نہیں کی۔

میں ایک گہری سانس لے کر اس کے نزدیک پہنچ گیا۔ مجھے کچھ ہلکی سی الجھن کا احساس بھی ہوا تھا۔ یا مصیبت تھی یہ کیا تھا یہ سب کچھ اور میں نے سوچ لیا کہ بہت جلد یہاں سے نکل جاؤں گا۔ بہرصورت اس احساس کو لے کر میں نوین کے نزدیک پہنچ گیا اور وہ دلکش نگاہوں سے میری جانب دیکھنے لگی۔

"مسٹر آسکر۔" اس نے معصوم سے لہجے میں کہا اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"نوین تم اس وقت یہاں کیوں ہو؟"

"بس ایسے ہی۔"

"لیکن کیوں؟"

"بس ممی کے کمرے سے ادھر آ گئی۔"

"گئی تھیں ان کی طرف؟"

"ہاں۔"

"پھر اندر کیوں نہ آئیں۔"

"تم دونوں اس وقت ڈرنک کر رہے تھے۔ میں نے آنا مناسب نہیں سمجھا۔"

"پھر؟" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"بس اس کے بعد میں نے سوچا کہ مجھے یہاں نہیں رکنا چاہیے۔ ممی سلیپنگ گاؤن پہنے ہوئے تھیں جس سے ان کا بدن جھانک رہا تھا۔ لیکن مجھے حیرت ہے مسٹر آسکر۔"

"کس بات پر نوین؟" میں نے جبڑے بھینچ کر پوچھا۔ نوین کے انداز میں ڈھکے چھپے طنز کو میں نے محسوس کر لیا تھا۔

"ممی کا کردار میری نگاہوں میں ایک بہت اچھی عورت کا۔۔۔۔۔ تھا۔ وہ ہر طرح سے مطمئن بھی تھیں۔ میرے پپا سے پیار بھی کرتی تھیں لیکن مسٹر آسکر کیا دنیا میں کوئی بھی قابل بھروسہ نہیں ہوتا۔ ہم کسی شخص کے بارے میں کوئی تصور قائم کرتے ہیں۔ لیکن وہ تصور سے برا ہوا نظر آئے تو کیا حیرت نہیں ہوتی۔ مگر بعض رشتے تو ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر دکھ ہوتا ہے۔"

"کردار۔۔۔۔۔ ضمیر۔۔۔۔۔ نوین یہ باتیں بے حد دلکش ہیں لیکن انہیں قائم رکھنا بڑا ہی مشکل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ ہم جس چیز کو بھی نظرانداز کردیں وہی ہمیں تقویت دے سکتی ہے۔ ہاں اگر ہم ان کی گہرائیوں میں جانے کی کوشش کریں گے تو پھر وہاں کچھ نظر نہیں آئے گا۔"

"میں ممی کے بارے میں ایسا نہیں سوچ سکتی تھی مسٹر آسکر۔"

"کیسا نوین؟"

"تمہارا کیا خیال ہے وہ تم سے اتنی بے تکلیف کیوں ہو گئیں؟"

"صرف ایک اچھے انسان کی حیثیت سے۔" میں نے جواب دیا۔

"لیکن ------ لیکن ان کی بے تکلفی کا انداز؟"

"اس سے زیادہ کچھ نہیں تھا نوین کہ وہ مجھے یہ احساس ہونے نہیں دینا چاہتی تھیں کہ میں یہاں اجنبی ہوں۔ اور بس۔"

"واقعی؟"

"ہاں۔"

"کیا واقعی؟" نوین چونک کر کھڑی ہو گئی۔ شاید وہ یقین کی منزل سے دور تھی۔

"ہاں۔ تم نے کیا سوچا تھا؟"

"سوری مسٹر آسکر، میرے ذہن میں کچھ عجیب سے خیالات آگئے تھے اور یہ خیالات شاید میرے رکنے کا سبب بھی بن گئے۔ ہاں اب میں چلتی ہوں آپ بھی آرام کریں۔" نوین نے کہا اور میرے بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ شاید جا رہی تھی۔ اور میں نے اسے روکنا مناسب نہ سمجھا۔

"ٹھیک ہے۔" میں نے سخت لہجے میں کہا اور نوین باہر چلی گئی بستر پر لیٹ کر میں ان دونوں ماں بیٹی کے بارے میں سوچنے لگا۔ اور اس کے بعد میں نے ساری سوچ ذہن سے جھٹک دی۔ زیادہ بہتر یہ تھا کہ کل میں یہاں سے نکل جاؤں۔ ادریوں بھی رکنے کی ضرورت کیا ہے۔ چنانچہ میں آرام سے سو گیا۔

دوسری صبح ناشتے کی میز پر نوین اور سیکا دونوں موجود تھیں دونوں نے مسکراتے ہوئے میرا استقبال کیا۔ یوں لگتا تھا جیسے رات کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ تب میں نے ناشتے کے بعد سیکا سے کہا۔

"سی کا میں جانا چاہتا ہوں۔"

"ارے کیوں۔ ابھی سے کیوں؟" اس نے تعجب سے کہا۔

"بس سیکا میرا خیال ہے مجھے روانہ ہو جانا چاہیے۔"

"ہرگز نہیں، میں تمہیں ابھی نہیں جانے دوں گی مسٹر نواز۔" سیکا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"لیکن میں جانا چاہتا ہوں۔"

"اگر کوئی بات بری محسوس ہوئی ہے نواز تو میں معافی چاہتی ہوں اور اگر نوین سے کوئی گستاخی ہوئی ہے تو مجھے بتاؤ تاکہ میں اسے سرزنش کردوں لیکن تم ابھی کچھ روز یہاں قیام کرو۔ میری یہ دلی خواہش بھی ہے۔"

"مسٹر آسکر پلیز ابھی آپ یہاں سے نہیں جائیں۔" نوین نے کہا اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلملاہٹ تھی۔ اور میں شدید الجھن کا شکار ہو گیا۔ دونوں نے اتنا اصرار کیا کہ مجھے بالاخر اپنا ارادہ ترک کرنا ہی پڑا۔

لیکن اسی دوپہر مسٹر میکلارنس واپس آگئے۔ اس کی پیش گوئی اس نوجوان نے کی تھی۔ جس ہ نوین کی وجہ سے جھگڑا بھی ہوا تھا۔

میکلارنس ایک بلند و بالا قامت کا پر رعب شخص تھا۔ اسے دیکھ کر کوئی نہیں ۔ سکتا تھا کہ وہ ئی جرائم پیشہ انسان ہو گا۔

"یہ مسٹر نواز اصغر ہیں۔" سیکا نے میرا تعارف کرایا اور میں نے باریک بین نگاہوں سے دیکھا کہ کلارنس کی جھیل جیسی آنکھوں کی گہرائیوں میں ایک چمک سی ابھر آئی۔

"بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" اس نے مسکراتے ہوئے مجھ سے مصافحہ کیا۔

"مجھے بھی۔ نوین نے اپنے ڈیڈی کے بہت سے قصے سنائے ہیں مجھے۔"

"آپ کا کیا شغل ہے مسٹر نواز؟"

"بس آوارہ گرد ہوں۔"

"عمدہ شوق ہے، میں بھی سیاح ہوں اور عموماً باہر رہتا ہوں۔ مجھے تھوڑی دیر کے لیے اجازت یں۔ ابھی حاضر ہو جاؤں گا۔"

"ضرور۔" میں نے کہا اور میکلارنس چلا گیا۔ میں اس کی آنکھوں کی پراسرار چمک کے بارے ما سوچ رہا تھا۔ لیکن میری سمجھ میں کوئی خاص بات نہیں آئی۔ بہرحال شام کی چائے۔ پر پھر میکلارنس ے ملاقات ہوئی۔

"آپ جیسے مہمان کی آمد سے بہت خوش ہوں مسٹر نواز۔ مجھے آپ کی آمد کے بارے میں سب کچھ علوم ہو گیا ہے۔ سیڈر نے آپ سے اور نوین سے بدتمیزی کی تھی۔ بہرحال وہ میرے دوست کا بچہ ہے بگڑ گیا ہے۔ وہ آپ سے معافی مانگے گا۔"

"نہیں مجھے اس سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ وہ مس نوین کا مجرم ہے۔"

"نوین اسے ضرور معاف کردے گی۔ کیونکہ وہ اس کا منگیتر ہے۔" میکلارنس نے کہا اور نوین ی آنکھوں میں اضطراب ابھر آیا۔ میں نے نفرت سے منہ سکوڑ لیا۔ مجھے کیا ضرورت پڑی تھی کہ اس فاملے میں دخل دیتا۔

بہرحال میکلارنس مجھ سے گفتگو کرتا رہا۔ وہ عمدہ اخلاق کا مالک تھا۔ سیڈر اسی رات آیا اور اس نے مجھ سے ------ معذرت کی۔ اس کی حالت اب بھی بہتر نہیں تھی۔ اس کا باپ بھی ساتھ تھا۔ اس نے ے خلوص سے مجھے گراس میئر آنے کی دعوت دی۔

"میں یہاں سے جا رہا ہوں۔ واپسی پر موقع ملا تو ------" میں نے کہا لیکن میری بات کاٹ دی ئی۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ابھی آپ ہمارے مہمان رہیں گے اور تم فکر مت کرو۔ میں مسٹر نواز کو لے کر گراس میئر تک ضرور آؤں گا۔" میکلارنس نے کہا اور میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔

سیڈر اور اس کا باپ چلے گئے۔ میکلارنس نے ان سے وعدہ کرلیا تھا۔ پھر میکلارنس رات گئے تک مجھ سے گفتگو کرتے رہے۔

"گراس میئر کے نواح میں عمدہ شکار ملتا ہے۔ میں تمہیں وہاں شکار کھیلنے ضرور لے جاؤں گا۔ تم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوش ہو جاؤ گے۔"

"لیکن میں فرانس جانا چاہتا ہوں۔"

"میں بندوبست کردوں گا اور پھر لندن سے فرانس تک کا سفر کوئی حیثیت نہیں رکھتا لوگ تو صبح شام وہاں کا سفر کرتے ہیں۔ اس لیے تم فکر مند نہ ہو۔ میکلارنس کے آجانے سے گھر کی فضا میں تھوڑا سا تکلف پیدا ہو گیا تھا۔ اب نوین بھی آزادانہ میرے پاس نہیں آتی تھی۔ اور نہ ہی سیکا نے مجھ سے تنہائی میں کوئی ملاقات کی تھی۔ میکلارنس عموماً مجھے گھیرے رہتا۔

تیسرے دن میکلارنس نے شکار کا پروگرام بنایا۔ اور مجھے ساتھ چلنے کے لیے مجبور کر دیا۔" میں نے اپنے دوست کو بھی اطلاع بھجوادی ہے اس کی دعوت بھی ہے تمہارے لیے۔" اور میں خاموش ہو گیا۔

ہم نے اسی جیپ میں سفر کیا تھا جس کے ذریعہ میں ایک بار نوین کے ساتھ آچکا تھا اور ایک بار پھر جوہڑ نما جھیل ہمارے سامنے تھی۔ گراس میئر تک پہنچنے کے لیے پوری جھیل کے کنارے سفر کرنا پڑا تھا۔

جھیل کے دوسرے کنارے پر چند خیمے نظر آرہے تھے۔ یہ گراس میئر کی کیمپنگ تھی۔ ہم لوگ کیمپنگ تک پہنچ گئے لینڈ روور تھوڑی دیر تک کیمپنگ کے پاس رکی اور میکلارنس نے اس کا انجن بند کر دیا۔

"یہاں میرا دوست جوڈین رہتا ہے۔" اس نے کہا۔ "تم اس سے مل کر خوشی محسوس کرو گے۔ آؤ میں اس سے تمہاری ملاقات کراؤں"----- میکلارنس نے لینڈ روور سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔

ہم خیموں کے اس شہر سے گذرتے ہوئے اس کے انتہائی سرے تک پہنچ گئے جہاں ایک پکی عمارت نظر آرہی تھی۔ اس عمارت کے دروازے پر دو آدمی موجود تھے' جو پرانے میکسکن طرز کے ہیٹ پہنے ہوئے تھے اور ان کی مونچھیں بھی میکسیکو کے باشندوں کی مانند نیچے کو گری ہوئی نظر آرہی تھیں۔ میکلارنس کو دیکھ کر انہوں نے سلام کیا تھا۔

اور میکلارنس سر کے اشارے سے ان کے سلام کا جواب دیتے ہوئے عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ ایک آدمی فوراً ہی اس کی جانب بڑھ آیا تھا۔

"ہیلو مسٹر میکلارنس۔" اس نے کہا اور میکلارنس نے گردن خم کر دی۔

"جوڈین کہاں ہے؟"

"اندر موجود ہے؟" اس نے جواب دیا۔

"آؤ۔ میکلارنس نے میری جانب دیکھتے ہوئے کہا اور میں اس کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک آفس نما جگہ تھی۔ جس میں ایک پتلی سی میز اور کچھ صوفے پڑے ہوئے تھے۔

جوڈین میز کے پیچھے ایک ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے شانوں کی چوڑائی دیکھ کر میں متعجب رہ گیا۔ بڑے ہی چوڑے شانوں والا شخص تھا۔ اسی کی مناسبت سے اس کا چہرہ بھی تھا۔ بڑے بڑے بال تھے۔ مونچھیں خاصی گھنی تھیں اور ڈاڑھی میں شامل ہو گئی تھیں۔ اس کی آنکھیں بے حد خوفناک تھیں۔ میکلارنس کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہیلو میکی۔" اس نے میکلارنس سے کہا اور کھڑے ہو کر بے تکلفی سے اپنا ہاتھ ن

دیا۔ میکلارنس نے اس سے مصافحہ کیا اور پھر جوڈین نے میری جانب دیکھا۔

"یہ کون ہے؟" اس نے اکھڑ لہجے میں سوال کیا۔

"میرے دوست مسٹر نواز۔"

"اوہ----- اوہ۔" جوڈین نے سوچے سمجھے بغیر میری طرف بھی ہاتھ ----- بڑھا دیا اور میں اس چوڑے ہاتھ کو بغور دیکھا۔ ہاتھ تھا یا فولاد کا ٹکڑا۔ بہر صورت میں نے اس سے ہاتھ ملایا اور کافی دیر تک اپنے ہاتھ میں سنسناہٹ س کرتا رہا۔

"بڑی خوشی ہوئی بڑی خوشی ہوئی۔ کب آئے میکلارنس۔" جوڈین نے مجھ سے ہاتھ ملانے بعد بیٹھتے ہوئے میکلارنس سے سوال کیا۔

میں اور میکلارنس بھی صوفے پر بیٹھ گئے تھے۔

"بس دو تین دن ہو گئے ہیں۔"

"دو تین دن ہو گئے ہیں اور تم آج میرے پاس آئے ہو؟" جوڈین نے سوال کیا۔

"ہاں میرے پاس میرا مہمان آگیا تھا۔"

"اچھا کیا اچھا کیا۔ کیا ارادے ہیں؟"

"شکار کھیلوں گا' چلو گے؟"

"کونسا شکار کھیلو گے۔ آج کل کیمپنگ میں بڑی رونق ہے۔" جوڈین نے بھدے انداز میں ہوئے کہا۔

"اوہ جوڈین بے وقوف کم از کم اجنبی دوستوں کا تو خیال کرو۔ جو دل میں آتا ہے بک دیتے ہو۔

"میں صاف گو انسان ہوں۔ اور جب کسی کو دوست کہہ دیا تو پھر وہ اجنبی کہاں رہا۔" جوڈین نے

"میں نہیں جانتا مسٹر نواز کونسا شکار پسند کرتے ہیں۔ بہرحال مسٹر نواز آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ ین میرا کتنا بے تکلف دوست ہے۔ کیا خیال ہے مسٹر نواز۔ یہاں ہرن بھی ملتا ہے' پرندے تو جھیل سے رے غول در غول آتے ہیں۔ لیکن جل پریوں کا شکار بھی خوب رہتا ہے۔ کیا آپ کو جل پریاں پسند ہیں؟"

"میرا کبھی تعارف نہیں ہوا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تعارف کرایا جائے؟"

"کوئی حرج نہیں ہے۔"

"تب ٹھیک ہے جوڈین۔ پہلے جل پریوں کا شکار رہے گا۔ تم ہمارے لیے قیام کا بندوبست کرو۔"

"ابھی لو۔" جوڈین نے میز پر رکھی گھنٹی پر ہاتھ مارا۔ اور ایک آدمی اندر داخل ہو گیا۔ جوڈین نے کچھ ہدایات دیں اور وہ واپس چلا گیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد واپس آگیا۔ اس نے انتظامات مکمل ہونے اطلاع دی تھی۔

"ٹھیک ہے' شام کے کھانے کا بندوبست کرو۔" جوڈین نے حکم دیا اور وہ شخص گردن جھکا کر چلا گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ایڈلک سے ملاقات ہوئی؟" جوڈین نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ اپنے بیٹے سیڈر کے ساتھ آیا تھا۔ اس نے میرے دوست کو گراس میئر کے لیے دعوت دی تھی۔"

"لیکن جب تک میرے پاس ہو اس سے ملاقات نہیں کرو گے۔" جوڈین غرایا۔

"کیوں؟" میکلارنس نے مسکرا کر پوچھا۔

"وہ تمہیں اچک لے جائے گا اور میں منہ دیکھتا رہ جاؤں گا۔" جوڈین نے جواب دیا اور میکلارنس ہنسنے لگا۔

"میں سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں۔"

"ٹھیک ہے' میں اسے اپنے آنے کی اطلاع ابھی نہیں دوں گا۔"

"بس بس ٹھیک ہے۔" جوڈین خوش ہو کر ہاتھ ملنے لگا۔ دیر تک ہم اس کے پاس بیٹھے رہے۔ جوڈین عمدہ آدمی تھا' بہت دلچسپ گفتگو کرتا تھا۔ ویسے اس کی فطرت کسی بھیڑیئے جیسی تھی۔ رات کے کھانے کے بعد مجھے ایک خیمے میں پہنچا دیا گیا۔ جو پہاڑیوں کے درمیان ایک عمدہ جگہ لگا ہوا تھا۔

"یہ تمہارا خیمہ ہے۔" میکلارنس نے کہا۔

"صرف میرا؟"

"ہاں۔" میکلارنس ہنس پڑا۔ "ہم اپنا اپنا شکار الگ الگ کھائیں گے۔" میکلارنس نے کہا۔

"گویا اب کچھ اور کھانے کی گنجائش ہے۔"

"اوہ۔ عمدہ شکار۔ رات کی لذتوں سے بھرپور۔" میکلارنس نے کہا اور میرے خیمے سے نکل گیا۔ اب میں اس شکار کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ لیکن زیادہ دیر نہیں گذری کہ خیمے کے باہر قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ اور جوڈین اور میکلارنس اندر داخل ہو گئے۔ لیکن جوڈین کے کندھے پر کچھ نظر آ رہا تھا۔ میں نے غور کیا تو مجھے کسی لڑکی کا عقبی جسم نظر آیا۔ اس کا باقی بدن جوڈین کے چوڑے شانوں کے پیچھے تھا۔

"ہے نواز اپنا شکار سنبھالو۔" اس نے کہا اور لڑکی کو کسی کھلونے کی مانند اپنے شانے سے اتار کر میری طرف اچھال دیا۔ اگر میں اسے بازوؤں میں نہ سنبھال لیتا تو وہ بری طرح نیچے گرتی۔ یہ اس کی درندگی کا ثبوت تھا۔

میں نے ایک نظر لڑکی کی طرف دیکھا اور پھر ان دونوں کی طرف۔ پر رعب میکلارنس اس وقت بہت گھناؤنا نظر آ رہا تھا۔ وہ بھی شیطانی انداز میں مسکرا رہا تھا۔ اور پھر اس نے ایک آنکھ دبا کر کہا۔

"اپنے خیمے کا دروازہ بند کر لو۔ صبح ہونے سے پہلے اسے یہاں سے دور پھینک آنا' کیا خیال ہے تمہارا مال بے کار نہیں ہو گا۔" اور پھر وہ دونوں باہر نکل گئے۔ اور میں اس شکار کو دیکھنے لگا۔ لڑکی زیادہ حسین نہیں تھی۔ لیکن قبول صورت ضرور تھی۔ بدن دبلا پتلا اور دلکش تھا۔ لباس سے زیادہ متمول معلوم نہیں ہوتی تھی۔ غالباً وہ بے ہوش تھی۔ میں نے اسے لٹا دیا۔ اور خیمے کا دروازہ بند کر کے اس کے نزدیک پہنچ گیا اور پھر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔

تھوڑی دیر کے بعد میں اس کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ اور لڑکی سہمے ہوئے انداز میں اپنی گردن ہلانے لگی۔ پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ مجھے دیکھ کر اس کے حلق سے چیخ نکل گئی اور وہ سمٹنے لگی۔

میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ میری آنکھوں میں سکون رقصاں تھا۔ بہرحال لڑکی کسی حد تک بحال ہوئی تو میں نے اس سے سرد لہجے میں پوچھا۔

"کیا نام ہے تمہارا؟"

"کینی۔ کینی۔" وہ بے اختیار بول پڑی۔

"کہاں تھیں؟"

"کک ــــــ کیا مطلب؟"

"کہاں سے لایا گیا ہے تمہیں' اور کون لایا تھا؟"

"وہ دو تھے' ان میں سے ایک بہت خوفناک صورت کا مالک تھا۔"

"کہاں تھیں تم اس وقت؟"

"کیمپنگ میں لیکن یہ کونسی جگہ ہے؟"

"کیمپنگ ہی کا ایک حصہ۔"

"تم ان میں سے نہیں ہو جو مجھے اغوا کر کے لائے تھے؟"

"بکواس مت کرو۔ میں نے تمہاری جان بچائی ہے ان لوگوں سے وہ بردہ فروش تھے اور تمہیں کہیں لے جانا چاہتے تھے۔"

"آہ تمہارا شکریہ۔ میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔"

"سیاح ہو تم؟"

"ہاں۔"

"تنہا ہو؟"

"نہیں۔ میرا ایک بھائی اور بہن ساتھ ہے۔ بھائی نشے کا عادی ہے۔ اور کسی حد تک بے غیرت بھی ہے۔"

"یہاں اس کیمپنگ میں کب سے ہو؟"

"ایک ہفتہ ہو گیا۔"

"یہاں سے کہاں جاؤں گے؟"

"فرانس۔"

"کب تک جانے کا ارادہ ہے؟"

"بس دو تین روز میں۔ میری بہن کہہ رہی تھی کہ ہم دونوں کو تنہا چل دینا چاہیے۔ ورنہ ہمارا بھائی ہمیں بھی نقصان پہنچائے گا۔"

"تب کینی' میرا ایک مشورہ مانو گی؟"

"کہو۔"

"صبح اندھیرے ہی میں یہ کیمپنگ چھوڑ دو۔ ورنہ خطرناک لوگ اس علاقے میں بے حد بااثر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں۔ وہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔"

"نہیں۔ میں یہاں سے جاسکتی ہوں۔ تمہاری طرف سے اجازت ہے؟"

"ہاں۔ میں تمہیں کیمپ کے راستے پر چھوڑے دیتا ہوں۔ اٹھو۔" میں نے کہا اور وہ جلدی سے اٹھ گئی۔ میں اسے سہارا دے کر باہر لے آیا اور پھر اسے اس خیمے تک چھوڑنے آیا۔ نہ جانے کیوں واپسی پر ایک عجیب سے سکون کا احساس ہوا تھا۔

"دوسری صبح جوڈین اور میکلارنس مسکراتے ہوئے میرے خیمے میں داخل ہو گئے۔

"ہیلو نواز' کیا حال ہے؟" میکلارنس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"بالکل ٹھیک۔" میں نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔

"شکار کیسا رہا؟"

"بہت عمدہ۔"

"تڑپا تو نہیں"

"بزدل تھا۔ سہم کر رہ گیا۔ احتجاج بھی نہیں کیا اور سرد پڑا رہا۔ بس یہی ایک خرابی تھی اس میں۔"

"چلو بعض اوقات ٹھنڈی چیزیں بھی استعمال کرنا چاہیں۔ اب ہم یہاں سے چلیں گے اور لڈلک کے ساتھ ہرن اور نیل گائے کا شکار کھیلیں گے۔"

"جیسی تمہاری مرضی۔ میں تو تمہارا مہمان ہوں۔"

"تو جوڈین' تم ہمیں اجازت دو گے؟"

"ابھی سے میکلارنس' ابھی اور قیام کرو۔ میرا خیال ہے تمہارے دوست کا دل شکار سے اتنی جلدی نہ بھرا ہوگا۔"

"شکریہ مسٹر جوڈین۔ لیکن گراس میئر سے واپسی پر میں آپ کا مہمان ضرور بنوں گا۔ اور پھر اس وقت شکار کھیلیں گے۔"

"جیسی آپ کی مرضی۔" جوڈین نے جواب دیا۔ اور پھر ہم نے ناشتہ کیا اور لینڈ روور سے چل پڑے۔ میکلارنس بلاشبہ ایک زندہ دل انسان تھا۔ قہقہے لگانے والا قصبہ گراس میئر میں داخل ہو کر ہم ایڈلک کے پاس پہنچ گئے۔

ایڈلک نے ہمارا پرجوش استقبال کیا تھا۔ سیڈر کو ہمارے ہاتھوں مار کھاچکا تھا۔ لیکن شاید اس نے خلوص دل سے سب کچھ بھلا دیا تھا چنانچہ وہ بھی بڑے خلوص سے ملا اور ہمارے اعزاز میں ضیافت کا انتظام کیا گیا۔ دوپہر کے بعد ہم قصبے کی سیر کو نکلے۔ اس سیر میں سیڈر میرا ساتھی تھا۔ اور پرانی رنجشیں بالکل بھلا چکا تھا۔

گراس میئر کے ووڈ کاٹیج سے قدیم کلیسا اور اس کے اطراف پھیلے ہوئے قبرستان کے گرد چکر لگاتے ہوئے ہم واپس اپنی رہائش گاہ پہنچ گئے میکلارنس اور ایڈلک نے ہمارا استقبال کیا تھا۔

"کل مسٹر نواز کو جھیل کے درمیانی جزیرے کی سیر کرانا سیڈر۔" ایڈلک نے کہا۔

"او کے پیا۔" سیڈر نے جواب دیا۔ رات آرام سے گذری اور دوسرے دن کا آغاز بھی دلچسپ ہنگاموں سے ہوا۔ پھر سیڈر نے جزیرے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور تنہائی ملتے ہی اس نے ایک آنکھ دبا کر کہا۔

"یہاں سے تو تنہا چلیں گے لیکن۔"

"لیکن کیا؟"

"میں نے اپنی دو دوستوں کو جزیرے پر دعوت دی ہے۔"

"اوہ۔ وہ ہمارے ساتھ نہیں جائیں گی۔"

"نہیں' خود پہنچ جائیں گی۔" سیڈر نے جواب دیا اور میں نے گردن ہلا دی۔ دن کو تقریباً گیارہ بجے ہم چل پڑے۔ جھیل کے کنارے ایک کشتی موجود تھی جو شاید ہمارے ہی لیے تھی۔

"دوسرے گھاٹ پر کرائے کی کشتیاں مل جاتی ہیں۔" سیڈر نے کہا اور کشتی کی رسی کھول دی۔ پھر وہ کشتی کھیلنے لگا۔

"کیا جزیرہ آباد ہے؟"

"قطعی نہیں۔ عام طور سے سنسان پڑا رہتا ہے۔ کبھی کبھی ایسے ہی جوڑے پہنچ جاتے ہیں لیکن بہت کم تعداد میں۔"

"تب تو بہت اچھی جگہ ہوگی۔" میں نے کہا اور سیڈر گردن ہلانے لگا فاصلہ بہت زیادہ نہیں تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم جھیل کے درمیانی جزیرے پر پہنچ گئے۔ واقعی یہ پراسرار جگہ تھی۔ چاروں طرف جنگلی درختوں اور خودرو پودوں کی بہتات تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے ہمارے سوا یہاں اور کسی کا وجود نہ ہو۔

سیڈر خاموشی سے میرے ساتھ چل رہا تھا۔ "کیا تمہاری دوست پہنچ گئی ہیں؟" چند ساعت کے بعد میں نے پوچھا۔

"شاید ابھی نہیں۔"

"تنہا تو ہم دونوں بور ہو جائیں گے۔"

"وہ ضرور آئیں گی۔ ان کی مجال ہے کہ نہ پہنچیں۔" سیڈر نے کہا اور میں خاموش ہو گیا۔ جزیرہ ویران ضرور تھا لیکن انتہائی پرسکون ایک عجیب سی فرحت کا احساس ہوتا تھا۔ بالآخر ہم ایک گھنے درخت کے نیچے پہنچ گئے۔

"میں نے انہیں یہاں ملنے کو کہا تھا۔" سیڈر نے گہری سانس لے کر کہا۔

"ہم پہنچ گئے ہیں بچو۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔" درخت کے عقب سے آواز آئی اور میں چونک پڑا۔ درخت کے عقب سے لیڈلک اور میکلارنس برآمد ہوئے۔ دونوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

سیڈر بھی ہنس پڑا۔ میرے دوستوں سے ملو نواز۔ کیا خیال ہے ان دونوں کے بارے میں؟" اس نے کہا اور نہ جانے کیوں میں نے اس کے اس انداز میں ایک طنز محسوس کیا۔ میں چونک پڑا تھا۔

"کیا مذاق ہے؟" میں نے آہستہ سے کہا۔

"یہ بے وقوف ایسے ہی بے تکے مذاق کرتا رہتا ہے۔ ورنہ بھلا باپ اور محبوبہ میں کیا مماثلت۔" ایڈلک نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بس سیڈر اب تم واپس جاؤ۔" ایڈلک نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اوکے بیبا۔ میرا کام ختم؟"

"ہاں۔ تھینک یو۔" ایڈلک نے کہا اور سیڈر شانے اچکا کر واپس چلا گیا۔ میری چھٹی حس کچھ کہہ رہی تھی۔ لیکن میں بے پرواہ تھا۔ ہاں یہ ضرور سوچ رہا تھا کہ معاملہ کیا ہے۔ بہرحال جو کچھ ہے سامنے آجائے گا۔

سیڈر نگاہوں سے غائب ہوگیا۔ تب میں نے گہری سانس لے کر کہا۔ "یہ مذاق میری سمجھ میں نہیں آیا مسٹر ایڈلک۔"

"بدقسمتی سے یہ مذاق نہیں ہے مسٹر نواز اصغر۔" میکلارنس نے بھاری لہجے میں کہا۔

"پھر کیا ہے؟"

"کچھ حقائق جو آپ کے سامنے لائے جائیں گے' اور اس کے لیے اس سے بہتر جگہ کوئی اور نہ ہوتی۔"

"خوب گویا۔ مجھے دھوکہ دے کر یہاں لایا گیا ہے۔"

"ہاں۔"

"چلو ٹھیک ہے' مقصد تو بتادو۔"

"تم راجہ نواز اصغر ہو نا؟"

"تمہیں شک ہے؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں۔ جانتے ہو میں نے تمہیں کب پہچانا؟"

"جب تمہاری بیٹی نے میرا تعارف کرایا۔"

"نہیں مجھے تعارف کی ضرورت نہیں تھی۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ میں بہت پہلے سے تمہیں جانتا تھا۔"

"کب سے؟"

"میں نے تمہیں استنبول میں دیکھا تھا۔ بس تم مجھے نہیں پہچان سکے اور پہچان بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ میرا تمہارا مقابلہ دوبدو نہیں ہوا تھا۔"

"استنبول میں؟"

"ہاں۔ میرا تعلق برنیس کے گروہ سے تھا۔"

"اوہ۔" میں نے گہری سانس لی۔ برنیس کا نام کافی تھا۔ "بہت خوب مسٹر میکلارنس تب تو ہم پرانے شناسا ہیں۔"

"بلاشبہ۔"

"تو پھر تم مجھے کسی خاص مقصد کے تحت یہاں لائے تھے؟"

"ہاں۔"

"برنیس کی موت کا انتقام؟" میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"نہیں۔ وہ میرا چچا نہیں تھا۔" میکلارنس ہنس پڑا۔

"پھر کیا معاملہ ہے؟" میں نے بھی مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا سیڈر کا خون اتنا ہی ٹھنڈا ہے کہ اس نے تمہیں معاف کردیا۔ وہ تمہیں اس وقت تک نہ چھوڑتا جب تک تمہاری بوٹیاں نہ اڑا دیتا۔ بڑی مشکل سے اسے اس بات پر راضی کیا گیا تھا کہ وہ وقتی طور پر تمہیں معاف کردے۔"

"خوب۔ واقعی وہ بے حد بہادر ہے۔"

"طنز کررہے ہو۔" ایڈلک نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں نہیں' ان حالات میں میں کیا طنز کروں گا۔ بہرحال اب سسپنس نظر آمت پیدا کرو۔ مقصد کیا ہے؟"

"تم غلام سیٹھ کے دست راست تھے؟"

"ہاں تھا۔" میں نے کہا۔

"اور غلام سیٹھ کا پوشیدہ ذخیرہ آج تک نہیں تلاش کیا جاسکا۔"

"بہت خوب۔"

"ہمیں اس کا پتہ درکار ہے۔"

"تمہارے خیال میں اس کا پتہ مجھے معلوم ہے۔"

"پوری امید ہے اس بات کی۔"

"کیا میں تمہیں قلاش نہیں نظر آرہا ہوں؟"

"یہ کوئی خاص بات نہیں ہے۔"

"غلام سیٹھ کو مرے ہوئے عرصہ گزر گیا۔ کیا میں نے اس کا ذخیرہ بیچ نہ کھایا ہوگا؟"

"ممکن نہیں ہے۔"

"کیوں؟"

"اگر تم اسے فروخت کرچکے ہوتے تو اتنے قلاش نہ ہوتے۔ وہ اتنا بڑا ذخیرہ تھا کہ پوری زندگی دونوں ہاتھوں سے لٹاتے تب بھی کمی نہ ہوتی۔ اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ تم اسے فروخت کرنے کی جرات نہیں کرسکے۔"

"شیخ چلی کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟"

"اوہ۔ کیا یہ کوئی اسمگلر ہے؟"

"ہے نہیں تھا۔ بالکل تمہاری طرح۔ افسوس میں اس کا پورا تعارف نہیں کراسکتا تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا۔"

"بہرحال شیخ چلی کے بارے میں کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"وہ ایک بے وقوف انسان تھا بالکل تمہاری طرح۔ اگر تم اسمگلر ہو تو بالکل نچلے درجے کے کیونکہ دنیا کے حالات سے بے خبر ہو۔ کیا غلام سیٹھ کا دست راست اتنا کمزور تھا؟"

"نہیں۔ نواز اصغر کے بارے میں بہت کچھ سنا ہے۔"

"تب پھر وہ ذخیرہ کیوں نہ فروخت ہوجاتا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیونکہ انٹرپول تمہارے پیچھے ہے اور اسی کے خوف سے تم آج تک اس طرح مارے مارے پھر رہے ہو۔"

"اب تمہیں بوجھ بجھکڑ بھی کہوں گا۔"

"ہمیں اس کی دولت یا ذخیرے کا پتہ بتاؤ۔"

"کب تک بور کرو گے میکلارنس' چلو واپس چلو۔"

"ایک بات اور میرے ذہن میں آتی ہے۔"

"کیا؟"

"سیکاریفا بھی تو غلام سیٹھ کے ساتھ ہی تھی۔" میکلارنس نے کہا۔ اور میں چونک پڑا۔ یہ بات زیادہ خطرناک تھی۔ میکلارنس میری آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ مجھے چونکتے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "اب میری معلومات اتنی ناقص بھی نہیں ہیں۔"

"تب پھر اس نے تمہیں میرے بارے میں بتایا ہو گا؟" میں نے کہا۔

"اس نے؟" میکلارنس ہنس پڑا۔

"ہاں کیوں؟"

"اس نے تو خود کو مجھ سے آج تک چھپایا ہے۔ لیکن وہ نہیں جانتی کہ میں نے اس سے شادی کیوں کی ہے۔"

"بہرحال غلام سیٹھ کے پاس کوئی ذخیرہ نہیں تھا۔ رہی اس کی دولت تو اس بارے میں تمہاری معلومات ناقص ہیں۔"

"راجہ نواز اصغر۔ برنیس میرا آقا تھا۔ اگر تم غلام سیٹھ کا ذخیرہ بھول گئے ہو تو مجھے اپنے آقا کی موت یاد آجائے گی۔ اور پھر انتقام لینے کے لیے یہ موزوں ترین جگہ ہے۔ میں نے اس کے لیے پورا پورا انتظام کیا ہے۔ اگر تم چاہو تو نمونہ پیش کروں؟"

"صرف یہی کہوں گا کہ احمق ہو۔ میرا خیال ہے اب بکواس بند کرو اور یہاں سے چلو' ورنہ راجہ نواز اصغر جاگ اٹھے گا اور تم اسے نہ روک سکو گے۔"

"سلانے والوں کا میں نے بندوبست کر لیا ہے چلو سامنے آؤ۔" ایڈلک نے کہا اور چار آدمی سامنے آگئے۔ ان چاروں کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔ میں نے ایک گہری سانس لی۔ صورت حال ضرورت سے زیادہ ہی خراب ہو گئی تھی۔ اور مجھے خواہ مخواہ جھنجھوڑا جا رہا تھا۔ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ وہ میرے ذہن کی گرد جھاڑ رہے تھے ------ اور گرد جھڑی تو ------

...O...

اور

راجہ نواز اصغر نے اس دور کو اپنی زندگی کا بدترین دور کہا ہے' جب وہ ذہنی طور پر انسانیت کو بالکل فراموش کر چکے تھے۔ انہوں نے کیا کیا گل کھلائے یہ تو اگلے حصہ میں ہی معلوم ہو سکے گا!